شہزادہ قاسمؑ کی مہندی

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

شہزادۂ قاسمؑ کی مہندی

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

Presented by www.ziaraat.com

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : شہزادہ قاسمؑ کی مہندی

تالیف : علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

اشاعت : ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۰۱۰ء

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : ریحان احمد

قیمت : Rs. 500/=

ناشر : مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون 0213-4612868

0300-2778856

…… کتاب ملنے کا پتہ ……

مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون:0213-4612868

website: www.allamazameerakhtar.com

Presented by www.ziaraat.com

اِن آنکھوں نے کیا کیا دیکھا......

میرے ذہن میں حضرت علیؑ کا یہ قول گردش کر رہا ہے کہ ''جس شخص پر احسان کرو اُس کے شر سے بچو'' پہلے یہ قول کئی جگہ پڑھا اور سنا لیکن اِس قول کی تشریح صحیح معنوں میں سمجھ نہیں آئی کہ جس شخص پر احسان کیا جائے کیا وہ بھی احسان کرنے والے کو اپنے شر کا نشانہ بنا سکتا ہے؟۔ لیکن سانحۂ جامعہ سبطین کے بعد یہ قول پوری طرح میری سمجھ میں آ گیا کہ علامہ صاحب پر حملہ کرنے والے وہی لوگ تھے کہ جس قوم پر علامہ صاحب کے لاتعداد احسانات ہیں، سب سے بڑا احسان تو یہی ہے کہ علامہ صاحب نے اپنی مجالس کے ذریعے اِس قوم پر علم کے دریا بہا دیئے ہیں نا صرف یہ کہ اپنی مجالس کے ذریعے محمدؐ و آلِ محمدؐ سے متعلق غلط روایات کا مکمل اور مدلّل جواب دیا بلکہ اپنی تحقیقی کاوشوں سے حقائق کے نئے باب بھی وا کیئے۔ علومِ محمدؐ و آلِ محمدؑ کی ہر صنف میں خواہ وہ مرثیہ ہو، سلام ہو، نوحہ ہو، تفسیر ہو یا آئمہ کی سوانح حیات اتنا کام کر دیا ہے کہ جس کے اثرات صدیوں پر محیط ہیں۔ پھر یہ کون سے شیعہ تھے کہ جنہوں نے علامہ صاحب پر برسرِ منبر حملہ کیا، دراصل یہ علامہ صاحب پر حملہ نہیں کیا گیا بلکہ ایک پوری فکر پر حملہ کیا گیا ہے۔

تقریباً چار سال قبل، کراچی کے امام بارگاہوں میں ایک پمفلٹ تقسیم ہوا تھا جسے شکاگو کی کسی انجمن نے شائع کیا تھا۔ اس پمفلٹ میں امریکن سی آئی اے کے ایک افسر کی خودنوشت کا اقتباس تھا۔ اس نے لکھا تھا کہ ہم نے مختلف ممالک میں اپنے ایجنٹ بھیجے تا کہ وہ ملتِ جعفریہ پر تحقیق کر کے اصل نکتہ سامنے لائیں۔ ہمارے ایجنٹوں نے اپنے اپنے انداز میں تحقیق کی مگر ایک ہی بات سامنے آئی کہ شیعیانِ علیؑ میں اجتماعیت ہے اور اس کی وجہ فرشِ عزا ہے اگر اس سے دُور کر دیا جائے تو یہ قوم کبھی سر نہیں اٹھا سکے گی۔

اب اس سانحہ میں یہ دونوں عوامل کارفرما تھے یعنی علامہ صاحب کی تحقیقی اور علمی

Presented by www.ziaraat.com

کاوشوں کی روک تھام اور شیعوں کی اجتماعیت پر ایسی ضرب کہ وہ منتشر ہو جائیں، سب سے اہم بات جو اس سانحہ میں سامنے آئی وہ یہ کہ اس سارے واقعے میں جو لوگ استعمال ہوئے اُن کا تعلق کسی اور فرقے سے نہیں تھا بلکہ وہ بھی شیعہ ہی تھے۔

قابلِ غور امر یہ ہے کہ وہ کونسے شیعہ ہیں جو امام بارگاہ پر حملہ کر کے منبر پر چڑھ دوڑے، منبر کے دونوں جانب لگے علم حضرتِ عباسؑ کو شہید کیا، فرشِ عزا کو پامال کیا، نوجوانوں کے ساتھ ساتھ بچوں اور بزرگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا، نہ صرف گھونسوں، لاتوں سے مومنین کو ظلم کا نشانہ بنایا بلکہ اُن پر پتھروں کی بارش بھی کی گئی، ۱۳ صفر جو کہ شہادتِ حضرتِ سکینہؑ سے منسوب ہے اُس دن کا بھی خیال نہ کرتے ہوئے خواتین کی بے حرمتی کی گئی اور اُنہیں بھی اپنے ظلم سے بچ کر نہ جانے دیا، کیا یہ تمام واقعہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تعلیمات کے منافی نہیں! رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ خواتین کا اتنا احترام فرماتے تھے کہ کافروں کے مقابلے میں لشکر بھیجتے وقت تاکید فرمادیا کرتے تھے کہ خبردار کسی بچے یا عورت پر حملہ آور نہ ہونا اور اُن کے معاملے میں عفو و درگزر سے کام لینا اور اُنہیں معاف کر دینا۔ وہاں کافر عورتوں اور بچوں تک کے معاملے میں اِس قدر تاکید تھی جبکہ جامعہ سبطین میں سیدانیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا جو بیان سے باہر ہے۔

ایک ایسی قوم کہ جس کے سامنے آئمہؑ کی حیات کا ہر ہر پہلو ہو اور وہ اپنی زندگیوں کو آئمہؑ کی حیاتِ طیبہ پر استوار کرنے کے بجائے ظلم و تشدد کا مظاہرہ کر کے دوسرے فرقوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ کیوں تم لوگ ہمیں مہذّب کہتے ہو؟ ہمارا اصل روپ تو یہ ہے جو اب تمہارے سامنے آیا ہے۔ یہاں یہ بات کہنا انتہائی ضروری ہے جس طرح ہندوستان کے شیعہ مدرسوں میں زیرِ تعلیم طالبعلم علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اِسی طرح اگر پاکستان کے شیعہ مدرسوں کے طالبعلم علامہ صاحب کی کتب کا مطالعہ کریں تو اِس طرح کے واقعات کی روک تھام ممکن ہے کیونکہ میرے نزدیک یہ حادثہ کسی حد تک کم علمی و جہالت کا شاخسانہ ہے۔ (ادارہ مرکزِ علومِ اسلامیہ، کراچی)

Presented by www.ziaraat.com

فہرستِ ابواب

☆ مجلس بعنوان: شہزادۂ قاسمؑ کی مہندی......علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی...... ۱۲

باب ......۱ .... ۳۵تا۴۲

عرب میں مہندی لگانے کی رسم

عورت کو ہاتھ میں مہندی لگا کر رکھنا چاہیئے ---------------- ۳۵

کربلا میں مہندی کا وجود ---------------- ۳۵

مدینے میں مہندی ---------------- ۳۶

مہندی قاسمؑ کیا ہندو رواج سے عبارت ہے؟ ---------------- ۳۶

کیا مہندیٔ قاسمؑ کی شبیہ بنانا جائز ہے؟ ---------------- ۳۷

باب ......۲ .... ۴۳تا۴۹

خیمہ گاہ کربلائے معلّیٰ میں حجلۂ عروسیٔ قاسمؑ

کتاب شہر حسینؑ (نوشتہ محمد باقر مدرس) ---------------- ۴۳

خیمہ گاہ کربلائے معلّیٰ میں حجلۂ عروسیٔ قاسمؑ سے متعلق

مولانا سیّد کلبِ صادق (لکھنو) کا بیان ---------------- ۴۹

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

Presented by www.ziaraat.com

باب ۳ .... ۵۰تا۹۴

مہندی کی زیارت کیوں نکلتی ہے؟

- عراق میں حضرت قاسمؑ کی مہندی.. مولانا سیّد قائم مہدی (لکھنؤ) -- ۵۰
- لکھنؤ میں مہندی کا جلوس.... قومی آواز ---------- ۵۴
- لکھنؤ میں مہندی کی دھوم.... یوگیش پروین (لکھنؤ) ---------- ۵۶
- حضرت قاسمؑ کی مہندی.... قاسم محمود کے ناول سے اقتباس ------ ۵۷
- اجمیر کی مہندی.... احمد رئیس ---------- ۷۷
- بلگرام کی مہندی.... پروفیسر اطہر بلگرامی ---------- ۷۸
- ۷؍محرم کو مہندی کا ڈنکا ---------- ۷۹

مہندی کے جلوس کی تاریخ ۸۱

- ریاست رامپور کی مہندی ---------- ۸۱
- لکھنؤ کی مہندی ---------- ۸۲
- فیض آباد کی مہندی ---------- ۸۲
- جونپور کی مہندی ---------- ۸۲
- ریاست محمود آباد کی مہندی ---------- ۸۳
- جائس ضلع رائے بریلی کی مہندی ---------- ۸۳
- نصیر آباد ضلع رائے بریلی کی مہندی ---------- ۸۳
- پرشدے پور ضلع نصیر آباد کی مہندی ---------- ۸۳
- کانپور کی مہندی ---------- ۸۴
- موتکپور ضلع بارہ بنکی کی مہندی ---------- ۸۴

Presented by www.ziaraat.com

احمد آباد کی مہندی ---------- ۸۴
ضلع اعظم گڑھ کی مہندی ---------- ۸۴
محمد پور دبشن پور کی مہندی ---------- ۸۴
حسین آباد کی مہندی ---------- ۸۴
کواتھ کی مہندی ---------- ۸۴
بھیک پور کی مہندی ---------- ۸۵
گنگولی کی مہندی ---------- ۸۵
تاج پور کی مہندی ---------- ۸۵
نانوتہ کی مہندی ---------- ۸۵
دہلیہ کی مہندی ---------- ۸۵
رانی مئو ضلع اعظم گڑھ کی مہندی ---------- ۸۵
بلہور کی مہندی ---------- ۸۵
حسنوکڑہ کی مہندی ---------- ۸۵
اجودھیا کی مہندی ---------- ۸۶
زید پور کی مہندی ---------- ۸۶
آرہ کی مہندی ---------- ۸۶
ہردوئی کی مہندی ---------- ۸۶
مظفر پور کی مہندی ---------- ۸۷
موضع کلھواہ، موضع داور، موضع میلٹھن سرائے، موضع بھیکن پور، موضع بڈھن پورہ، ضلع مظفر پور، موضع گورانڈا
جموں کشمیر کی مہندی ---------- ۹۰
الٰہ آباد کی مہندی ---------- ۹۰

Presented by www.ziaraat.com

کاٹھیاواڑ کی مہندی ---------- ۹۰
اصغر آباد کی مہندی ---------- ۹۰
غازی پور کی مہندی ---------- ۹۰
کامون پور کی مہندی ---------- ۹۱
مان بہوم بنگال ---------- ۹۱
گھوسی بڑا گاؤں ---------- ۹۱
جلال پور (یوپی، بھارت) کی مہندی ---------- ۹۱
افریقہ کی مہندی ---------- ۹۱
راولپنڈی کی مہندی ---------- ۹۱
کراچی کی مہندی ---------- ۹۱
لاہور میں سات محرم کو گوالمنڈی کی قدیم مہندی ---------- ۹۲
ساداتِ جلالی (یوپی۔انڈیا) کے مہندی کے جلوس ---------- ۹۳

باب ۴

۹۵ تا ۱۰۷

لکھنؤ کی تین مشہور مہندیاں

سلطان جہاں محل صاحبہ کی مہندی ---------- ۱۰۰
کشمیریوں کی مہندی ---------- ۱۰۳
شاہی مہندی کا جلوس ---------- ۱۰۵

باب ۵

۱۰۸ تا ۱۴۷

کربلا میں حضرت قاسمؑ کی شادی ہوئی تھی؟

بمان علی کرمانی براجی (ایران) کی مثنوی ''حملۂ حیدری''
میں حضرتِ قاسمؑ کے حالات (فارسی سے اردو ترجمہ)

Presented by www.ziaraat.com

باب ۶ .... ۱۴۸

عقدِ شہزادۂ قاسمؑ ...... دلائل و براہین

- عالمانہ رویہ ---------------------------------- ۱۵۳
- علاقائی روایتی حوالہ ---------------------------------- ۱۵۵
- اخلاقیاتی حوالہ ---------------------------------- ۱۵۹
- غیر شرعی و مذہبی حوالہ ---------------------------------- ۱۶۳
- حفظ مراتب کا حوالہ ---------------------------------- ۱۶۵
- معروف عام کا حوالہ ---------------------------------- ۱۶۵
- اخلاقی دلیل ---------------------------------- ۱۶۷
- تائیدات ---------------------------------- ۱۶۷
- شادی شہزادۂ قاسمؑ ---------------------------------- ۱۷۳

باب ۷ .... ۱۹۰ تا ۲۴۳

مرثیے درحال حضرتِ قاسمؑ

۱۔ مرزا دکنی ۲۔ اصغر دکنی ۳۔ تحقیق دکنی ۴۔ فتح اللہ دکنی ۵۔ فضل علی فضلی دہلوی ۶۔ علی قلی ندیم دہلوی
۷۔ مسکین میر عبداللہ ۸۔ نجم الدین آبرو دہلوی ۹۔ محبؔ دہلوی ۱۰۔ مرزا محمد رفیع سوداؔ دہلوی
۱۱۔ میر تقی میرؔ ۱۲۔ سکندر دہلوی ۱۳۔ خادم علی خادم دہلوی ۱۴۔ مصحفی امروہوی ۱۵۔ گدا علی گدا
۱۶۔ میر حیدری ۱۷۔ احسان لکھنوی ۱۸۔ افسردہ ۱۹۔ دلگیر ۲۰۔ ناظم لکھنوی ۲۱۔ میر خلیق
۲۲۔ مرزا فصیح ۲۳۔ میر ضمیر ۲۴۔ مرزا حسین علی خاں اثر لکھنوی ۲۵۔ مرزا کلبِ حسین خان نادرؔ
۲۶۔ تشفی لکھنوی ۲۷۔ امیر الدولہ ۲۸۔ میر انیسؔ ۲۹۔ مرزا دبیرؔ ۳۰۔ بادشاہِ اودھ نصیر الدین حیدر
۳۱۔ میر اُنسؔ ۳۲۔ میر مونسؔ ۳۳۔ میر عشقؔ ۳۴۔ کلیم لکھنوی ۳۵۔ میر نفیسؔ ۳۶۔ میر رئیس
۳۷۔ میر سلیسؔ ۳۸۔ میر وحید ۳۹۔ مرزا جعفر اوج لکھنوی ۴۰۔ مرزا شریف بیگ شریف دہلوی

Presented by www.ziaraat.com

۴۱۔نگاہی دہلوی ۴۲۔نواب سرفراز علی خاں سرفراز ۴۳۔تعشق ۴۴۔میر علی محمد عارف لکھنوی
۴۵۔دولھا صاحب عروج ۴۶۔بابو صاحب فائق لکھنوی ۴۷۔شمیم امروہوی ۴۸۔ظہیر دہلوی
۴۹۔نفاست زید پوری ۵۰۔واجد علی شاہ ۵۱۔بقا لکھنوی ۵۲۔علی میاں کامل ۵۳۔وقار زید پوری
۵۴۔لطیف لکھنوی ۵۵۔اویس بلگرامی ۵۶۔آغا ذہین دہلوی ۵۷۔غیور عظیم آبادی
۵۸۔سید محمود حسن عقیل ۵۹۔مشتاق مصطفےٰ آبادی ۶۰۔عسکری میرزا مودب لکھنوی
۶۱۔نسیم بھرت پوری ۶۲۔سید شبیر حسن اریب ۶۳۔سپہر دھولپوری ۶۴۔بادشاہ مرزا اثر لکھنوی
۶۵۔شدید لکھنوی ۶۶۔حیدر سبزواری ۶۷۔یونس زید پوری ۶۸۔محسن زید پوری
۶۹۔عروج بھرتپوری ۷۰۔نامی جونپوری ۷۱۔قمر جلالوی

باب ... ۸ ....۲۴۴ تا ۳۳۶

نوحے در حالِ حضرتِ قاسمؑ

۱۔دلگیر لکھنوی ۲۔نواب باقر علی خاں تشفی لکھنوی ۳۔میر انیس (دو نوحے) ۴۔مرزا دبیر
۵۔میر مونس ۶۔نالاں لکھنوی ۷۔رافت ۸۔میر نفیس ۹۔میر وحید ۱۰۔علی میاں کامل (دو نوحے)
۱۱۔طور لکھنوی ۱۲۔عروج بھرتپوری ۱۳۔واجد لکھنوی (دو نوحے) ۱۴۔مضطر لکھنوی
۱۵۔نجم لکھنوی ۱۶۔نواب زہرہ بیگم ۱۷۔شہزادۂ اودھ ثریا لکھنوی (۴ نوحے) ۱۸۔سجاد لکھنوی
(شاگرد انیس) ۱۹۔فرخ لکھنوی ۲۰۔انجم لکھنوی (شاگرد میر مونس) ۲۱۔بشیر بجنوری (۵ نوحے)
۲۲۔زائر لکھنوی (۳ نوحے) ۲۳۔متین دہلوی ۲۴۔نگیں حیدر آبادی (۲ نوحے) ۲۵۔واعظ لکھنوی
(۲ نوحے) ۲۶۔رضا عارف رضوی (۲ نوحے) ۲۷۔مضطر تاج پوری ۲۸۔سجاد زید پوری
(۳ نوحے) ۲۹۔مرغوب نقوی ۳۰۔حیدر لکھنوی (۳ نوحے) ۳۱۔مکرم لکھنوی (۳ نوحے)
۳۲۔شوکت بلگرامی (۳ نوحے) ۳۳۔نجم آفندی (۳ نوحے) ۳۴۔فضل نقوی ۳۵۔اثر سرسوی
۳۶۔قیصر لکھنوی ۳۷۔ذاکرہ لکھنوی ۳۸۔عادل رضوی (۲ نوحے) ۳۹۔صدر اجتہادی
۴۰۔شاد زید پوری (۲ نوحے) ۴۱۔شریں بیگم ۴۲۔گوہر لکھنوی ۴۳۔گوہر بیگم گوہر (۲ نوحے)
۴۴۔ماہرہ لکھنوی (۲ نوحے) ۴۵۔تنویر کڑی باوا ۴۶۔انیس پہرسری ۴۷۔سیدہ بیگم شکار پوری
(۲ نوحے) ۴۸۔ذکیہ بیگم ۴۹۔محمد لکھنوی ۵۰۔شائق دہلوی ۵۱۔ضمیر اختر نقوی

Presented by www.ziaraat.com

باب ۹ .... ۳۳۷ تا ۳۷۱

مہندی درحال حضرتِ قاسمؑ

۱۔شیخ قلندر بخش جرأت دہلوی ۲۔احسان علی احسان لکھنوی ۳۔پناہ علی افسردہ ۴۔ناظم لکھنوی
۵۔دلگیر لکھنوی ۶۔میر انیس ۷۔مرزا محمد رضا برق لکھنوی ۸۔سید علی حسین آزاد لکھنوی
۹۔میر نفیس ۱۰۔علی میاں کامل ۱۱۔میر رضا علی قابل لکھنوی ۱۲۔خوب چند ذکا دہلوی
۱۳۔امراؤ مرزا انور دہلوی ۱۴۔لطافت لکھنوی ۱۵۔ثریا لکھنوی ۱۶۔واعظ لکھنوی
۱۷۔زائر لکھنوی ۱۸۔شوکت بلگرامی (۲ مہندیاں) ۱۹۔خفی لکھنوی ۲۰۔سیفی لکھنوی
۲۱۔مظہر عابدی مچھلی شہری ۲۲۔طیب لکھنوی ۲۳۔نادر لکھنوی ۲۴۔عاجز لکھنوی (۲مہندیاں)
۲۵۔انیس پہرسری (۲مہندیاں)

باب ۱۰ .... ۳۷۲ تا ۳۸۲

سہرے درحال حضرتِ قاسمؑ

۱۔سجاد لکھنوی ۲۔ثریا لکھنوی (دوسہرے) ۳۔سیّد ابن حسن زائر لکھنوی ۴۔شوکت بلگرامی
۵۔مظہر عابدی مچھلی شہری، ۶۔حمید الدولہ رضا قلی خاں بہادر،

باب ۱۱ .... ۳۸۳ تا ۳۸۸

رباعیات درحال حضرت قاسمؑ

۱۔میر انیس ۲۔مرزا دبیر ۳۔صمصام علی گوہر ۴۔قمر جلالوی، ۵۔ناصر علی ناصر جلالپوری

باب ۱۲ .... ۳۸۹ تا ۳۹۵

قصیدے درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ساجد رضوی ۲۔ شاہِ اودھ نصیر الدین حیدر بادشاہ، ۳۔حبیب حسن حبیب
۴۔ڈاکٹر سیّد ظلِ ثقلین زیدی

باب ۱۳ کتب حوالہ جات۔

Presented by www.ziaraat.com

علّامہ سیّد ضمیر اختر نقوی:

ساتویں مجلس

شہزادۂ قاسمؑ کی مہندی

امام بارگاہِ جامعہ سبطین گلشن اقبال کراچی میں عشرۂ محرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء کی ساتویں محرّم کو یہ تقریر ہزاروں کے مجمعے میں کی گئی۔ مجمعے نے اس تقریر کی پُر زور تائید کی اور تحسین و آفرین کے نعرے بلند کئے۔
یہ مجلسیں ''حق و باطل کی پہچان'' کے موضوع پر ہوئی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

۱۴۲۹ہجری کے عشرۂ محرّم کی امام بارگاہ جامعہ سبطین میں ساتویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ آج ساتویں محرّم ہے۔ ''حق اور باطل کی پہچان'' اس موضوع پر ہم گفتگو کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ ذکرِ اللہ، ذکرِ حسینؑ، ذکرِ آلِ محمدؐ یہ سب کچھ بہت اولیٰ ہے اور کربلا سے ہم نے یہی بات سیکھی ہے کہ ذکرِ اللہ کی کیا عظمت ہے اور اگر اُس کا اثر نہ ہو تو پھر جینے کا فائدہ۔ دیکھئے ابنِ زیاد نے اپنے دربار میں کہا تھا حضرت زینبؑ سے کہ اللہ نے تمہیں ذلیل کیا رسوا کیا اور تمہارا پورا گھر قتل ہو گیا۔ حضرت زینبؑ نے اُس کا جواب دیا۔ آپ نے خطبے کو حمد سے شروع کیا کہ قابل

Presented by www.ziaraat.com

تعریف ہے وہ ذات جس نے ہمیں عزت دی تو یہ ہم جو سب کچھ سنتے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ کتنی مصیبتیں پڑیں۔اب کربلا سے بڑی مصیبتیں تو کسی پر نہیں پڑیں گی اور حضرتِ زینبؑ سے زیادہ بے کس مجبور دنیا میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔اب ایسا ہوگا ہی نہیں کہ حضرت زینبؑ والی مظلومیت کسی کو مل جائے اور اُس میں بھی وہ شکرِ خدا کر رہی ہیں۔اور بار بار اللہ ہی کا ذکر کر رہی ہیں۔یہ ایک ایسا نکتہ ہے کہ جس کو پوری ملتِ اسلامیہ سمجھ لیتی تو آج جانے کہاں یہ سارے مسلمان ہوتے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے واقعات جیسے پشاور میں ابھی جلوس عزا پر حملہ ہوا تو اس کا افسوس تو ہمیں ہے دکھ ہے تعزیت ہے کہ غم میں غم ہے۔یہ احساس دوسروں کو دلائیں جو لوگ یہ احساس کر رہے ہیں ہمارا مجمع تو ماشااللہ نارمل ہے اور پہلے دن سے نارمل ہے حالانکہ افواہیں پھیلائی جاتی ہیں اور حالات ملک کے بہر حال کئی سال سے خراب ہیں اور اُس میں کوئی فرق بھی نہیں پڑ رہا ہے تو ہمیں اپنی جگہ پر مضبوط ہونا چاہیئے ۔ہر حال میں شکرِ الٰہی کرنا چاہیئے اور یہ بات میں کہتا ہوں کہ بھائی یہاں رہنے کیلیئے کوئی نہیں آیا۔اس دنیا میں ٹھہرنے کے لئے کوئی نہیں آیا۔آئے ہیں سب جانے کے لیئے مسافر ہیں لیکن ایک وقت مقرر ہے اور اُس وقت تک ہم کو یہاں پر رہنا ہے پھر ایک اور دنیا ہے۔مزے دار بات یہ ہے کہ وہاں بھی دنیا کئی طریقے کی ہے ایک تو بالکل آگ اور جہنم ہے تکلیف دِہ دنیا ہے اور ایک بہت آرام دِہ ہے اور پھر وہاں پہنچنے کے بعد یہاں نہیں آنا ہے بار بار نہیں آنا ہے۔اس لئے کہ یہ دنیا رہے گی نہیں زمین ہی نہیں رہے گی تو یہاں پھر کون آئے گا لیکن بہر حال ابھی ایک وقتی مزا ہے یہاں رہنے کا اور وہ مزا جو ہے تو ہر ایک یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم ذرا اچھا وقت یہاں گزار لیں حالانکہ کوئی بھی اچھا وقت نہیں گزار رہا۔سب خراب وقت گزار رہے ہیں۔اچھا وقت وہی

Presented by www.ziaraat.com

گزار رہا ہے کہ جو آلِ محمدؐ کے کہنے پر چل رہا ہے جو سیرتِ آلِ محمدؐ پر عمل کر رہا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ مجلسِ عزا سے زیادہ اچھا کہیں دنیا میں کوئی اتنا اچھا وقت نہیں گزار رہا ہے کوئی اچھا وقت نہیں گزار رہا ویسے اچھا وقت یہ ہے کہ آپ چاہے گھر میں لیٹ جایئے ڈر کے نہ آیئے مجلس میں کہیں اور چلے جایئے گھر سے نہ نکلیں کہیں اور بیٹھ جائیں سات پردوں میں چلے جائیں اس سے اچھی پائیدار جگہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ سب ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ مضبوط رہیے مضبوط رہیئے اس سے اچھا تھا کہ انڈیا سے لڑائی ہو رہی ہوتی تو وہ زیادہ مزیدار چیز ہے کہ بھئی سائرن ہو رہے ہوتے بلیک آؤٹ ہوتا اب خوامخواہ کا بلیک آؤٹ بھی ہوتا ہے روزانہ جنگ بھی نہیں ہو رہی اور بلیک آؤٹ بھی روز ہوتا ہے اور انڈیا کوئی بم بھی نہیں گرا رہا ہے حالانکہ بم بھی پھٹ رہے ہیں تو صورتِ حال تو بالکل ایسی ہے جیسے انڈیا سے لڑائی ہو رہی ہو۔ اب رنگ بدل گیا ہے لڑائی کا میں سمجھتا ہوں وہ زیادہ مزیدار تھا بھارت سے تو دوستی ہو گئی اب لڑائی ہو گی نہیں اب مُلک کے اندر لڑائی شروع ہو گئی اور مُلک کے اندر بھی یہ نہیں پتہ کون کس سے لڑ رہا ہے ابھی تک پتہ ہی نہیں چلا بالکل نہیں معلوم ہو پایا ہے بہر حال تو یہ سارے حالات واقعات ہیں بچپن سے یہاں تک یہ عمر گزر گئی یہی سب کچھ دیکھتے دیکھتے ہمارے ایک دوست ہیں شیخ ممتاز حسین لاہور میں رہتے ہیں انھوں نے بہت اچھا جملہ کہا کہ کسی نے کہا بھئی اس دفعہ محرّم میں بڑی ٹینشن ہے دو سال پہلے کی بات ہے تو وہ کہنے لگے بھائی جب سے پیدا ہوئے ہیں ہوش سنبھالا ہے مجلس میں جانے لگا۔ ہر سال اسی طرح سنا ہے، آپ کہہ رہے ہیں اب کے بڑی ٹینشن ہے تو وہ کب محرّم آیا تھا پاکستان میں کہ کسی نے کہا کہ اب کی ٹینشن نہیں ہے ابھی تک تو ایسا کوئی سال آیا نہیں یہ تو امریکہ میں جا کر کہہ سکتے ہیں لندن میں جا کے کہہ سکتے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

ہندوستان میں جا کے کہہ سکتے ہیں ہاں کیا پُر امن محرّم ہے بس یہ واحد ملک ہے کہ جہاں یہ آپ خطرناک حالات میں محرّم کر رہے ہیں اور اس طرح مشکل عزاداری کر رہے ہیں یہ ہنگامی حالت کہیں نہیں ہے کسی بھی مُلک کی عزاداری دیکھئے یعنی کویت کا محرّم میں نے دیکھا کویت کا محرّم سڑکوں پر کھڑے ہوئے لوگ آرام سے باہر تک فرش بچھے ہوئے ہیں بارش بھی ہو رہی ہے خیمے لگا دیئے گئے بیٹھے ہیں امام باڑے میں جگہ نہیں ہے ساڑھے چار سو امام باڑے بھرے ہوئے ہیں کویت میں یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مجلس ہو رہی ہے عربیوں کی بھی ہندوستانیوں کی بھی ایرانیوں کی بھی ایک دھوم دھام ہے لندن میں بھی دیکھا محرّم امریکہ میں بھی دیکھا محرّم یہ عالم امریکہ میں بھی دیکھا ہے، نیویارک میں امام باڑہ بھر گیا باہر پولیس نے تمام انتظام کیا اب بارش ہو رہی ہے بارش میں ایسے فرش گورنمنٹ نے دیئے جو دیکھنے میں تو لگتا ہے کہ گھاس ہے اور وہ اس طرح بچھتے ہیں کہ اُس کے نیچے سے پانی بہتا رہتا ہے اور فرش پر بیٹھے رہتے ہیں عجیب عجیب انتظام ہیں مولا کے، کہاں کس طرح عزاداروں کے لئے پورا انتظام ہے لندن میں برف گر رہی ہے محرّم ہو رہا ہے اور نہ معلوم کہاں کہاں کے محرّم دیکھے اور بچپن سے دیکھے جوانی تک ہندوستان کے محرّم دیکھے جو کیف وہاں تھا تو وہ یاد آتا ہے تو کہتے ہیں کہ بھئی آپ اتنا کیوں ذکر کرتے ہیں لکھنؤ کا کیا کریں۔ ایسا لگتا تھا جنّت میں تھے اور محرّم تھا۔ اب یہ دیکھئے سات محرّم آتی تھی لکھنؤ میں تو شام سے شربت پر نیازیں شروع ہو جاتی تھیں کیونکہ آج کربلا میں پانی بند ہوا۔ پیاسوں کو ایک قطرہ پانی نہیں دیا صبح سے سات تاریخ سے جگہ جگہ دودھ کے شربت گھروں میں بنائے جاتے تھے لوگ رو رہے ہیں شہزادہ علی اصغرؑ کی نذر ہو رہی ہے، جنابِ سکینہؑ کی نذر ہو رہی ہے گھر گھر میں

Presented by www.ziaraat.com

حضرتِ قاسمؑ کی مجلسیں ہو رہی ہیں یہ بچپن سے جوانی تک لکھنؤ میں دیکھا۔ لکھنؤ میں ساتویں محرّم کو بڑی دھوم ہوتی تھی تین بڑے مہندی کے جلوس نکلا کرتے تھے اور سرِشام یعنی کہ مغرب سے تیاری ہوتی تھی تو میر واجد علی داروغہ تھے میر واجد علی مرزا دبیر کے شاگرد بھی تھے مرثیے بھی کہتے تھے۔ بادشاہ کے یہاں داروغہ تھے تو اُن کے انتقال کو ڈیڑھ دو سو برس ہو چکے تھے جب ہم نے اُن کا مہندی کا جلوس دیکھا یعنی ایک آدمی کو دنیا سے گئے ڈیڑھ سو برس ہو گئے اور اُسی شان سے اُس کا جلوس نکل رہا ہے کیسی بات ہے ذرا آپ سوچئے کہ کیا ہے یہ غمِ حسینؑ کہ اُنھیں کے نام سے اب تک یہ مہندی کا جلوس مشہور ہے دیکھئے ایک بھائی نے ہمارے نام لیا محلّے کا کہ گولہ گنج میں محلّہ گولہ گنج لکھنؤ میں بڑا شاندار امام باڑہ بنا ہوا ہے، امام باڑے کا نام ہے امام باڑہَ میر واجد علی اُس امام باڑے میں ہم نے مجلس پڑھی ہے دن کے وقت سردیوں میں دوپہر کی مجلس پڑھی تھی ہلکی ہلکی دھوپ تھی بڑا اچھا لگ رہا تھا۔ امام باڑے میں بڑا سا صحن ہے فوارہ لگا ہوا درخت لگے ہوئے اہلِ لکھنؤ نے ہر امام باڑے کو جنّت بنایا ہوا ہے جہاں بھی آپ چلے جائیں کہتا ہوں میں جوانوں سے کہ کبھی لکھنؤ جائیں اور دیکھ کر آئیں امام باڑوں کی شان کہ یہاں امام حسینؑ کتنے اچھے طریقے سے رکھے گئے ہیں، ہندوستان میں تو تقریباً یہ سمجھئے کہ ڈیڑھ دو میل کے فاصلے سے ایک امام باڑہ ہے۔ افضل محل کے امام باڑے کے فٹ پاتھ اتنے چوڑے چوڑے ہیں کہ جیسے آپ سمجھئے کہ ہمارا پورا یہ صحن اتنے چوڑے فٹ پاتھ ہیں وکٹوریہ اسٹریٹ نخّاس، تو فٹ پاتھ پر مہندی کا انتظام ہوتا تھا شام سے لوگ بس دیکھتے تھے کہ کیا تیاریاں ہیں اُس میں تقریباً پندرہ یا سولہ یا بیس چالیس پچاس کے قریب اونٹ ہوتے تھے ہر اونٹ پر ایک علم اور آگے آگے ہاتھی ہوتے تھے اُس کے بعد اونٹ ہوتے تھے اور ہاتھیوں پر

Presented by www.ziaraat.com

ماہی اور مراتب۔ ماہی کہتے ہیں مچھلی کو مراتب کہتے ہیں سورج کو، بڑا سا ایک سونے کا سورج ہوتا ہے اور وہ نصب ہوتا ہے چھڑ کے اوپر جیسے علم کا پنجہ اور ایک مچھلی ہوتی ہے سونے کی جب پہلے ایران کے بادشاہ اور ہندوستان کے بادشاہوں کا جلوس نکلتا تھا تو اُس کو ماہی مراتب بھی کہتے تھے پہلے مچھلی آتی تھی سورج آتا تھا تو لوگ سمجھ جاتے تھے کہ بادشاہ آرہا ہے، اب بادشاہ نہ رہے ماہی مراتب نہ رہے لیکن حسینؑ کا ماہی مراتب اب تک باقی ہے۔ وہی شاہانہ استقبال سب سے آگے روشن چوکی ہوتی تھی تخت ہوتا تھا تقریباً کوئی پچیس تیس آدمی تخت کو اٹھائے ہوتے تھے اور اُس پہ شہنائی نواز بیٹھے ہوتے تھے اور اُس کو اتنا خوبصورت سجاتے تھے کہ اُس پر سبز رنگ کے مخملی در بنے ہوتے تھے اور اُس کے اوپر خوبصورت زردوزی کا کام بنا ہوتا تھا، کارچوب کا بہترین کام چاندی کے تاروں سے سونے کے تاروں سے نقش و نگار بنے ہوتے تھے اور اُس میں جب تک ہمارے بچپن میں تو بسم اللہ خاں جو کہ بنارس میں انتقال کر گئے اور مومن تھے عزادار تھے۔ اور ساری زندگی بنارس میں رہے تو انڈیا والوں نے اپنا سب سے بڑا ایوارڈ جو ہندوستان کا کہلاتا ہے پدم بھوشن وہ اُن کو دیا تھا۔ اُس کے بعد جب وہ بوڑھے ہو گئے تو پھر اُن کے شاگردوں میں یہ سلسلہ آیا اور وہ شہنائی میں مسلسل ایک نوحہ ختم کر کے دوسرا نوحہ پڑھتے جاتے تھے اور مہندی پڑھتے تھے پھر دیگر مشہور اُس دور کے نوحے پڑھے جاتے تھے، اُس سے یہ ہوتا تھا کہ اتنا سوگوار ہو جاتا تھا ماحول نوحوں کی وجہ سے جلوس کے آس پاس میں ماتم شروع ہو جاتا تھا پھر وہ شان کہ یہ ہمارے مولا کی شان ہے۔ وہ ہاتھی وہ گھوڑے بڑھتے جاتے اور پھر پرچم نواز آنا شروع ہوتے یہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اس لئے بتا رہا ہوں میں نے رام پور کی مہندی نہیں دیکھی اس کے پچاس گنا زیادہ شاندار ہوتی تھی اور تفصیل

Presented by www.ziaraat.com

اگر ہم آپ کو سنائیں تو تقریر طویل ہو جائے گی، میری دو کتابیں حضرت قاسمؑ پر چھپ گئی ہیں تیسری کتاب کا نام ہے ''شہزادہ قاسمؑ کی مہندی'' وہ بھی پانچ چھ سو صفحے کی کتاب ہے۔ اُس میں مَیں نے رام پور کے جلوس کی پوری تفصیل بیان کی ہے کتنے سپاہی جلوس دیکھتے چلتے تھے آپ کو سمجھا دیں اس جلوس کا نقشہ کاغذ پر بنا کر دیا جاتا تھا اُس پہ نقشہ بنا ہوتا تھا اور اُس میں لکھا ہوا ہوتا تھا۔ اتنے آدمی اس کے بعد اتنے آدمی اس کے اتنے پرچم نواز اتنے ہاتھی اتنے گھوڑے اتنے بینڈ اتنے باجے یہ سب کچھ اس پہ لکھا ہوا ہوتا تھا تو اب تک پورا ریکارڈ موجود ہے۔ بھرت پور کی مہندی کے جلوس کا بھی نقشہ موجود ہے پہر سر کا بھی موجود ہے۔ راجستھان کے راجے مہاراجے سب ہندو تھے یہ پانچ بستیاں تھیں اور سب جگہ ہندو راجے مہاراجے تھے اور اِن کے اپنے جلوس مہندی کے عاشور کے تعزیوں کے نہایت شان سے برآمد ہوتے تھے، ہندوستان کا کوئی صوبہ کوئی شہر ہو وہ ہندو ہو یا سُنّی ہو کوئی نواب ہو راجہ ہو مہاراجہ ہو جلوس سب کے یہاں نکلتا تھا۔ محرّم سب کے یہاں ہوتا تھا، مجلسیں سب کے یہاں ہوتی تھیں۔ ایسا نہیں تھا کوئی شہر سونا رہ جائے سب عزاداری کرتے ہیں آج بھی کرتے ہیں اور اُسی شان سے کرتے ہیں کوئی کمی نہیں ہے محرّم میں کوئی فرق ہو جائے کہ آپ زیادہ کر رہے ہیں وہ کم نہیں۔ بڑھ بڑھ کے بڑھ بڑھ کے کر رہے ہیں امام حسینؑ کے بہت سارے معجزات میں سے یہ ایک معجزہ ہے، اور پھر اُس کے بعد جب پرچم نواز گزر جاتے تھے تو کوئی رنگ ایسا نہیں تھا جس کے پرچم نہ ہوں سو دو سو پرچم سُرخ پھر سبز پھر زرد اس طرح جب سارے پرچم گزر جاتے تو سب سے آخر میں سوزخوان مرثیہ پڑھ رہے ہوتے تھے میر انیسؔ کا میر مونسؔ کا اور وہ مخصوص سات تاریخ کے مرثیے تھے جو پڑھے جاتے تھے اُن کے ساتھ پورا مجمع چل رہا ہوتا تھا پھر سب سے آخر میں

Presented by www.ziaraat.com

مہندی آتی تھی۔مہندی جو ہے وہ شادی کی یادگار ہے، جسے مہندی کہتے ہیں وہ ایک کشتی نما محمل ہوتی تھی جیسے آپ دیکھئے انتیس کا چاند ہوتا ہے تو اس شکل کی بنتی تھی وہ اُس کو تختِ رواں کہتے تھے وہ کاغذ اور تیلیوں سے جیسے تعزیہ بنتا ہے اس طرح وہ ہلال نما بنائی جاتی تھی اور وہ اتنی بڑی ہوتی تھی اُس دیوار سے یہاں تک اُس کو تقریباً دس بیس آدمی اٹھائے ہوتے تھے اور اُس میں پردے پڑے ہوتے تھے تو اُسے کہتے تھے تختِ رواں یعنی یہ جسے مہندی کہتے ہیں ہلال نما ہوتی ہے دراصل ایران میں دستور یہ تھا کہ جب کوئی شہزادہ مرجاتا تھا تو تختِ رواں میں وہ چاند نما جو چیز بنی ہوتی ہے اُس میں شہزادے کا جنازہ اُٹھتا تھا عام طریقے سے جنازہ نہیں اٹھاتے تھے تو چونکہ حضرت قاسمؑ شہزادے تھے اس لئے اُن کے جنازے کی یہ شبیہ بنائی گئی ہے تو وہ کشتی نما مہندی سب سے آخر میں آتی ہے اور اُس کے بعد شمعیں روشن ہیں ماحول میں سوگواری کی فضا قائم ہو جاتی تھی اور بڑی بڑی کشتیوں میں مہندی رکھی ہوئی ہے اس طرح یہ جلوس گزرتا تھا سو طریقے کے اُس میں بینڈ باجے ہوتے اور ایسی دھوم نگاہوں میں پھر رہی ہے مہندی کا یہ جلوس تقریباً ساڑھے سات بجے نکل جاتا تھا، پھر اُس کے بعد تقریباً سمجھیں کہ بارہ بجے حسین آباد لکھنو کی مہندی اُٹھتی تھی، محمد علی شاہ نے خواب میں مہندی دیکھی تھی اُن کو دنیا سے گئے ہوئے ڈیڑھ دو سو برس ہو چکے تھے جب ہم نے اُن کی مہندی دیکھی تو وہ مہندی دریا کے کنارے چلتی تھی تو پوری مہندی کا عکس دریا میں نظر آرہا ہوتا تھا۔ایسا لگتا تھا شمعیں دریا میں جل رہی ہیں۔مہندی آصف الدولہ کے امام باڑے سے نکل کر حسین آباد کے امام باڑے میں جاتی تھی ہم گولہ گنج کی مہندی کا جلوس دیکھ کر پھر بارہ بجے اُدھر پہنچتے تھے کہ حسین آباد کی مہندی کی زیارت کرنا ہے ابھی وہ مہندی ختم نہیں ہوتی تھی کہ دو بجے رات کو ایک مہندی کا جلوس برآمد

Presented by www.ziaraat.com

ہوتا تھا، ناصر الملت مولانا ناصر حسین صاحب اعلی اللہ مقامہٗ کے محلّے سے اُن کے گھر کے پیچھے سے یہ مہندی برآمد ہوتی تھی اب اس میں نہ کوئی بینڈ نہ باجا نہ پرچم نہ ہاتھی نہ گھوڑے یہ شاہی مہندی نہیں تھی یہ عوامی مہندی تھی۔ اس کا کمال یہ تھا کہ اس میں کشمیری لوگ مہندی کا نوحہ پڑھتے تھے اور اس کے بانی کشمیری تھے یہ مہندی جو دو بجے رات کو نکلتی تھی جنھوں نے پہلی بار یہ مہندی لکھی جو پڑھی جاتی تھی جو ابھی پڑھی جائیگی اُن کا نام میر احسان علی احسان تھا وہ اس مہندی کے بانی تھے اور اُنہی کی مہندی اب تک پڑھی جارہی ہے سب پڑھتے ہیں۔ ''رن میں بیوہ حسنؑ کی پکاری، میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی'' یہ میر احسان کی لکھی ہوئی مہندی کو دو ڈھائی سو سال ہو گئے اس کو میں نے اپنی حضرتِ قاسمؑ والی کتاب پہلی جلد میں یہ پوری مہندی مکمل چھاپ دی ہے تو یہ ایسی مہندی لکھی کہ میں آپ کو کیا بتاؤں کیا بتاؤں کہ سناٹا ایک دم دو بجے رات کو اور آدھی رات گزر چکی ہے اور پھر اس کو پڑھتے ہوئے تمام نوجوان اُس میں ایک اُن کا جو بزرگ تھا پڑھنے والوں میں تو وہ اُس کی عمر جو میں نے دیکھی ۱۹۷۶ء تک یعنی جب تک میں انڈیا جاتا رہا ہوں یہاں سے مجلسیں پڑھنے تو جب میں ۱۹۷۶ء میں گیا تقریباً دس برس پندرہ برس کے بعد اس وقت وہ بزرگ اسّی پچاسی کا تھا تو وہ پڑھتا نہیں تھا مہندی سب لڑکے پڑھتے تھے لیکن وہ جب مصرعہ شروع ہو رہا ہوتا تھا مثلاً۔ ''کس نے کہا تھا کہ رن کو جاؤ'' تو اب یہ ''کس نے کہا تھا'' پہلے ایک دم سناٹا ہو جاتا اور مصرع پڑھنے سے پہلے وہ بس اتنا کہتا۔ ''ہائے کس نے کہا تھا''۔ اُس کی جو ''ہائے'' تھی اُس سے اتنی رِقّت ہوتی تھی کہ میں آپ کو نہیں بتا سکتا اور جب مہندی کا آدھا راستہ طے ہو جاتا تو وہیں سے پھر مہندی کے پیچھے ایک جھولا آتا تھا اور بس پھر وہ ماحول ماتم میں بدل جاتا تھا میر احسان علی کی لوری شروع ہوتی تھی۔ ''سو میرے

Presented by www.ziaraat.com

اصغرؑ لوری دوں، آمیرے اصغر لوری دوں''۔اب لوری شروع ہوجاتی تین ساڑھے تین بجے چار بجے اور اس طرح صبح ہوتے ہوتے جلوس پھروہیں واپس آتا جہاں سے نکلتا تھا یہ میں نے آپ کو ایک شہر کی کہانی سنائی۔ایک شہر کی کہانی سنائی ورنہ اگر سب جگہ کی مہندی سناؤں مثلاً بلگرام کی مہندی کا انداز، بلگرام میں بڑے بڑے ڈنکے ہوتے تھے اتنے بڑے بڑے بڑے اگر آپ سیہون گئے ہیں وہاں رکھے ہوئے آپ نے دیکھے ہوں گے تو محرّم کی سات کو صبح سے میدان میں وہ ڈنکے بجتے تھے اور جیسے جیسے ڈنکے بجتے جاتے مومنین اپنے گھروں سے نکلتے آتے اور اُس میدان میں جمع ہوتے تھے۔جب سب جمع ہوجاتے تو سوز شروع ہوتا تھا۔''قاسمؑ بنڑا باندھے سہرا سیس کٹاون جاوت ہے'' تو وہاں قیامت ہوجاتی تھی یہ بھی میں نے دوسری جلد میں اس کا حال لکھا ہے۔ یہ مہندی شروع ہوتی تھی دن بھر مہندی کے جلوس نکلتے تھے۔بلگرام جو ہے لکھنؤ کے پاس کچھ دور پر ہے یہ سب اپنی جگہ پر یہ سب شیعہ جلوس اور مہندیاں ہیں۔اہلِ سنّت میں کوئی ایسا سُنّی نہیں ہے کہ جو سات تاریخ کو مہندی نہ نکالے اور سب سے بڑی مہندی اہلِ سنّت کی اجمیر میں معین الدین چشتی اجمیری کے مزار پر نکلتی ہے اور جس وقت مہندی آتی ہے اُن کے مزار پر تو اجمیر میں جگہ نہیں ہوتی لوگ ٹوٹے پڑ رہے ہوتے ہیں جب اُن کے روضے میں حضرت قاسمؑ کی مہندی داخل ہوتی ہے تمام صوفیا گدی نشین اُس مہندی میں حاضر ہوتے ہیں اِسی طرح نظام الدین اولیا دہلی میں اُن کے یہاں مہندی آتی ہے یعنی جتنے بھی صوفیا ہیں سب کی وصیتیں ہیں کہ سات تاریخ کو اب یہ ساڑے سات سو سال ہوچکے نظام الدین اولیا اور معین الدین چشتی اجمیری کو اور مہندی کو بھی ساڑھے سات سو سال ہوچکے نکلتے ہوئے۔

لاہور کے تکیہ مراثیاں کے امام باڑے میں کئی برس عشرہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

ساتویں محرّم کو بہت غم انگیز ماحول میں مہندی برآمد ہوتی ہے۔ ناظم حسین مرحوم لاہور کے بہترین سوزخوان مہندی کے آگے جب یہ سوز پڑھتے تھے:-

قاسمؑ بنڑا باندھے سہرا سیس کٹاون جاوت ہے
دلھن دُکھیا بیٹھی تخت پہ نیناں نیر بہاوت ہے

بے پناہ گریہ ہوتا تھا۔ لاہور کے حضرات مہندی کے سجانے میں بہت اہتمام کرتے ہیں۔ تقریباً دس بارہ برس امام بارۂ خیمۂ سادات لاہور میں عشرہ پڑھا وہاں بھی ساتویں محرم کومہندی برآمد ہوتی ہے اور یہ سلسلہ آج بھی قائم ہے۔ کراچی میں کھارادر کے بڑے امام باڑے میں ہمیشہ ساتویں محرم کومہندی نکلتی ہے اور آگ کا ماتم ہوتا ہے جس میں عزادار قاسمؑ دولھا، قاسمؑ دولھا کا ماتم کرتے ہیں۔

اب آج کوئی پاکستان میں احمق اور نادان یہ کہے مہندی کیا ہے یہ تو کوئی آج کی چیز نہیں ہے اب دیکھئے یہ چار پانچ دن سے خواتین کے ٹیلی فون آرہے ہیں کچھ لوگ خواتین کو بہکا رہے ہیں کہ مہندی نہیں نکالو۔ ارے بھئی ایک دو کی بات آپ سنتے کیوں ہیں اور آپ سنتی کیوں ہیں بس کہہ دو مہندی سے تبلیغ ہوتی ہے اس لیئے مہندی کا جلوس بند نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے کہ یہ اتنی قدیم چیزیں ہوچکی ہیں کہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہوسکتی بند نہیں ہوسکتیں اس کو روکا نہیں جاسکتا۔ اس میں اعتراض کیا ہے یہ میں تمہید میں کہہ چکا اعتراض کیا ہے کیا عیب کیا نظر آتا ہے نقصان کیا ہے اب سوال میں قائم کررہا ہوں۔ اگر کسی کے پاس دلیل ہے تو میری اس تقریر کے بعد کوئی مجھے خط لکھ کے پہنچا دے کہ نقصانات کیا ہیں عیب کیا ہے خوبیاں ہم بتائے دیتے ہیں۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں مرادیں آچکی ہیں اگر کسی کی شادی نہیں ہوتی ہے تو منّت سے مہندی پہ شادی ہوتی ہے اولاد نہیں ہوتی شہزادہ قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

اولاد بھی عطا کرتے ہیں، رزق کی کمی ہے۔ رزق ملتا ہے تین دعائیں تو برسہا برس سے لوگوں کی قبول مقبول ہوتے دیکھی ہیں یہ ہے فائدہ، نقصان کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اصل میں اپنے آپ کو نمایاں کرنے کیلئے یہ ایک نمرود کی مثال ہے جو مغرور زیادہ ہوتا ہے وہ یہ سب کرتا ہے۔ یہ سب بند کرو یہ ہٹادو یہ ختم کر دو جیسے پچھلے سال متقی جعفری کے یہاں کی مہندی بند کی گئی جو لوگ شریک ہو رہے تھے وہاں انھیں احتجاج کرنا چاہیئے تھا کہ بھئی ہر سال مہندی نکلتی ہے کسی وجہ سے بند کی گئی اچھا ایک اگر متقی جعفری کے یہاں کی مہندی بند ہوگئی تو پوری دنیا میں جہاں جہاں نکل رہی ہے مہندی بند ہوجائیگی، ایک سے کیا آپ اپنا نقصان کر کے بیٹھ گئے ساری دنیا نقصان کرلے گی یہ بات ہوئی تو بند ہونے کا تو سوال ہی نہیں اس میں اور ترقی انشااللہ ہوگی۔ ایران میں بھی ہے عراق میں بھی اور عراق میں تو خیمہ گاہِ حسینی بنا ہوا ہے اُس میں خصوصی طور سے یہ جتنی بڑی آپ کی مسجد ہے اتنا بڑا ایک حجرہ بنا ہوا ہے جسے حجلۂ عروسی قاسمؑ کہتے ہیں ہم دیکھ کے آئے ہیں جن لوگوں نے زیارت کی ہے کب سے بنا ہوا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں عقدِ قاسمؑ ہوا کون سا ایسا عالم مجتہد ہے ایران عراق کا جو وہاں نہیں گیا اور وہاں خصوصی طور پر یہ مشہور ہے جس کے اولاد نہیں ہوتی تو اس حجلۂ عروسی میں آکے بڑے بڑے علماء نے دعا کی ہے اور اُن کے لئے ناممکن بات ممکن ہوگئی اور اولاد ہوئی یہ سب تاریخی باتیں ہیں۔ اب اُس پہ اور بحث بڑھی کہ مقصد کیا ہے مہندی کا تو مقصد ہر چیز کا علمی طور سے آپ پتہ لگائیں عوام میں نہ پوچھتے پھریں عوام میں ہراس نہ پھیلائیں، آپ کتابیں پڑھیں اور علماء کے پاس بیٹھیں تو کل آپ پوچھیں علمِ حضرت عباسؑ کا مقصد کیا ہے، تابوت کا مقصد کیا ہے، ذوالجناح کا مقصد کیا ہے، مقصد تو بہت ہیں۔ آپ کو اتنی عقل ہے کہ آپ یہ باتیں

Presented by www.ziaraat.com

سمجھ سکیں۔ اللہ اتنی عقل بھی دے ہم جب سمجھائیں تو یہ باتیں آپ کی سمجھ میں بھی آجائیں، بجائے اس کے کہ ہم سمجھانے بیٹھ جائیں ہماری عادت تو یہ ہے کہ پوچھنا شروع کرتے ہیں حجرِ اسود کا مقصد کیا ہے فائدہ اُس پتھر کا، فائدہ مقامِ ابراہیمی کا، فائدہ میزاب کا، فائدہ حطیم کا، فائدہ ارے چھوڑیئے کعبہ کا کوئی فائدہ اب تک تو میرے سمجھ میں آیا نہیں کہ کیا فائدہ ہوا اور امت کو اُس سے کیا فائدہ پہنچا۔ مسجدِ نبوی سے فائدہ تو فائدے تلاش کررہے ہیں آپ۔ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی فائدہ ہے جب ہی اللہ نے رکھا ہے۔ اب وہ فائدے گنوائے جائیں تو پھر عشرے پڑھے جائیں۔ حجرِ اسود کا فائدہ، چومنے کے لیئے ٹوٹے پڑ رہے ہیں کیا مطلب فرشتے کیا نمبر بڑھائیں گے کہ اس نے بہت سارے بوسے دیئے ہیں کیا مطلب ہے کیا پیار ہے حجرِ اسود سے پتھر سے کیا محبت ہے لوگ دل سے محبت نہیں کرتے تو پتھر کیا ہے اور کوئی ایسے کہ بھائی کسی عظیم ہستی سے وہ متعلق ہو وہ بھی ایسا نہیں ہے۔ اب روایتیں ہیں تو روایتیں تو علمِ حضرت عباسؑ کے لئے بھی ہیں۔ روایتیں تو تابوت کے لئے بھی ہیں، روایتیں مہندی کیلئے بھی ہیں، تو جب روایت پر آپ آگئے۔ تو پھر روایتی انداز سے رہیئے، یہ سوالات کاہے کے لئے ہیں۔ ہم تو یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس پتھر کا کیا فائدہ ہے اور یہ پتھر کہاں سے آیا اور اس کی اہمیت کیا ہے۔ کاہے کیلئے حجرِ اسود چوما جارہا ہے آپ کہیں گے روایت ہے تو پھر مہندی کی بھی روایت ہے۔ جب وہاں روایت شروع ہورہی ہے کہ کہاں سے آیا۔ ارے بھئی کسی پیغمبر کی انگوٹھی میں لگا ہوتا اب اتنا بڑا پتھر تو نہ ہی کوئی اپنی انگوٹھی میں لگا کے بیٹھا ہوگا۔ مطلب یہ کہ اگر آدمؑ کے پاس تھا بھی تو آدمؑ اس سے کیا کام لیتے تھے میرے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک پتھر کا ٹکڑا انبیاء کے کس کام آیا نہیں چپ نہ بیٹھیں آپ حیران و پریشان نہ ہوں بس ایسے ہی لگا ہوا ہے۔ بس ہم

Presented by www.ziaraat.com

دیکھتے آرہے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کروڑ ھا حاجی یہ نہیں جانتے کہ حجرِ اسود کیا ہے بس سب چوم رہے ہیں ہم بھی چوم رہے ہیں۔ تو اب سوالات نہ کرو مہندی نکلے گی بس سب نکال رہے ہیں تم بھی نکالو زیارت کرو، گریہ کرو، ماتم کرو، بوسے دو، احترام کرو، خانۂ کعبہ میں جو دروازہ ہے۔ یہ وہی دروازہ ہے جو حضرتِ ابراہیمؑ کے دور میں لگا تھا یا حضورؐ کے دور میں لگا تھا۔ دروازے بدلتے رہتے ہیں اُس دور میں سونے کا دروازہ نہیں تھا جیسا اب لگا ہے تو دروازے بدل رہے ہیں تو اب وہ دروازہ تو نہیں رہا جو ابراہیمؑ کے دور میں تھا یہ سعودی حکومت کا لگایا ہوا ہے اُسے بھی چوم رہے ہیں۔ بھئی میں ایک لکڑی کا دروازہ بنا کے لے جاؤں اور کعبہ میں لگوادوں اُسے بھی چوم رہے ہیں میرے بنوائے دروازے کا بھی احترام کیا جائے گا اس لیئے کہ کعبے میں لگا ہوا ہے۔ کعبے کے غلاف الگ الگ ملکوں میں بن رہے ہیں۔ دوسرے مُلکوں سے آرہے ہیں وہ چڑھائے جارہے ہیں سب اُسے چوم رہے ہیں یعنی درزیوں کے سیئے ہوئے غلاف بازار کا خریدا مخمل اور مسلمان چوم رہے ہیں آنکھوں سے لگا رہے ہیں نہیں صاحب نسبت ہوگئی ارے بھائی نسبت ہی کی تو بات ہو رہی ہے کیونکہ مہندی کو شہزادۂ قاسمؑ سے نسبت ہے اب کیوں ہے یہ نہیں پوچھنا ہے۔ بس یہ کہ حق ہے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۱)

حق ہمیشہ باقی رہے گا باطل مٹنے کیلیئے ہے سورۂ بنی اسرائیل آیت اکیاسی تو اب کیا اللہ نے پہچان بتائی اللہ نے بتایا کہ باطل کو مٹتے رہنا ہے اور حق کو باقی رہنا ہے میں نے آپ کو بتادیا صدیوں سے مہندی اُٹھ رہی ہے اس کے معنی حق ہے اگر خدانخواستہ یہ غلط ہوتی تو مٹ چکی ہوتی۔ دیکھئے پھر بات کو سمجھئے اللہ کہہ رہا ہے کہ حق جَآءَ الْحَق۔ حق باقی رہنے کیلیئے ہے یعنی اُسے کوئی باقی نہیں رکھ رہا "اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"

Presented by www.ziaraat.com

تو باطل جو ہے وہ مٹنے کیلئے ہے کوئی مٹا نہیں رہا۔ بھئی اللہ نے معیار بتایا کہ بس باطل مٹتا جاتا ہے مٹتا جاتا ہے۔ ایک عمل ہے اور حق روشن ہوتا جاتا ہے روشن ہوتا جاتا ہے ایک عمل ہے کوئی مدد نہیں کررہا تو عزاداری نہ کوئی روک رہا ہے نہ بنا رہا ہے وہ بڑھتی جارہی ہے۔ حق ہے حق ہے اور دشمن جو ہیں یزیدی مٹتے جارہے ہیں، مٹتے جارہے ہیں، مٹتے جارہے ہیں۔ (نعرۂ حیدری) ...... پورے قرآن میں دوسو چوبیس جگہ حق کا لفظ آیا اور باطل کا لفظ سترہ مرتبہ اور تقریباً چودہ بار لفظِ حقّا تو حق پر تشدید لگ گئی ''حقّا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ'' یہ حقّا کا لفظ قرآن میں چودہ مقامات پر ہے وہیں سے اُٹھا کے لایا گیا ہے ''حقّا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ''۔ تو بھئی یہ بنائے " لا الٰہ " ہے مہندی نہیں ہے۔ اس کا نام آپ مہندی کیوں لیتے ہیں۔ یہ علم یہ تابوت یہ تعزیہ ذوالجناح یہ الگ الگ بچوں کو پہچنوانے کے لئے نام ہیں ورنہ سب کو ملا کر کیا کہتے ہیں۔ حقّا کہ بنائے " لَا اِلٰہ " ایک ہے " لَا اِلٰہ "۔ اُس کی جو بنیاد ہے وہ یہ چیزیں ہیں یہ ہیں تو " لَا اِلٰہ " ورنہ نہیں ہے۔ مہندی کیا ہے حقّا کہ بنائے " لَا اِلٰہ " مہندی بنا ہے بِنا۔ اب اگر محقق بننے کا کسی کو شوق ہے۔ بھئی شادی ہوئی تھی کہ نہیں ہوئی۔ ارے نہ ہو مہندی اپنی جگہ ہے جواز اور دلیل ہر بات میں ہاں یہی تو کہا گیا یعنی جو کربلا میں نہیں ہوا وہ کرتے ہیں ارے بھئی تابوت کا کیا مطلب ہے چونکہ جنازے نہیں اٹھے اس لئے اُٹھ رہے ہیں چونکہ علم گر گیا اس لئے اُٹھ رہے ہیں چونکہ مہندی نہیں نکلی اس لئے نکل رہی ہے۔ یہ ہے فلسفہ جو نہیں ہوا وہ کرنا ہے کہ ماؤں کی حسرتیں تھیں اب آج کی مائیں وہ رسم پوری کریں اور بیٹے مہندی اُٹھائیں مائیں سجائیں بیٹے اٹھائیں یہ رتبہ کوئی کم ہے۔ سمجھیں اسے یہ رتبہ کوئی کم ہے کہ ایک ماں آج کی اٹھی اور کہنے لگی بیٹا اگر اُمِّ فروہؑ مہندی لے کر جاتیں دُلھن کے گھر تو مہندی

Presented by www.ziaraat.com

کی کیا شان ہوتی، ایسا ہوا نہیں تو اب تا سیّ اُمّ فروہ میں ماں نے بھی مہندی سجادی بیٹے سے کہا نکالو لے جاؤ۔ دنیا کو بتاؤ قاسمؑ کی مہندی ہے اس میں بدعت کیا غلط کیا اُس ماں کا رتبہ کتنا عظیم ہوگیا اور وہ بیٹے کتنے خوش نصیب ہیں جو قاسمؑ کے بھائی کی طرح بھائی کی مہندی لئے جا رہے ہیں یہ رتبوں کی بلندیاں ہیں مہندی نہ دیکھو عزاداروں کو دیکھو۔ پورے تمام عالَم میں جہاں جہاں عزاداری ہو رہی ہے کہیں اگر کسی نے مہندی پہ تقریر کی ہو بتایئے گا کیسٹ محفوظ ہو رہا ہے اب یہ سب کے کام آئے گا۔ امریکہ لندن جہاں سے اعتراض اٹھے۔ آپ جواب نہ دینے بیٹھئے گا صحیح غلط گفتگو کی ضرورت نہیں ہے بس یہ کہو کہ یہ سی ڈی دیکھو ضمیر اختر نقوی کی لے لیجئے گا ''قاسمؑ کی مہندی'' اور تحفے میں دے دیجئے گا کمپیوٹر میں انٹرنیٹ میں ڈال لیجئے گا۔ ''قاسمؑ کی مہندی'' یہ لو جواب یہ لو جواب اور عورتوں کی جو مجلس پڑھنے والیاں ہیں اگر وہ یہ مخالفت کر رہی ہیں تو اُن کو کیا حق ہے۔ جب وہ تحقیق کی منزل تک نہیں پہنچیں تو ایک دو جملے سن کر بات نہ کریں یا تو میری کتابیں پڑھیں یا میری تقریر سنیں۔ اُن کو یہ مسئلہ سمجھا بھی نہیں سکتا اس لئے کہ اتنی گہری نظر نہیں ہے سننے میں آیا وہ بیٹھے ہیں حسن صغیر کے بیٹے علی نے بتایا کہ کسی ذاکر نے کہا کہ یہ فاطمہ کبریٰؑ کی شادی تو حسنِ مثنیٰ سے ہوئی تھی قاسم سے نہیں ہوئی تھی یہ کیا بات ہوئی ارے بھائی حسینؑ کے تین بیٹے تھے تینوں کا نام علیؑ تھا۔ حضرت سیّدِ سجادؑ علی ابن الحسینؑ، علی اکبر علی ابن الحسینؑ، علی اصغر علی ابن الحسینؑ، تینوں بیٹے علی ابن الحسینؑ ہیں، اکبر، اصغر تو مورخ کی پریشانی ہے۔ کبھی امام حسینؑ یہ نہیں کہتے تھے کہ اکبر ہیں یہ اصغر ہیں۔ امام حسینؑ سب کو یہی کہہ کر پکارتے تھے علی۔ علیؑ علیؑ امام حسینؑ کو صرف علیؑ کہنا ہے۔ اکبر اصغر نہیں کہنا ہے۔ یہ تو ہم کہہ رہے ہیں تو اسی طرح حسینؑ کے ہر بیٹے کا نام علیؑ ہے کسی نے کہا علیؑ

Presented by www.ziaraat.com

کہاہاں اپنے باپ سے محبت اِسی طرح ماں سے محبت اور یہ پتہ لگانا مشکل ہے کہ حسینؑ کو ماں سے زیادہ محبت تھی یاباپ سے اس لئے ہر بیٹی کا نام فاطمہؑ رکھا۔کبرٰا تو آپ نے نام کا حصہ بنایا صغرٰا تو آپ نے نام کا جُزو بنایا صغرٰا تو آپ نے نامِ فاطمہؑ کے ساتھ کہا حسینؑ ہر بیٹی کو کہتے تھے فاطمہؑ فاطمہؑ۔بھئی کبرا صغرا کی بحث تو آپ کرر ہے ہیں۔تو ایک فاطمہ حسنِ مثنیٰؑ کی زوجہ ہیں اب اُس کے علاوہ اور فاطمہؑ ایک مدینے میں فاطمہؑ ہیں تو امام حسین علیہ السّلام کی تقریباً چھ بیٹیاں تھیں تو یہ کیا بحث کہ کون تھیں یعنی حسنِ مثنیٰؑ کی جو زوجہ ہیں آپ صرف اُنھیں کو تسلیم کیوں کر رہے ہیں امام حسینؑ کی دیگر بیٹیوں کے نام بھی فاطمہؑ ہیں، کتاب پڑھئے پتہ لگایئے۔دیکھئے امام حسن علیہ السّلام کے اٹھارہ بیٹے ہیں گھر میں شادیاں ہورہی ہیں۔جو شادی کے لائق تھے دونوں بھائی برابر کے ہیں کوئی فرق نہیں ہے کہ آگے پیچھے شادی ہوئی ہے۔اولادیں بھی برابر کی ہیں۔بھئی حسنِ مثنیٰؑ امام حسنؑ کے بیٹے کربلا میں چوبیس برس کے ہیں حسینؑ کے فرزند زین العابدین بھی چوبیس برس کے ہیں حسنؑ کی بیٹی فاطمہؑ زین العابدین کی زوجہ ہیں اور حسینؑ کی بیٹی فاطمہؑ حسنِ مثنیٰؑ کی زوجہ ہیں۔

اب سن لیجئے امام حسینؑ کی چھ بیٹیاں ہیں اور سب کا نام فاطمہؑ ہے ایک بیٹی حسنِ مثنیٰؑ کی زوجہ ہیں چھ بیٹیوں میں ایک بیٹی کا نام زینبؑ بنتِ الحسینؑ، ایک بیٹی کا نام اُمّ کلثومؑ، ایک بیٹی کا نام سکینہؑ، ایک بیٹی کا نام رقیہؑ، یہ ہیں ساری بیٹیاں۔ان کو ملانا نہیں ہے یعنی سب فاطمہؑ کہی جائیں گی اور شیخ صدوق نے لکھا کہ جو لوگ کہہ رہے ہیں کہ صاحب حسنِ مثنیٰؑ کی زوجہ فاطمہؑ تو صاف روایت ہے شیخ صدوق کی چھپی ہوئی کتاب ''امالی'' میں پڑھ لیجئے یہ کہ جن کو فاطمہ بنتِ الحسینؑ لکھا شیخ صدوق نے وہ کہتے ہیں کہ دربار میں فاطمہ کبرٰا روایت کرتی ہیں کہ جب میری طرف اشارہ ہوا تو

Presented by www.ziaraat.com

میں نے ڈر کی وجہ سے اپنے سے بڑی بہن کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اس کے معنی ہیں جو فاطمہؑ مشہور ہیں جنھیں آپ فاطمہ کبرا کہہ رہے ہیں اُن سے بڑی بھی ایک بہن موجود ہیں اور دو جگہ شیخ صدوق نے جنابِ کلثوم بنت الحسینؑ کا ذکر کیا۔ تو اتنی تحقیق کہاں ہوئی ہے کہ سب کے نام یاد ہو جائیں کتابیں اُٹھا کے دیکھئے۔ اب ظاہر ہے کہ اُن بیٹیوں کی شادیاں بھی کہیں نہ کہیں ہوئی ہوں گی، امام حسینؑ کی چھ بیٹیوں میں دو بیٹیاں کمسن معصوم ہیں جنابِ سکینہؑ اور جنابِ رقیہؑ لیکن چار بیٹیوں میں تین فاطمہؑ ہیں ایک فاطمہؑ بنت الحسینؑ جن کو اُمّ عبداللہؑ بھی کہتے ہیں یہ حضرت حسنِ مثنیٰ کی زوجہ ہیں۔ دوسری فاطمہؑ کبرا اور تیسری فاطمہؑ صغرا، چوتھی بیٹی زینبؑ بنت الحسینؑ اور پانچویں بیٹی اُمّ کلثومؑ بنت الحسینؑ اس طرح چھ کے بجائے سات بیٹیاں ثابت ہیں اور سکینہؑ اور رقیہؑ کو ایک ہی بیٹی کے دو نام تسلیم کریں تو چھ بیٹیاں مستند طریقے سے ثابت ہیں۔

اُن بیٹیوں میں سے کسی ایک کا عقد حضرتِ قاسمؑ کے ساتھ ہو سکتا ہے اِس مسئلے کو اتنا کا ہے کے لیئے اچھالا جائے اس میں کیا حیرت کی بات ہے شادی ہوئی ہو گی اچھا رہ گیا شادی سے متعلق کہ بھئی یہ مہندی جو ہے دراصل مسئلہ یہ ہے کہ کربلا میں ہر شے کو شامل ہونا تھا تا کہ اُسے شکوہ نہ ہو حسینؑ سے اذن لیا ہے ہر شے نے پانی نے کہا آؤں حسینؑ نے کہا ٹھہر جا لیکن قیامت تک عزاداری میں رہے گا، سبیل کی شکل میں، مٹی نے کہا آؤں حسینؑ نے کہا نہیں ٹھہر جا، اس وقت مدد نہیں برداشت لیکن خاکِ شفا بنا دوں گا۔ ہوا نے کہا آؤں حسینؑ نے کہا نہیں ٹھہر جا، لیکن ہوا کے ذریعے ماتم مجلس پہنچاتی رہنا پیغمبر بن جا اے ہَوا۔ آگ نے کہا آؤں کہا ابھی نہیں جب عزادار تجھ پہ چلیں تب آنا۔ تو ہر ایک نے اذن لیا کہ حسینؑ میں آپ کے ساتھ نسبت میں عزت دار بن جاؤں۔ گلاب کے پھول نے کہا آؤں، حسینؑ نے کہا ہاں بلندی

Presented by www.ziaraat.com

ملے گی تجھے تابوت علم تعزیئے میں تجھے سر پر رکھیں گے، شمع نے کہا میں آؤں حسینؑ نے کہا ایسی زندگی دوں گا اتنے بڑے بڑے بلب جل جائیں گے لیکن تو ہمیشہ روشن رہے گی روشنیوں کے شہر میں تجھے روشن کیا جائے گا۔ یہ شمع کو عزت حسینؑ سے ملی، خوشبوؤں نے کہا آئیں حسینؑ نے کہا آؤ لوبان، اگر حسینؑ نے کہا آؤ عزاداری میں شامل ہو جاؤ، چاندی نے کہا آؤں، حسینؑ نے کہا آجاؤ پنجہ بن جا تانبے نے گلٹ نے پیتل نے سونے نے جواہرات نے ہر شے چاہتی تھی عزاداری میں شامل ہو جائیں۔ ہر درخت نے پکارا ہر پہاڑ نے پکارا ہر مٹی نے پکارا ہر زمین نے پکارا، چاند نے پکارا، سورج نے ستاروں نے، آسمان نے، فرشتوں نے، جِنوں نے، حسینؑ اپنی عزاداری میں سب کو بلاتے گئے آپ کیا چاہتے ہیں کہ بس آپ رہیں اور کوئی نہ رہے، ایسے میں مہندی نے آواز دی میں آؤں۔ (نعرۂ حیدری) مہندی نے یہ کہا کہ چاہے مٹی آئے یا پانی آئے یا ہوا آئے اے آقا حسینؑ مجھ کو ایک شرف حاصل ہے، حسینؑ نے کہا کیا؟ مہندی نے کہا میں دونوں بھائیوں کی یادگار ہوں۔ میں سرخ بھی ہوں میں سبز بھی ہوں، میں حسنؑ کی بھی ہوں میں حسینؑ کی بھی ہوں میں حسنیؑ بھی ہوں حسینیؑ بھی ہوں اور میر انیس نے کہا۔

دنیا میں ایک شجر ہے جس کو نہیں ہے چین
ظاہر غمِ حسن ہے تو باطن غمِ حسینؑ

ظاہر میں مہندی سبز ہے حسنؑ کی ماتم دار ہے۔ اب جو اندر سے سرخی نکلی تو حسینؑ کی ماتم دار بنی۔ رنگ چڑھا شہادت کا اور خوشبو ایسی کہ حسنیؑ بھی حسینیؑ بھی کیونکہ قاسمؑ کے رنگ سے منسوب ہوگئی اس لئے پاکیزہ ہوگئی۔ اب دیکھئے پاکیزہ ایسے ہوگئی کہ ہاتھوں میں لگانے کے بعد خواتین اُس کو سیراتی ہیں پھینکتی نہیں ہیں مہندی کو نہایت پاکیزہ تصور کیا

Presented by www.ziaraat.com

جاتا ہے۔مہندی کی رسم عرب، عراق اور ایران میں بھی پائی جاتی ہے۔آپ عراق چلے جائیں کوئی روضہ ایسا نہیں ہے کہ جہاں مہندی کے چھاپے نظر نہ آتے ہوں۔امام حسینؑ، حضرت عباسؑ، حضرت حُر کے روضے پر عراق کی عورتیں ہاتھ میں مہندی لگا کر آتیں ہیں اور دیوار پر چھاپے لگاتی ہیں۔کہتی ہیں یہ ہماری منّت ہے، اب کوئی عراق میں جا کے سارے عوام کو روک لے۔وہاں تو روضۂ حُر پر حضرتِ حُر تک کی مہندی نکلتی ہے کسی کو کیا پتہ اب یہ مہندی صرف شادی کا سمبل نہیں رہی یہ عزاداری کا سمبل بن گئی تو یہ بیکس شادی کیوں یاد آتی ہے یہ مہندی یہ بتاتی ہے جلوس میں آ کر کہ تم سلامت تمہاری اولاد سلامت تمہارے گھروں میں مہندیاں باقی رہیں۔ایک گھر تھا وہ اُجڑ گیا تو میں اُس گھر کے ساتھ ہوں جو اجڑ گیا جہاں مہندی نہیں ہوئی تمہارے گھر کی آبادی اس سے رہے گی پاکیزگی بڑھ گئی اور ابھی آپ پڑھیں گے میری کتاب ''شہزادہ قاسمؑ کی مہندی'' میں کہ شیخ صدوق نے ہی امام جعفر صادق علیہ السّلام سے حدیث لکھی ہے کہ مومنہ عورت کو کبھی اپنے ہاتھ خالی نہیں رکھنا چاہئے ہیں ہمیشہ مہندی لگا کر رکھنا چاہیئے آگے کا جملہ ہے چاہے وہ اسّی برس کی بڑھیا کیوں نہ ہو حضورؐ کی حدیث ہے امام صادقؑ نے سنائی ہے شیخ صدوق نے ''امالی'' میں لکھی ہے کتاب چھپی ہوئی ہے خرید کے پڑھ لو۔حدیث اُس میں موجود ہے اب رہ گیا صاحب عرب میں مہندی نہیں تھی مشہور عربی کتاب ''مناقبِ شہر آشوب'' یہ کتاب بھی چھپی ہوئی موجود ہے مولانا ظفر حسن صاحب نے اُس کا ترجمہ کیا ہے۔اب اُس میں سے سناتا ہوں کہ جب کربلا میں خیام لٹے اُس میں جو سامان لُٹا تھا اُس میں مہندی بھی تھی اور جب لشکرِ یزید کی عورتوں نے وہ مہندی لگائی تو اُن کو سفید داغ کوڑھ ہو گیا۔مہندی خیام میں موجود تھی کوئی کہے عرب میں نہیں ہوتی۔دو روایتیں میں نے سنا دیں ہزار برس پرانے راوی کی تو بات سنادی میں نے۔اور یہ شیعوں کی مستند

Presented by www.ziaraat.com

کتابیں ہیں اُس میں روایت ہے۔اب کسی کو دیکھنا ہے تو کتاب کو پڑھ کر کے دیکھ لے بات تو ہے مطالعہ کی بات تو ہے پڑھنے کی۔تقریر ختم ہوئی۔کیا ہے مہندی سب سے مشہور خطیب شیعوں کے ذاکر جعفر شوستری جنھوں نے ایران عراق میں مجلسیں ایجاد کیں . مجلسوں کی کتابوں میں انھوں نے جملہ لکھا ہے کہ نہ ہو مہندی کربلا میں لیکن قاسمؑ کے ہاتھ میں مہندی لگی اور وہ لہو کی مہندی تھی سہرا بندھا خون کی دھاروں کا سہرا تھا نجم آفندی نے کہا ہندی نوحے میں۔

پریم نگر کا پنتھی قاسمؑ موت سے بیاہ رچائے گیا
ہنسی خوشی کا جانا ٹھہرا دولھا بن کے آئے گیا

نجم آفندی کا مشہور نوحہ ہے۔اور پھر جعفر شوستری کہتے ہیں کہ دُلھن کے ہاتھوں میں کنگن نہیں تھے اور مہندی نہیں تھی۔دُلھن کے ہاتھ میں کنگن تھے۔لیکن رسیوں کے کنگن تھے اور جب کلائی کا خون ہتھیلی تک آیا تو دُلھن کے ہاتھ میں مہندی بھی لگ گئی یہ تو مودّت کی باتیں ہیں۔ارے بھائی یہ کربلا کو سمجھنے اور سمجھانے کی باتیں ہیں جس کے دل میں پیار محبت مودّت کا جوش ہوگا جہاں ممتا ہوگی ہونی چاہئے۔ان باتوں کو سمجھنے کیلئے خواتین ہیں۔مائیں ہیں جو اچھی طرح سے سمجھیں گی،اگر اُن کو اُمِّ فروہ سے محبت ہے تو یہ کہ قاسمؑ کو حسینؑ نے جانے نہیں دیا بار بار کہتے تھے تم میرے بھائی کی نشانی ہو قاسمؑ میں تمہیں کیسے جانے دوں تو یہ ماں کا استقلال تھا کہ خیمے سے آواز آئی بیوہ کا ہدیہ ہے حسینؑ رد نہ کیجئے قاسمؑ کو جانے دیجئے اور جس طرح قاسمؑ نے اجازت لی چچا کے گلے میں دونوں باہیں ڈال دیں۔بہت پیار کرتے تھے قاسمؑ چچا سے بہت راج دلارے تھے چونکہ تین برس کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے حسینؑ نے بڑا خیال رکھا اور علی اکبرؑ کی طرح قاسمؑ کو چاہا اور جب اجازت نہ ملی قاسمؑ سر کو جھکائے خیمے میں جا کے بیٹھ گئے ماں نے کہا بیٹا

Presented by www.ziaraat.com

تمہارے بابا حسنؑ نے دنیا سے جاتے وقت ایک تعویذ تمہارے بازو پر باندھا تھا اور کہا تھا جب بلا و مصیبت کا دن آئے تو اسے کھول کر پڑھ لینا قاسمؑ وہ پڑھو باپ کا وصیت نامہ پڑھا اُس میں لکھا تھا قاسمؑ ہم کربلا میں نہیں ہوں گے جب میرے بھائی حسینؑ پر دشمنوں کی یلغار ہوگی اگر میں ہوتا تو حسینؑ پر سے جان فدا کرتا۔ قاسمؑ اپنی جان حسینؑ پر فدا کردو۔ تحریر کو پڑھتے ہی خوش ہوگئے چہرہ کھل گیا حسینؑ کے پاس آئے کہا چچا یہ دیکھئے بابا کی تحریر۔ حسینؑ نے بھائی کی تحریر کو دیکھا آنکھوں سے لگایا سر پہ رکھا بوسہ دیا تحریر کو دیکھ کر رونے لگے۔ تو کہا قاسمؑ بھائی نے تمہیں ایک وصیت کی تھی اور ایک ہم سے وصیت کی تھی ایک بار خیمے میں آئے کہا وہ لباس لاؤ جو میرے بھائی حسنؑ کا لباس تھا۔ جنابِ زینبؑ نے لا کر لباس دیا امام حسینؑ نے کہا ارادہ یہ ہے کہ ہم قاسمؑ کا عقد کریں اور بے اختیار سر پہ عمامہ باندھ کر تحت الحنک کو سر کے اوپر لٹکا دیا لیکن ہائے جہان میں کسی کی ایسی شادی نہیں ہوئی حسینؑ نے تو گریبان پھاڑ دیا۔ قاسمؑ کا گریبان پھٹ گیا ارے یہی قاسمؑ کی بارات ہے یہی دولھا بن کے گھوڑے پہ چڑھے ہیں موت سے بیاہ ہے قاسمؑ کا ارے یہ تو جہاد ہے یہ دین کی خدمت ہے۔ زینبؑ نے کہا گریبان کیوں پھاڑ دیا کہا زینبؑ تاکہ اشقیا دیکھ لیں بچہ یتیم ہے میرے بچّے پہ رحم کریں۔ حسینؑ کا انتظام یہ اور انوارِ شہادت کتاب مقتل میں یہ جملے لکھے ہیں کہ واحد شہید قاسمؑ ہیں جن پر چاروں طرف سے تیر تو چلے لیکن پتھروں سے بھی مارا گیا اتنے پتھر چلے کہ چودہ برس کا بچہ زخموں سے چُور چُور ہوگیا۔ ہائے پتھر مارے جا رہے ہیں۔ لو ہوگئی تقریر تم جیو تم سلامت رہو تمہارے گھر آباد رہیں تمہارے بیٹوں کی شادیاں ہوں سہرے بندھیں مہندی نکلے قاسمؑ کے صدقے میں لیکن جب بیٹے کو دولھا بنانا تو قاسمؑ کو نہ بھولنا اُمِّ فروہ کو یاد کرنا کہ اُن کا بیٹا دولھا بنا کس طرح میدان میں گیا کچھ دیر کے بعد آواز آئی چچا

Presented by www.ziaraat.com

آپ پر سلام حسینؑ کو غیظ آیا کہا عباسؑ میرا قاسمؑ گھوڑے سے گر گیا دونوں بھائی چلے مگر یہاں گھوڑے سواروں نے قاسمؑ کو زندگی میں پامال کردیا۔ اِدھر کے گھوڑے اُدھر دوڑائے جارہے تھے اور قاسمؑ کی آواز آرہی تھی۔ چچا بچایئے چچا بچایئے ارے حسینؑ گھوڑے سے اُترے اور کہا قاسمؑ مجھ پر بہت شاق ہے کہ تم چچا کو پکارو اور وہ تمہاری مدد کو نہ آسکے۔

میر انیسؔ کہتے ہیں:-

بھاگڑ میں خوں سے رن کی زمیں لال ہوگئی
دولھا کی لاش گھوڑوں سے پامال ہوگئی

❁ ❁ ❁

Presented by www.ziaraat.com

باب ۱

عرب میں مہندی لگانے کی رسم

عورت کو ہاتھ میں مہندی لگا کر رکھنا چاہیے:

علّامہ شیخ صدوق بن بابویہ قمی ''امالی'' میں لکھتے ہیں:-

حَدَّثنَا مُحَمَّدُ بنُ مَوسٰی بنِ المُتَوَکِلِ قَالَ حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بن یَحیٰی العَطَّارِ عَن اَحمد بن مُحَمَّدِ بن عیسٰی عن اَحَمَدَ بن محمَّدِ اَبِی نَصِر البزنطی عن داود بن سَرحَانَ قَالَ قَالَ اَبُو عَبدِاللّٰهِ لَا یَنبِغی لِلمَراۃِ اَن تعطل نفسها وَلَواَن تُعَلِّقَ فِی عُنقِهَا قَلَادَۃً وَلَا ینبغِی اَن تَدَعَ یَدَهَا مِنَ الخضابِ وَلَو اَنَ تَسَمَّها بِالحَنَاءِ مَسَّاوَانِ کَانَت مَسنَۃً

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو (امکان کی صورت میں) بغیر زیور کے رکھے، خواہ وہ گلوبند ہی کیوں نہ ہو اور اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو بغیر خضاب کے رکھے خواہ ہاتھوں پر مہندی ہی کیوں نہ لگائے اور بوڑھی ہی کیوں نہ ہو چکی ہو۔

کربلا میں مہندی کا وجود:

علّامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی ''مناقب'' میں لکھتے ہیں:-

Presented by www.ziaraat.com

''جب خیموں کو تاراج کیا گیا اور مال واسباب لوٹا گیا تو فوجِ یزید نے مالِ غنیمت میں مہندی بھی پائی اور جس جس عورت نے وہ مہندی اپنے ہاتھوں میں لگائی اُس کے ہاتھ سفید (برص ہو گیا) ہو گئے''۔ (مناقب شہر آشوب)

مدینے میں مہندی:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

واقعہ کربلا کے بعد کسی ہاشمی عورت نے نہ مہندی لگائی نہ سر میں تیل ڈالا نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا تا اینکہ مختار نے ابنِ زیاد کا سر روانہ کیا۔ (بحار الانوار جلد دس صفحہ ۲۳۵)

مہندی قاسمؑ کیا ہندو رواج سے عبارت ہے؟

مسئلہ: کیا ارشاد ہے اس مسئلے میں کہ جس طرح مہندی رواسمِ اہلِ ہند سے ہے اُسی طرح سے مانجھا، سانچق [1] اور برات بھی اہلِ ہند کی رسموں میں سے ہے پھر مہندیٔ حضرت قاسمؑ کو کیا خصوصیت ہے؟

جواب: یہ عاصیانہ شبیہ ہے جو قابلِ اعتناء نہیں ہے بہت سے رواسم اہلِ ہند میں اس قسم کے ہیں چنانچہ دستور ہے کہ بچہ پیدا ہونے پر خوشی کی جاتی ہے۔ شیرینی

(۱۔ سانچق ایک رسم ہے جو مانجھا اور مہندی کے بعد ہوتی ہے جس میں بری کے ساتھ میوہ، دہی کی مٹکیاں وغیرہ دلھن کے گھر بھیجی جاتی ہیں اور خمیری روٹیاں، بڑھیاں اور چنے کی دال پکا کر دولھا کے خاندان میں تقسیم کی جاتی ہے۔)

تقسیم ہوتی ہے سٹھورا عوام میں بٹتا ہے، اس لحاظ سے تیرہ رجب کو کونڈے شیرینی کے ہوتے ہیں، سٹھورا کیوں نہیں بنتا، چھٹی کیوں نہیں کی جاتی۔ شب برأت میں حضرت حمزہؑ کی فاتحہ کا دستور ہے روٹی اور حلوہ کیوں بنتا ہے، حاضری کیوں نہیں بنتی، حضرت عباسؑ کا علم اُٹھتا ہے، بارہ علمدارِ لشکر تھے ان کا علم کیوں نہیں اُٹھتا۔ جنازہ و

Presented by www.ziaraat.com

تابوت اُٹھتا ہے غسل وکفن ودفن کیوں نہیں ہوتا۔

یہ سب لغو خیالات ہیں مہندی کو خصوصیت یہی ہے کہ اصل اس کی عرب وعجم سے بھی ہے اضافہ وترقی اہلِ ہند نے کی، حنابندی عرب وعجم میں بھی ہوتی ہے وہی رسم اہلِ ہند میں اس طرح ہوتی ہے خصوصاً کاغذی مہندی جو ہند میں مرسوم ہے اس کا وجود صاف بتاتا ہے کہ یہ انھیں اطراف عراق وایران سے آئی ہے اس لیئے کہ مہندی کاغذی شبیہ تختِ رواں ہے جو سواری روسا وشاہزادگان عجم سے ہے جس میں روساء اور شاہزادگان علماء وعمائد کی نعشیں اُٹھائی جاتی ہیں۔ پس مہندی کا رواج یا اس وجہ سے ہے کہ اس کو تابوتِ جنابِ قاسمؑ قرار دیا ہے یا بغرض سواری ہے جس طرح دُلدُل، محمل، کجاوہ بناتے ہیں۔ مہندی بشکل تخت رواں اسی لئے بناتے ہیں کہ عروسِ جنابِ قاسمؑ شتران بے کجاوہ وعماری پر شہر بہ شہر پھرائی گئی۔ پس مہندی کو مثل دلدل وکجاوہ ومحمل سواری سمجھنا چاہیئے۔ اسیرانِ کربلا نہ محمل وکجاوہ پر سوار ہوئے نہ تختِ رواں پر، پس جو دلیل اباحت محمل وکجاوہ کے واسطے ہے وہی مہندی کی ہے۔ اَب رہا مہندی شبیہ تام تخت رواں کی نہیں ہے تو اس کی وجہ مثل تعزیہ وضریح کے تصرفات وتغیرات اہلِ ہند ہے۔

کیا مہندیٔ قاسمؑ کی شبیہ بنانا جائز ہے؟

مسئلہ: کیا ارشاد ہے اس مسئلے میں کہ مہندی شبیہ عروسیٔ قاسمؑ ہے یا نہیں اور اگر یہ شبیہ ہے تو اس کا بنانا جائز ہے کہ نہیں؟ علمائے عراق نے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ شبیۂ عروسی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے؟

جواب: علمائے عراق کو سوال کے ذریعے مشتبہ کیا گیا ہے، مہندی کو شبیہ عروسی قرار دے کر یہ باور کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ گویا دلھن ودولھا بھی بنتے ہیں جس کو اشتباھاً حضرات علما نے حرام فرمایا ہے۔ پس اولاً یہ امر قابلِ غور ہے کہ کیا مطلق شبیہ بنانا جائز

Presented by www.ziaraat.com

نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر تعزیہ، علم، تابوت، دُلدل، گہوارۂ محمل کجاوہ یہ سب شبیہیں ناجائز ہوں گی۔ **"ولم یقل به احد من علمائنا"** ۔(ہمارے کسی عالم نے ایسا نہیں کیا) بلکہ علماء کے نزدیک جائز و مباح ہے بلکہ بعض تو مستحب ہیں جو منصوص ہیں۔ اب تک سیرتِ علما میں سے یہ امر تھا کہ مخالفین کے جواب میں برابران چیزوں کا مباح ہونا ثابت کرتے تھے اور ادِلّہ باہرہ و براہینِ قاہرہ سے ساکت اور مجموج (وہ جس پر حجت تمام ہو) فرماتے تھے اس لئے کہ تصویر ذی روح کی مجسم بنانے کو حرام کہا گیا ہے غیر ذی روح کی تصویر کو حرام نہیں کہا گیا ہے، اہلسنّت تک مجبور ہیں تعزیہ وغیرہ اور مطلق غیر ذی روح کی تصویر کو جائز ماننے پر اگر تصویر روضہ و قبر بدعت و حرام ہوتی تو خود کتب معتبرہ اہلسنّت میں اس کی تصویر کیوں ہوتی، دلائل الخیرات اور شرح دلائل میں تصویرِ قبرِ رسولؐ اور شیخین کی قبروں کی تصویر بنائی ہے۔ روضۃ الاحباب میں آنحضرتؐ کے نعلین کی تصویر بنائی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ نعلین کی کاغذی تصویر کٹی ہوئی میرے پاس رکھی ہوئی ہے جس پر دستخط و تصدیق حضرت خواجہ ابونصر کے ہاتھ کی ہے اور تصویرِ نعلین کو اپنے پاس رکھنے کے فضائل بھی بیان کئے ہیں اور ایک نظم بھی ابوالخیر محمد بن محمد بن الجوزی کی نقل کی ہے پس جو جلدِ گاؤ سے بنی ہوئی ہو اُس کی تصویر و شبیہ کا بنانا حرام و ناجائز نہیں تو تعزیہ و ضریح تو اُس بزرگ کی قبر کی شبیہ ہے جس کی جلد، جلد رسولؐ، جس کا گوشت، گوشتِ رسولؐ، اور خون خونِ رسولؐ ہے، اُس کا بنانا کس دلیل سے حرام قرار پائے گا۔ فاضل عبدالحق محدث دہلوی نے "**ماثبت بالسّنة**" میں قبرِ شیخین رسول اکرمؐ کی قبرِ مطہر کی قریب بنائی ہے اور ملا جامی نے فتوح الحرمین میں مکہ معظّمہ، وجبل ابوقبیس اور احد و بقیع، صفا و مروہ اور مدینہ منورہ کی صورتیں بنائی ہیں۔ یہ سب کیونکر جائز اور بدعتِ محرمہ نہ ہو اور اس سے بالاتر یہ امر ہے کہ ام الصبیان گڑیاں

Presented by www.ziaraat.com

کھیلتی تھیں اور رسولِ خدا راضی تھے۔ جمع بین الصحیحین میں روایت ہے کہ ''**عن عائشة قالت: كنت العب البنات عندالنبیؐ وكانت لی صواحب تلعبن معی وكان رسول الله اذا دخل تیقن منه فیشیرالیهن فیلعبن معی** ''حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرتؐ سے شادی کے بعد گڑیوں سے کھیلتی تھی اور میری چند سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتی تھیں، جب آنحضرتؐ تشریف لاتے تھے تو وہ چھپ جاتی تھیں (پردہ کرتی تھیں) پھر آپ اشارہ کر دیتے تھے تو وہ پھر میرے ساتھ کھیلنے لگتی تھیں۔ صاحب جامع الاصول ابن اثیر اپنی کتاب النھایہ میں لکھتے ہیں۔ ''**هٰكذا فی حدیث عائشه كنت العب البنات ای التماثیل التی تلعب بها الصبایا**'' ۔ ایسا ہی حدیثِ عائشہ میں ہے کہ میں ''البنات'' سے کھیلتی تھی یعنی گڑیوں سے جن سے لڑکیاں کھیلتی ہیں اور فیروز آبادی ''قاموس'' میں لکھتے ہیں کہ۔ "**البنات التماثیل الصنعار تلعب بها الجواری**" (یعنی بنات چھوٹی چھوٹی گڑیوں کو کہتے ہیں جن سے لڑکیاں کھیلتی ہیں) فضل بن روز بہان اپنے اِن بڑے بڑے علماء کی تحریروں سے گریز کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ گڑیاں آدمی کی شکل کی نہیں بلکہ گھوڑے کی شکل کی تھیں، بے شک اب جائز ہو گیا گھوڑا۔ فضل بن روز بہان کے نزدیک گھوڑا جان دار نہ تھا اور ضریح و تعزیہ و شبیہِ ذی روح ہے جو حرام کہا جاتا ہے؟ مختصر یہ ہے کہ اہلِ سنت کو بھی ان کو حرام کہنے کی مجال نہیں چہ جائیکہ مدعی تشیع ایسا کہے۔ اس واسطے کہ خود علمائے اعلام **خلفاً عن سلفٍ** اجازت دیتے رہے خود بانی بنے اور ہمیشہ مشغول و منہمک رہے، حرمت کیا عدم رجحان کا بھی کوئی قائل نہیں، بلکہ شبیہ قبر و ضریح کا بنانا تو منصوص ہے۔

چنانچہ شیخ مفید، شیخ شہید ثانیؒ اور سید ابن طاؤس نے آدابِ زیارتِ قبرِ رسولؐ خدا

بنا کر سامنے رکھنے کا حکم ہے۔ اسی طرح سے شیخ الطائفہ الطّوسی نے عبداللہ بن سنان سے مصباح المتہجد میں روزِ عاشورہ کے اعمال میں ایک طویل حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اُسی کے ذیل میں یہ الفاظ ہیں۔

"ثم اخرج اِلی الارض المقضرة او مکان لایراك به احدا و تعمد الی منزل لك فقال او فی خلوة منذحین یرتضع النهار فیصل اربع رکعات تحسن رکوعها و سجودها۔ الی ان قال۔ ثمّ تمثل لنفسك مصرعه ومن کان معه من ولده واهله و تسلم و تصلّی علیه... الیٰ آخر الحدیث"

یعنی پھر تم دور افتادہ زمین کی طرف نکل جاؤ یا ایسے مقام پر چلے جاؤ جہاں کوئی تمہیں دیکھ نہ سکے یا پھر اپنے گھر میں کسی اندرونی کونے میں چلے جاؤ یا فرمایا کہ خلوت میں چلے جاؤ یہاں تک کہ دِن نکل آئے پس چار رکعات نماز پڑھو اور اس میں اچھی طرح رکوع وسجدے کرو۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا۔ پھر اپنے سامنے اُن کی قبر کی اور اُن کے اصحاب و اولاد کی قبروں کی۔ شبیہیں بنا کر رکھ لو پھر اُن پر صلاۃ وسلام بھیجو..... آخر حدیث تک۔ اور اسی حدیث کو باختلافِ سند اور تفسیر الفاظ سیّد ابن طاؤس نے کتاب ''الاقبال'' میں درج کیا ہے۔ **''وتمثل بین یدیك مصرعه و نفرغ ذهنك و جمیع بدنك و تجمع له عقلك ''**۔ اپنے سامنے اُن کی قبرِ مطہر کی شبیہ بنالو اور اپنے ذہن اور سارے بدن کو دیگر امور سے بے پرواہ کرلو اور اُس کی طرف پوری عقل مجتمع کرلو۔ یہ کلمات صاف دلیل ہیں شبیہ ضریح وغیرہ بنانے پر پس شبیہ ضریح بالخصوص مستحب ہے اور باقی شبیہیں مثل اسی کے جائز ہیں بنا بر اصل اباحت کے۔ پس یہی وجہ ہے کہ عراق وایران و ہندوستان میں ہمیشہ سے رائج وشائع

Presented by www.ziaraat.com

ہے اور بالتصریح علما اعلام نے ذکر بھی کیا ہے۔ مثل محقق قمی کے اُنھوں نے بالتصریح حکم جوازِ مجلس شبیہ دیا ہے کیونکہ اس کا باعث امرِ حسینؑ کا احیاء ہے اور جناب حاج آقا میرزا ابوالفضل طہرانی نے بھی جائز و مباح لکھا ہے اور ضمناً فتویٰ سرکار میرزا شیرازی رحمتہ اللہ بھی جواز پر معلوم ہوتا ہے خصوصا وہ مجالس شبیہ جو ایران وغیرہ میں مرسوم ہیں جن کا عشر عشیر بھی برصغیر میں نہیں ہوتا ان کو بھی مطلق جائز کہا ہے۔ البتہ یہ حکم اس وقت تک ہے کہ منکرات کو مضمن نہ ہو اور حق یہ ہے کہ کوئی دلیل عدم جواز شبیہ کی نہیں ہے پس اگر رسمِ مہندی کو شبیہ عروسی بھی قرار دیں تو بھی ناجائز نہیں کیونکہ کسی ذی روح کی شبیہ نہیں بنتی نہ دولھا بنایا جاتا ہے اور نہ ہی دلھن اور نہ ہی رسم عقد وغیرہ ادا کی جاتی ہے۔ جن حضرات نے حکم ناجوازی دیا ہے اُن سے تدلیس کی گئی ہے کیونکہ ایران میں دولھا اور دلھن بنائے جاتے ہیں جس کی علما مخالفت کرتے ہیں اور کیا فرق ہے شبیہ عروسیٔ قاسمؑ اور شبیہ شہادت قاسمؑ کی ناجوازی میں جیسا کہ سمجھا گیا ہے؟ ثانیاً یہ مہندی شبیہ عروسی نہیں ہے بلکہ شبیہِ مقدمۂ عروسی ہے اس لیے کہ دولھا اور دلھن نہیں بناتے نہ عقد خوانی ہوتی ہے جس کی بنا پر عروسی کہی جائے اور مہندی جنابِ قاسمؑ کو کوئی ربط عروسی سے بھی نہیں ہے۔ اس لیے کہ مہندی کو عوام کالانعام بھی شادی قاسمؑ یا شادی فاطمہ کبریٰ نہیں کہتے بلکہ یہ مہندی عزا کی ہوتی ہے اور موجب بُکا۔ وابکاء ہے، خصوصاً من مجملہ رواسم ہند بالخصوص رواسمِ لکھنؤ سے یہ ہے کہ بن بیاہے نوجوان کے جنازے پر سہرا باندھتے ہیں جو اُس نوجوان کی شادی کی یاد تازہ کرتا ہے کہ اگر تم زندہ ہوتے تو ہم یوں سہرا باندھتے یون ارمان نکالتے یوں شان وشوکت سے بیاہ کرتے وغیرہ وغیرہ لہٰذا مہندی اس امر کو یاد دلاتی ہے کہ اگر جنابِ قاسمؑ کی شادی ہوتی تو مہندی ہوتی یا یہ کہ شادی بے ساز و سامانی میں ہوئی ہم اُسے مبدل بہ ساز و سامان کرتے ہیں کہ اگر ہم ہوتے تو اس طرح

Presented by www.ziaraat.com

شان و شوکت سے کرتے۔ اور یہ شبہ کہ پھر مہندی حضرت قاسمؑ سے کیوں مخصوص ہے اور بھی شہزادے بن بیاہے شہید ہوئے حضرت علی اکبرؑ، حضرت عبداللہ بن حسنؑ وغیرہ اُن کی مہندی کیوں نہیں ہوتی۔ یہ شبہ بھی عصبیت کی وجہ سے ہے اِس واسطے کہ علمدارِ لشکر صرف حضرت عباس نہ تھے اور بھی علمدار تھے اُن کے علم کیوں نہیں اُٹھتے۔ سقایہ بنی فاطمہ صرف حضرت عباس نہ تھے بریر صحابی بھی تھے اور اُن کے اصحاب بھی اُن کی مشک بھی علم میں لٹکانی چاہیئے۔ حضرت علی اکبرؑ اپنے شیر خوار برادر کے واسطے ایک مرتبہ ڈولچی میں پانی لائے تھے اُن کی ڈولچی کیوں نہیں بنتی، حاضری حضرت عباس سے کیوں مخصوص ہے دیگر شہدا کی حاضری کیوں نہیں ہوتی۔ بہر حال اس قسم کے شبہات لغو ہیں جن کو کسی شے کی اباحت و حرمت سے کوئی تعلق نہیں اور ایسے ہی عامیانہ خیالات نے عوام کو بہکا رکھا ہے۔ (عروسیٔ قاسمؑ... سیّد احمد علامہ ہندی صفحہ ۱۷ تا ۲۳)

Presented by www.ziaraat.com

باب ۲

خیمہ گاہ کربلائے معلّٰی میں حجلۂ عروسیٔ قاسمؑ

کتاب شہر حسینؑ (نوشتہ محمد باقر مدرس)

شمالی غربی کی جانب۔ صحن میں ایک چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا ہے جس کو حجلہ قاسمؑ کہا جاتا ہے۔ اگر چہ یہ تصوراتی ہے۔ اور جب خیمہ گاہ تعمیر کی گئی۔ عام طور پر تو یہ حجلۂ قاسم خاص طور پر بنایا گیا ہے۔

(حاشیہ: تمام عوام۔ جو اِس کو دیکھتی ہے) تو اُن کے ذہن روشن ہوتے ہیں۔ اگر چہ یہ شہرتِ موہومی تاریخی ہے۔

چونکہ امام حسینؑ بن علیؑ کے صرف دو بیٹیاں تھیں اور اُن کے نام۔ سکینہؑ بنتِ ربابؑ و فاطمہؑ اور دوسری بیٹی کا نام بھی سکینہؑ تھا مگر وہ سکینہؑ بنتِ اُم اسحاق بنت طلحہ تھی۔

اس میں سے ایک بیٹی سکینہؑ کے بارے میں شیخ طبرسی نے کتاب (اعلام الوریٰ) میں لکھا ہے کہ حادثۂ کربلا سے پہلے ہی۔ اپنے چچا کے بیٹے عبداللہ بن حسنؑ سے شادی کی نسبت طے کر دی گئی تھی۔ اور عبداللہ نے (رُخصتی سے پہلے ہی) کربلا میں شہادت پائی۔ (مؤلف خیرات الحسان) نے اِن سکینہؑ کے شوہر۔ اوّل کو۔ عبداللہ بن حسنؑ۔ شہیدِ طف لکھا ہے اور یہ بانو (بیٹی بھی) اور دیگر مستورات کے ساتھ کربلا میں موجود

Presented by www.ziaraat.com

تھیں۔ موافق۔ خطابِ امام حسینؑ کے آپ نے روزِ عاشورہ ان کو خیر النسوان کہا ہے اور اے بہترین زنان کہہ کر مخاطب کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی زُمرۂ زنان میں تھیں۔

حجلۂ قاسمؑ کے بارے میں کسی کو بھی کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا اور ایسا ہوگا بھی نہیں۔ کیونکہ یہ نشانیاں شوکتِ اسلام کا سبب ہیں۔ ان سے دین و ایمان روشن ہوتا ہے۔ اب فاطمہؑ کی شادی کے بارے میں امام حسینؑ نے حضرت حسن مثنیٰ فرزندِ امام حسنؑ کو یہ اختیار دے دیا تھا کہ وہ سکینہؑ سے شادی کریں یا فاطمہؑ سے۔ تو حضرت حسن مثنیٰ کو شرم دامن گیر ہوئی۔ پھر امام حسینؑ نے ہی فرمایا کہ فاطمہؑ بیٹی کو جو میری مادرِ گرامی سے شباہت رکھتی ہے۔ تم سے تزویج کرتا ہوں۔ اس لیے حسن مثنیٰ مع اہل و اعیال کے (فاطمہ) کے کربلا میں موجود تھے۔ اور اِن کی نسل سے ہی۔ ساداتِ حسینی اور طبا طبائی ہیں۔ اور جناب حسن مثنیٰ کے بارے میں (تاریخ مقاتل) نے لکھا ہے کہ کربلا میں بہت زیادہ زخمی ہوکر بے ہوش ہوکر لاشوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے ان کے بازو بھی کاٹ دئے گئے تھے۔ اور رمقِ جان ہی باقی تھی۔ ایسی ناگفتہ بہ حالت میں اسما بنت خارجہ فرازی اِن کی دائی موجود تھیں انھوں نے عمر بن سعد سے سفارش کی اور اُس نے اِن کی سفارش قبول کر لی اور جنابِ حسن مثنیٰ کو لاشوں میں سے اُٹھوا کر کوفے لایا گیا اور علاج کرایا گیا۔ جس سے انھوں نے صحت پائی اور یہ حسن مثنیٰ نیک، متقی فاضل لوگوں میں سے تھے اور حضرت علیؑ کے شعبۂ صدقات کے منتظم بھی تھے۔

سعید صاحب نے (کتابِ طوف میں) یہ واقعاتِ حسن مثنیٰ، زخمی ہونا، ہاتھ قطع ہونا۔ اور اسماء بن خارجہ فرازی کی سفارش وغیرہ حالات درج کئے ہیں۔ اس بناء پر فاطمہ و سکینہ کہ جو واقعاتِ کربلا تک شادی شدہ تھیں اِن دو بیٹیوں کے علاوہ تاریخ نے

Presented by www.ziaraat.com

اور کوئی بیٹی نہیں بتائی ہے۔ مگر بعض کتبِ مقاتل میں بنام فاطمہ صغریٰ کہ جس کو بیماری کے سبب مدینے میں چھوڑا تھا۔ (ان کے لیے ایسا کہا گیا ہے) اور اگر یہ بات صحیح بھی ہوئی تو فاطمہ صغریٰ تو کربلا میں موجود ہی نہیں تھیں کہ اُس کے بارے میں بساطِ عروسی بچھائی جائے۔ پس یہ بات دریافت طلب ہے کہ کونسی بیٹی کی روزِ عاشورہ امام حسینؑ نے تزویج کی حضرت قاسمؑ سے لیکن۔ خیال ایک اور طرف جاتا ہے کہ سید الشہدا کی ایک بیٹی زینبؑ تھی۔ ان کے بارے میں کچھ کتابوں میں حالات مرقوم ہیں البتہ وہ صغر میں انتقال کر گئیں تھیں۔

اب یہاں کچھ شکوک پیدا ہوتے ہیں کہ جوان سالہ بیٹی کو اگر کم عمر بچے سے تزویج کر دیا جائے تو ایجاب کی ضرورت ہے۔

اور یہ بھی بات مناسب معلوم نہیں ہوتی کہ جب قاسمؑ بن الحسن سے بڑے بھائی موجود ہوں۔ مثل حسن اور عبداللہ کے احمد کے عمر کے کہ بڑے بھتیجوں کو چھوڑ کر۔ چھوٹے بھتیجے حضرت قاسمؑ سے تزویج کی جائے۔

امام حسینؑ کو ایسی کیا ضرورت درپیش آ گئی تھی کہ ایسا بے ضرورت عمل ایسے وقت میں بجالانا ضروری تھا۔ جب کہ امام حسین زمانے بھر کے تجربہ کار تھے۔ اور جناب شیخ جعفر شوستری صاحب نے اپنی کتاب (فوائد المشاہد) میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ جھوٹا ہے اور عقل اس بات کی گواہی نہیں دیتی ہے۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

کتبِ تاریخ سے اِس کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔ (صرف شیخ فخر الدین نے ہی ذکر کیا ہے)۔ اور اس حجلے کے بارے میں کوئی عیب یا نقص بیان نہیں کیا گیا ہے اس لیے کہ تاریخی اِن شواہد سے بہترین خدمتِ اسلام ہوتی ہے۔

حاجی بکتاش: جو شیعوں کے لیے بھی قابلِ اعتبار ہیں۔ مذہبِ صوفیہ کے زبردست

Presented by www.ziaraat.com

عالم ہیں اور (عبدالمومن الددہ) کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔انھوں نے امام زین العابدین کے تذکرے میں کچھ باتیں لکھی ہیں۔

فخر الدین طریحی صاحب نے مجمع البحرین میں (منتخب) میں کہ جو مرثیے وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں کوئی مدرک بات نہیں پائی۔اسمِ مولف (منتخب)

فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد بن طریح: جو کمیل کی طرح کے فاضل علما سے ہیں۔طریح مشہور ہو گئے ہیں اور یہ شیخ مجلسی اور حضرت حرِ عاملی کے ساتھیوں میں سے ہیں۔اور اکتیس کتابیں اُن کی یادگار رہیں۔مثلاً مجمع البحرین۔جو لغت ہے۔اور یہ عراق کے قریۂ رُماح سے متعلق ہیں اور سال ۱۰۸۵ میں۔رماحیہ میں ہی انتقال کر گئے اور ان کی لاش کو نجف لے گئے تھے وہیں دفن کر دیا۔(ریحانۃ الادب ج ۳،صفحہ ۳۰)

اور مرحوم علامہ ممقانی نے (تنقیح المقال) میں ترجمۂ قاسمؑ بن الحسن کے بارے میں لکھا ہے کہ میں نے اور کافی علماء نے اس بارے میں کوئی کتاب نہیں دیکھی۔

اور یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ بانو (فاطمہ عروس) کی نسبت کتخدائی۔ان کے چچا زاد بھائی سے نزدیک ہی قرار پا گئی ہو۔اور یہ بانو کربلا کے دشت میں اہلحرم کے ساتھ ہو۔(یہ فاطمہ نہ تھی) اور عروس کہنا تو ایک عام رواج ہے۔البتہ تاریخ کربلا میں ذکر ضرور آیا ہے کہ قاسمؑ بن الحسن سے تزویج ہوئی ہے۔

ابو نصیر بخاری کا کہنا ہے کہ فاطمہ کے۔حسن مثنیٰؑ سے تین بیٹے۔عبداللہ محض، ابراہیم، حسن تھے اور ۲ بیٹیاں۔زینبؑ واُمّ کلثومؑ تھیں۔اور عبداللہ محض سے دو بیٹے بنام محمد نفس ذکیہ وابراہیمؑ قتیل باخمرا تھے۔اور اکثر ساداتِ حسنی اور طباطبائی۔یہ سب حسن مثنیٰ کی ہی نسل سے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ جدّ بزرگوار حضرت علیؑ نے اُن کے حق میں

Presented by www.ziaraat.com

فرمایا تھا کہ بقیۃ السیف اولاد میری نسل میں ہوگی اور باقی بقیۃ السیف ہوگی جو کربلا میں ہوگی۔ سید محمد موسوی خراسانی کہ جن کا سلسلہ ابراہیمؑ حجاب تک جاتا ہے اور بعض کے مطابق امام رضا تک اور یہ بات نسبی سلسلے والی نہیں ہے۔

اور یہ آخرِ قرن دہم میں تعمیر ہوئی ہے اور اس کے پہلو میں دوسرا کمرہ بنا دیا گیا ہے اور اس دوسرے کمرے کو اپنا عبادت خانہ قرار دے لیا اور اس کے چاروں طرف کچھ درختِ خرمہ لگائے تھے جو ابھی تک خرمہ کے باغ کی شکل میں موجود ہیں اور یہ باغِ خرمہ خیمہ گاہ کے چاروں طرف ہے۔ جس کو بُستانِ الددہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

اب یہاں ہر کچھ مختلف رائے ہوگئی ہیں کہ اِن دونوں میں سے کون سی جگہ کو امام زین العابدینؑ کی یادگار کہا جائے۔ آیا اُسے جو خیمے گاہ میں داخل ہے۔ یا اُس کو جو کہ غرب کی طرف عمارت بنائی گئی ہے اور اسے ہی حجلۂ قاسمؑ کہا جاتا ہے۔

اور بکتاشی (صوفی عالمِ دین نے) اِن تاریخی باتوں کو سچا نہیں مانا ہے۔ اور اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کیونکہ یہ وحی کے عقیدے والے لوگ ہیں اور تاریخی اعتبار سے قابل اعتماد نہیں مانا ہے۔ شاہد سوم: مرزا ابو طالب جو اپنے زمانے کے مشہور عالم ہیں جن کو (مسیر طالبی) کہتے تھے۔ کربلائے معلّٰی کی زیارت کو ۱۲۱۷ ہجری میں گئے تو آپ نے فرمایا کہ جناب آصف الدولہ لکھنوی ہندی نے امام زین العابدین کا مقام بنانے کے لیے ایک خاص (فنڈ) مقرر فرمایا تھا۔ حالانکہ اُس وقت ترمیمات مکمل نہیں ہوئی تھیں۔

اور پتہ چلتا ہے کہ مقامِ زین العابدینؑ خیمہ گاہ میں مخصوص ہے اور دوسری کسی بات کا تذکرہ نہیں ہے۔

شاہدِ چہارم: سید محمد حسین بردار۔ آلِ طعمہ۔ عالمِ بزرگ نے اپنی پوری کی پوری

Presented by www.ziaraat.com

زندگانی حادثۂ کربلا کے لکھنے میں صرف کردی۔ انھوں نے بھی خیمہ گاہ کی تفصیل نہیں بتائی ہے۔

اور مدارک قدیمہ۔ موجود۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ محل خیمہ گاہ سے تا آخرِ سال ۱۲۷۴ یہ مقام محلّہ آلِ عیسیٰ کہلاتا تھا۔ پھر اس کا نام محلّہ مخیم یا مقبرۂ مخیم رکھا گیا۔

بلکہ نسبتِ اصطلاحی، بمعنی سر سلسلہ۔ خرقہ ہے۔ اس لیے مشائخ حضرات سلسلۂ بمعروف کرخی سے ملاتے ہیں۔ انھوں نے بھی اس فرقے کی غرض کے لیے امامِ رضا سے حاصل کیا ہے۔ (مدینۃ الحسین) سلسلہ ۲۔ صفحہ ۲۴۔ امسیر طالبی۔

پانچویں گواہی: قوانینِ جنگ ہمیشہ بدلتے رہے ہیں۔ کیونکہ لڑنے والی دونوں فوجوں کا کم از کم فاصلہ ایک میل یا دو میل ہوتا تھا کیونکہ اگر ہم مقتلِ حسینؑ سے اندازہ لگاتے ہیں تو ۳۵۰ میٹر کا فاصلہ جنگ گاہ سے قتل گاہ تک ہے۔ اور ایک یا دو میل کا فاصلہ تو لازمی رکھا جاتا تھا خواہ وہ جنگ تیر کی ہو تلوار کی ہو یا نیزے کی ہو کیونکہ دونوں پہلوانوں کا میدانِ جنگ میں گھوڑا دوڑانا۔ تیر چلانا لازمی تھا اور یہ فاصلہ ۲ میل تک اسی لیے رکھا جاتا تھا کہ اگر تیروں کی جنگ ہوگی تو خیموں تک تیر نہیں آئیں گے اور لوگ محفوظ رہیں گے۔ اور جگہ کافی مل جائے گی۔

اگر اس طرح خیال کیا جائے کہ دونوں فوجوں کے درمیان کم از کم فاصلہ ایک میل ہونا چاہیے تو کم از کم ۱۶۰۹ میٹر کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔ اس لیے کہ جنگاہ میں دونوں فوجوں کا درمیانی فاصلہ اگر آدھا میل قرار دیا جائے تو ۱۶۰۹ میٹر کا آدھا ۸۰۴ میٹر فاصلہ بنتا ہے جبکہ امام حسینؑ کی جنگاہ سے قتل گاہ کا کل فاصلہ ۳۵۰ میٹر ہے۔ اور بالکل سیدھ میں ہے اس طرح خیمہ گاہ کی جگہ اور کوئی قرار دی جائے کہ فاصلہ صحیح قرار پائے اور تاریخ کے اعتبار سے اور جغرافیائی اعتبار سے صحیح جگہ مقرر ہو سکے۔ پس اِن شواہدات سے پتہ

Presented by www.ziaraat.com

چلتا ہے کہ خیمہ گاہِ حسینؑ اور قتل گاہ شمال غرب میں باب السلام کی پشت کی طرف ہے اور یہی ہمارا نظریہ ہے۔ (''شہرِ حسینؑ'' صفحہ نمبر ۳۳۰ تا ۳۳۳)

خیمہ گاہِ کربلا میں حجلۂ عروسیٔ قاسمؑ سے متعلق مولانا سیّد کلبِ صادق (لکھنؤ) کا بیان

جناب قاسمؑ کے عقد کے بارے میں زبردست اختلاف ہے۔ طرفین سے کئی رسالے اثبات وانکار میں شائع ہوئے۔ میرے خیال میں یقین کا دعویٰ طرفین سے بے محل ہے لہٰذا جس طرح اکثر وبیشتر واقعاتِ کربلا کا ذکر **تسامح فی اولّة السنن** کی بناء پر جائز وصحیح ہے اسی طرح ذکرِ عروسیٔ قاسم بھی ہے۔ کربلائے معلّٰی میں حجلۂ عروسی اب تک موجود ہے اور مشہور ہے کہ اولاد کے واسطے دعا اس حجلہ میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ جب پانچ چھ برس قبل میں زیارت سے مشرف ہوا تو بعض معتبر حضرات نے بیان کیا کہ علمائے ہند میں سے بھی ایک بزرگ نے اس حجلہ میں دعا کی۔ دعا ان کی مستجاب ہوئی۔ عروسی جناب قاسمؑ کے ثبوت میں جناب مولانا آغا مہدی صاحب قبلہ دامت برکاتہٗ نے بہت ہی مفصّل و مدلل تین کتابیں عبائر الانوار کے نام سے تالیف فرمائی ہیں جن میں سے دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں جس کی کوئی ردّ اب تک نہیں ہوئی ہے۔ (کلبِ صادق نقوی)

Presented by www.ziaraat.com

باب ۳۰

مہندی کی زیارت کیوں نکلتی ہے؟

عراق میں حضرت قاسمؑ کی مہندی:

مولانا سیّد قائم مہدی نقوی لکھنوی مجتہد العصر لکھتے ہیں:-

حضرت قاسمؑ بھی معرکہ کربلا میں اپنے چچا حضرت امام حسینؑ کے ساتھ شریک تھے اگر چہ آپ کا سن ۱۳سال سے زائد نہ تھا لیکن جوانوں سے زیادہ ہمت اور بوڑھوں سے زیادہ عزم رکھتے تھے ورنہ شب عاشورا اپنے چچا سے یہ نہ دریافت کرتے کہ میرا نام بھی دفتر شہداء میں ہے یا نہیں اور حسینؑ کے اس سوال پر کہ یا بنی کیف الموت عندك تم موت کو کیسا سمجھتے ہو جناب قاسمؑ کا یہ جواب دینا کہ یا عم اعلیٰ من العسل چچا جان موت کو شہد سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں کتنی بہادری ثابت کرتا ہے لیکن اس جواب میں دو نکتے بھی پوشیدہ ہیں اولاً یہ کہ جناب قاسمؑ نے اپنے چچا کو یہ جواب دے کر کہ یا عم اعلیٰ من العسل چچا جان میں موت کو شہد سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں۔ دنیا کو یہ بتا دیا کہ قرآن کی یہ آیت كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سب ہی قاریان قرآن نے پڑھا ہوگا لیکن اس کے بعد بھی موت کا مزا کسی کو نہ معلوم ہوا ہوگا تو میں بتائے دیتا ہوں کہ موت کا مزا شہد سے زیادہ شیریں ہے اور دوسرا نکتہ یہ پوشیدہ تھا کہ عام عقلیں یہ سمجھیں گی کہ بچے عموماً مٹھاس سے رغبت رکھتے ہیں اور جناب قاسمؑ بھی بچہ تھے لہٰذا بچپن کا جواب

Presented by www.ziaraat.com

بھی ویسا ہی ہے لیکن نہیں ایسا نہیں ہے۔ اگر جناب قاسمؑ کا بچپنے کی فطرت کے مطابق جواب ہوتا تو وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ چچا میں موت کو رطب سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں قند اور حلوے سے زیادہ لذیذ جانتا ہوں کیوں کہ رطب۔ قند۔ حلوہ۔ یہ شیرینیاں عرب میں زیادہ مستعمل تھیں پھر شہد کی خصوصیت سے کیا فائدہ؟

لیکن اہلِ بیتؑ اور قرآن دونوں کو ماننے والے جناب قاسمؑ کے اس جواب پر کہ موت کو شہد سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں جب غور کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ شہد کے لیے قرآن میں یہ آیت موجود ہے کہ فیہ شِفَاءُ لِلنَّاسِ یعنی شہد میں لوگوں کے لیے شفاء بخشی گئی ہے شاید اسی لیے جناب قاسمؑ نے میدان کربلا میں شب عاشور موت کو شہد سے زیادہ شیریں کہہ کے یہ بتا دیا کہ چچا جان آپ پر کل جان دینے والوں ہی کو تو حیات ابدی ملے گی جب جناب قاسمؑ شب عاشور امام حسینؑ کے سوال کا جواب دے کے اُمت رسولؐ کو سبق دے دیں تو حسینؑ کیوں نہ عاشور کے دن ایک ایسا عمل بھی پیش کرتے جائیں کہ جو اُن کے نانا کی اُمت کے لیے ہمیشہ وجہ سکون قرار پا سکے اور وہ عظیم مصیبت بیٹی کی بیوگی ہے۔ حسینؑ نے روز عاشورا اپنی صاحبزادی فاطمہ کبریٰ کا جناب قاسمؑ کے ساتھ عقد کر کے (۱) اپنے غلاموں اپنے عقیدت مندوں کے لیے ایک راہ صبر اور بھی متعین کر دی۔ اس مقام پر ہمارے مخالفین شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے یوں سمجھاتے ہیں کہ میدان کارزار میں جہاں لاشوں پر لاشیں گر رہی ہوں وہاں شادی بیاہ کا کیا تُک لہٰذا یہ واقعہ غلط و بے بنیاد ہے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔ پہلے تو میں عوام الناس کے ذہنوں کو الفاظ کے اُن گورکھ دھندوں سے نجات دلانے کی کوشش کروں گا جو لفظ شادی بیاہ سے پیدا کیے گئے ہیں یا کیے جاتے ہیں۔ جو لوگ عراق کا سفر کر چکے ہیں اور وہاں ان کو قیام کا بھی موقع ملا ہے تو انھوں نے خود دیکھا

Presented by www.ziaraat.com

ہوگا کہ عربوں میں عروسی کے موقع پر ہندوستان کی طرح نہ مانجھا ہے نہ ساچق نہ برات ہے، نہ دیگر رواسم بلکہ وہاں دولھا دولھن سہرابندی سے بھی مستثنیٰ رہتے ہیں۔ دونوں سادے کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں اور دو علماء اور کبھی ایک عالم طرفین کا وکیل ہوکر ایجاب وقبول یعنی انکحت اور قبلت کہہ دیتا ہے۔

بس اسی کا نام عقد ہے اور یہ ہر وقت۔ ہر عالم اور ہر صورت میں ہوسکتا ہے، چاہے لاشیں گر رہی ہوں چاہے شادیانے بج رہے ہوں۔ البتہ یہ سوال ضرور ہوتا ہے کہ ایسے نازک وقت میں ایجاب وقبول ہی کی کیا ضرورت؟ تو امام کے کسی بھی فعل کی اصلیت سمجھنا یا اُس کا بتا دینا مجھ ایسے جاہل کا کام نہیں ہے اور نہ یہ امام کے کسی فعل پر اعتراض کرنے کی جرأت کرسکتا ہوں نہ اس سے انحراف کرنے کی ہمت کرسکتا ہوں البتہ عقد جناب قاسمؑ پر دو عقلی دلیلیں پیش کرسکتا ہوں۔ پہلی دلیل تو یہ ہے کہ امام کو اُمت والوں سے ہر طرح افضل وارفع ہونا واجب ہے اسی طرح ہر واجب ومستحب فعل میں بھی ہر شخص سے بلند ہونا ضروری ہے اس میں کسی طرح کی بھی کمی نہیں ہوسکتی عاشور کے دن حسینؑ مظلوم پر فدا ہونے والوں میں وہب ابن عبداللہ کلبی بھی تھے جن کی شادی کو صرف سترہ دن ہوئے تھے اور وہب کلبی کا کربلا پہنچ کر مع ماں اور زوجہ کے اسلام لانا ہر تاریخ میں موجود ہے اور جب اسلام لاچکے تو ان پر واجب ہوگیا کہ یہ اپنے آقا حضرت امام حسین کی نصرت میں اپنی جان فدا کردیں اور جب وہ اپنی جان فدا کردیں گے تو ان کی بیوی رانڈ ہوگئی اور وہ ابھی نو عروس تھی لہٰذا نئی دولھن کے بیوہ ہونے کی مصیبت میں وہب تمام شہداء پر سبقت وفضیلت لے جاتے جس میں حضرت امام حسینؑ بھی شریک تھے لہٰذا ہوسکتا ہے کہ امام حسینؑ نے اپنی بیٹی فاطمہ کبریٰ کا عقد کرکے وہب کی بیوی کے لیے راہ صبر نکال دی ہو اور دوسری دلیل عقلی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ واقعہ

Presented by www.ziaraat.com

کربلا جہاں ہم کو بہت سے سبق سکھاتا ہے وہاں ہمارے مرنے والوں کے لیے وجہ صبر وسکون پیدا کرتا ہے۔ اگر دنیا میں کسی کا باپ مرجاتا ہے تو وہ حسینؑ مظلوم کے مصائب یاد کر کے صبر کرتا ہے اگر کسی کا بھائی اُٹھ جاتا ہے تو وہ حضرت ابوالفضل العباسؑ کو یاد کر کے صبر کر لیتا ہے اگر کسی کا جوان بیٹا داغ مفارقت دے جاتا ہے تو وہ علیؑ اکبر کی جوانی یاد کر کے صبر کر لیتا ہے اگر کسی کی بہن جدا ہو جاتی ہے تو وہ زینبؑ واُم کلثومؑ کے مصائب سے اپنی مصیبت کو کم کر لیتا ہے اگر کسی کا کمسن بچہ مرجاتا ہے تو وہ علیؑ اصغر کی تشنگی وبے زبانی میں شہید ہو جانے کو یاد کر کے صبر کر لیتا ہے یہ سب نظیریں تو امام حسینؑ کربلا میں مہیا کر چکے تھے اور اپنے نانا کی اُمت کے لیے صبر وسکون کی راہیں معین کر چکے تھے لیکن جن لوگوں کی بیٹیاں کمسنی میں بیوہ ہو جاتی ہیں اُن کے لیے صبر وسکون کی راہ نہ ہوتی اگر حسینؑ اپنی بیٹی فاطمہ کبریٰ کا عقد جناب قاسمؑ کی شہادت سے کچھ پہلے نہ کر دیتے لہٰذا حسینؑ نے اپنی بیٹی کی بیوگی کی عظیم مصیبت بھی برداشت کر کے امت گناہگار کے لیے صبر وسکون کا ذریعہ مہیا کر دیا۔ اور اسی واقعہ کی یاد میں ہندوستان بھر میں ۷/محرم کو مہندی کے جلوس نکالے جاتے ہیں، اگرچہ یہ رسم عراقی رواسم کے خلاف معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ عربوں میں مانجھا۔ سانچق۔ بری وغیرہ کی رسمیں نہیں ہیں لیکن ہاتھوں میں مہندی لگانے کی رسم ضرور ہے۔ میں خود جب نجف اشرف میں بسلسلہ تعلیم مقیم تھا تو بعض عرب دوستوں کی شادیوں میں بھی شرکت کی تو میں نے دیکھا کہ نوشاہ بہت گہری مہندی دونوں ہاتھوں میں لگائے تھے اس سے معلوم ہوا کہ عربوں میں بھی شادی کے موقع پر مہندی ضرور لگائی جاتی ہے لیکن قاسم ابن حسنؑ کو (حنا) مہندی لگانا بھی ممکن نہ ہوا اس لیے کہ اُن کے ہاتھوں میں تو خون کی مہندی لگی تھی لہٰذا اہل ہندوستان نے اپنے ملک کی رسم کے مطابق

Presented by www.ziaraat.com

اس ناشاد دولھا کے عقد کی یاد میں مہندی اُٹھانے کی یادگار قائم کی اور ہے بھی یہی کہ ہر ملک کی رسمیں الگ الگ ہوتی ہیں لیکن میں نے کربلائے معلیٰ عراق میں یہ خود دیکھا کہ، محرم سے عاشور تک روزانہ مہندی کے جلوس نکلتے ہیں جس طرح ہندوستان میں مختلف ناموں کی انجمنیں علم تابوت اُٹھاتی ہیں اسی طرح عراق میں ماتمی دستے جن کو عربی میں ''مرکب'' کہتے ہیں ماتم پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں اور جس طرح ہندوستان میں کاغذ کی مہندیاں بنائی جاتی ہیں بالکل اسی طرح عراق میں جستہ وغیرہ کی مہندیاں بنی ہوتی ہیں جو طول وعرض میں یہاں کی مہندیوں سے پنج گنی زیادہ ہوتی ہیں جن میں بڑے بڑے بجلی کے بلب آویزاں ہوتے ہیں یوں تو سب ہی ماتمی دستے ۷رمحرم سے کربلا میں مہندیاں اُٹھانا شروع کر دیتے ہیں اور شب عاشور رات بھر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن دستہ عباسیہ عراق کی مہندی کا جلوس بڑے تزک واحتشام سے اُٹھتا تھا میں بھی اس دستے کے ماتم میں بڑی دیر تک شریک رہا تھا اس کے علاوہ عقد جناب قاسمؑ پر حجلہ عروسی جو خیمہ گاہ سے متصل بنا ہوا ہے گواہ ہے اور میں نے کربلائے معلیٰ میں بعض اہل علم کی زبان سے سنا ہے کہ جس شخص کے یہاں اولاد نہ ہوتی ہو اور وہ حجلہ قاسمؑ میں دو۲ شمعیں روشن کر کے دعا کرے تو خداوند عالم اس کو اولاد عطا کرتا ہے۔

(چودہ ستارے صفحہ نمبر ۴۴۳ تا ۴۷)

لکھنؤ میں مہندی کا جلوس

(اسٹاف رپورٹر ''قومی آواز'' لکھنؤ (۱۹۶۶ء)

لکھنؤ ۳۰ر اپریل۔ایام عزا کی ولولہ انگیز سرگرمیوں کے آخری چار دنوں کے پہلے دن کل، مہندی کے تین قدیم جلوسوں نے عزاداروں کی ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔

شان وشوکت کی قدیم روایات کے برعکس اس دفعہ ہاتھیوں کی شرکت سے مہندی کے جلوس یکساں خالی رہے جب کہ لکھنؤ میں شاہی کے خاتمے کے بعد بھی حسب

Presented by www.ziaraat.com

روایت رتن ناتھ سرشار لکھنوی مہندی کے جلوس میں ۴۵ ہاتھی ہوا کرتے تھے۔

مہندی جو لکھنؤ کے قدیم باشندوں کی رسم کے مطابق ہونے والی دلھن کے لیے تقریب عقد سے پہلے دولھا کے یہاں سے جلوس کے ساتھ دلھن کے گھر آتی ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے بھتیجے اور داماد حضرت قاسمؑ کی اس شادی کی یادگار ہے جو ایک روایت کے مطابق روز شہادت سے دو تین روز پہلے دشت کربلا میں حسب وصیت امام حسنؑ انجام پائی تھی۔

مہندی کا پہلا جلوس جو عموماً قریب مغرب امام باڑہ ناظم صاحب (وکٹوریہ اسٹریٹ) سے اُٹھ کر گولہ گنج میں داروغہ واجد علی ممتاز الدولہ کے امام باڑے آتا ہے اس دفعہ کافی تاخیر سے روانہ ہوا۔

بتایا جاتا ہے کہ ہاتھیوں کے انتظار میں یہ تاخیر کی گئی جو پھر بھی نہ آسکے اس لیے کہ وہ دوسری تقریب میں خود مالکانِ فیل کے ہی ساتھ لگے ہوئے تھے۔

اس وقت خاصی سراسیمگی پھیل گئی جب مہندی نے۔ کاغذ کی بنی ہوئی علامتی کشتی نے اس گیس بتی سے جو ساتھ ساتھ جل رہی تھی آگ پکڑ لی اور اچانک شعلے اُٹھنے لگے، فوراً ہی گلاب پاش سے جو جلوس کے لوازم میں ہے گلاب چھڑک کر آگ بجھا دی گئی۔

اپنے مقررہ راستے۔ وکٹوریہ اسٹریٹ پل فرنگی محل پاٹا نالہ آغا میر کی ڈیوڑھی اور وزیر گنج ہوتا ہوا دس بجے رات کے بعد مہندی کا جلوس گولہ گنج پہنچا۔

اس دفعہ پہلی بار گولہ گنج کے متوازی گزرنے والی سڑک جگت نرائن روڈ پر کرسچن کالج کے چوراہے پر پولیس نے ٹریفک کی آمد و رفت جاری رکھنے کے لیے انتظام کر دیا تھا جب کہ سالہائے ماسبق میں اس وقت یہ سڑک گھنٹوں بند رہتی تھی جب مہندی کا جلوس وزیر گنج کی چڑھائی سے گزر کر جگت نرائن روڈ پر چند گز چل کر گولہ گنج کی طرف

Presented by www.ziaraat.com

رخ کرتا تھا۔

دوسرا جلوس، تمام لوازم جلوس سے بے نیاز، اپنی روایتی سادگی کے ساتھ کشمیریوں کی مہندی کا جلوس تھا جو رات گئے نکلا اور قدیم زمانے سے پڑھے جانے والے نوحے ''میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی'' کی پرتاثر آواز کے ساتھ علاقہ چوک میں گشت کر کے وہیں واپس ہو گیا جہاں سے چلا تھا۔

یہ بھی پہلی مرتبہ ہوا کہ مہندی کے اس جلوس کے راستے کو کارپوریشن نے دن بھر محنت کر کے کوڑے کرکٹ سے صاف کر دیا تھا۔

مہندی کا تیسرا جلوس آدھی رات کے بعد امام باڑہ آصفی سے اُٹھ کر چھوٹے امام باڑے حسین آباد گیا۔

آج آٹھویں محرم کا سارا دن جگہ جگہ ہونے والی مجلسوں میں شرکت کرنے والوں کی جوق در جوق آمد و رفت کے پہلو سے خاصی اہمیت کا دن ثابت ہوا۔

اور سات کو شاہی امام باڑے آصف الدولہ کا امام باڑہ شاہ نجف کا اور حسین آباد کا امام باڑہ، سارے شہریوں مردوں، عورتوں اور بچوں کی توجہ کا مرکز رہے جن کی روشنی دیکھنے والوں میں ہر مذہب و ملت کے افراد بلا امتیاز آئے جن میں حکومت کے سربراہ بھی شامل ہیں۔

لکھنؤ میں مہندی کی دھوم

ہندو مضمون نگار یوگیش پروین

محرم کی ۷ کو سارے شہر میں مہندی کی دھوم رہتی ہے حضرت امام حسینؑ کی بیٹی جناب کبریٰ اور حضرت قاسمؑ کے نکاح کی اسمرتی (یاد) میں بارات نکلتی ہے اس بارات میں پالکی ہوتی ہے اور ہوتا ہے ذوالجناح (متبرک گھوڑا) جسے عام بول چال میں دلدل کہا

Presented by www.ziaraat.com

جاتا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ لکھنؤ کے نواب، رئیس، بیگم یا خواص کے دروازے پر دلدل ہوا کرتے تھے، اصل نسل کے ان گھوڑوں کی تقدیر کا کیا کہنا کہ ان کی کھلائی پلائی اور خدمتیں باقاعدہ ہوتی تھیں، لیکن امام حسینؑ کی نذر ہو جانے کے کارن اس پر سواری نہیں کی جاتی، مہندی کے جلوس میں دلدل کو راستے راستے دودھ جلیبی کھلائی جاتی ہے۔ ان جلوسوں میں اودھ کی پٹ رانی (ملکہ) ملکہ زمانی کے نوچندی جمعرات والے جلوس کی پرچھائیاں ملتی ہیں، جہاں جہاں تعزیہ داری ہوتی ہے، اس تاریخ کو شادی کے شگون نذر کئے جاتے ہیں (ہندوستانی پرتھاؤں) (رسوم) سے تھالوں میں سات پھل، سات ترکاریاں، مہندی، مسی، سرمہ، چاندی کے چھلے، پان، پھول عطر وغیرہ سہاگ کا سامان چڑھتا ہے۔ مجلس و ماتم میں لکھنوی ادب و تہذیب کی بھی ایک نرالی ادا ہے۔ بڑی ریاستوں کی رانیاں اور بیگمیں فرش حسینؑ کے مہمانوں کا سواگت (استقبال) خود کرتی ہیں انھیں اپنے ہاتھوں پان دیتی ہیں آنے والوں کے جوتے گھر کے لوگ خوشی خوشی اٹھاتے ہیں اور ہر طرح سے ان کا آدر (عزت) کرتے ہیں۔ سوز پڑھنے والے غریب گنوتنوں (سوز خوانوں) کو بھی طرح طرح کے انعام اور نذریں دی جاتی ہیں۔ اخبار "دھرم یوگ" (ہندی) لکھنؤ ۱۸ دسمبر ۱۹۷۷ء

حضرت قاسمؑ کی مہندی

"سیّد قاسم محمود کے ناول سے اقتباس"

لڑکوں نے بہت روکا، لیکن قاسم کو خدا جانے کس بات کی ضد تھی، نہ مانا پر نہ مانا اپنی مہندی کو خود ہی سر پہ اُٹھا برہمنوں کی گلی میں گھستا چلا گیا۔ ایک لڑکا لالٹین لے کر اُس کے پیچھے پیچھے چلا، لیکن خوفزدہ ہو کر جلد ہی پلٹ آیا اور آ کر لڑکوں سے کہنے لگا" قاسم کا تو پتہ نہیں کہاں چلا گیا، دکھائی نہیں دیتا" اتنا سننا تھا کہ عابد اُلٹے پاؤں بھاگا چھوٹے

Presented by www.ziaraat.com

بازار کو عبور کر کے بڑے بازار میں آیا، دائیں بائیں بند دکانوں کے کالے کالے ستون اُسے ڈرا نہ سکے۔ یہاں سے شیخوں کے چوک میں آیا۔ راجوں کی گلی کو چیرتے ہوئے بڑی مسجد کے چوک میں نکلا۔ بڑی مسجد کے عقب سے جب مغلوں کے محلے کی طرف مڑنے لگا تو آدھی رات کے اندھیرے میں ایک پتھر سے ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ کپڑوں کو جھاڑے بغیر وہ اُسی طرح تیر بنا بھاگتا رہا۔ میر شجاعت علی کی حویلی کے ایک دروازے سے نکل کر روشنی باہر آ رہی تھی۔ دو منٹ کے لیے ٹھہر گیا۔ غصے کی ایک تیز نگاہ حویلی کے اندر ڈال کر پھر بھاگا۔ تعزیہ والوں کے مکان کے آگے سے گزرتا ہوا، قصائیوں کی مسجد کے دروازے پر آن نکلا۔ مسجد کے دروازے کے طاق میں کڑوے تیل کا دیا ٹمٹما رہا تھا۔ اپنی دونوں جوتیاں اُتار کر اِدھر اُدھر دیکھا اور نیم کے پیڑ کی کھوہ میں رکھ کر پھر دوڑنے لگا۔ علمؔ والوں کے مکان کے آگے سے گزرتے ہوئے اُس نے دیکھا کہ پانچ سات آدمی پرانے دھرانے مونڈھوں پر بیٹھے حقہ گڑگڑا رہے ہیں اور سیاست حاضرہ پر گفتگو کر رہے ہیں۔ اُنھی میں اُس کا باپ محمد حسین قریشی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ باپ نے پوچھا "کیا بات ہے عابد، یوں کیوں بھاگ رہا ہے"؟ عابد نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا "قاسم برہمنوں کی گلی میں چلا گیا"۔ باپ چیختا رہ گیا کہ "ٹھہر بتا تو سہی، آخر ہوا کیا" لیکن وہ دور بھاگتا ہی رہا۔ دو چار پتلی پتلی اندھیری گلیوں کو طے کرتا ہوا مہندی والوں کے مکان پر آیا۔ دروازے کی چوکھٹ کے ساتھ لگ کر اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔ سوچنے لگا، کیسے کہوں، کیا کہوں۔

مکان کے صحن میں سیّدوں، قریشیوں، شیخوں اور مغلوں کے محلوں اور گلیوں کی عورتیں جاجم پر بیٹھی، خانوادہ رسولؐ کا سوگ منا رہی تھیں۔ دالان کے تینوں ستونوں کی قدیم طرز کی کھونٹیوں پر لالٹین لٹکی ہوئی تھیں، ساتھ والی کوٹھری میں موم بتیاں جل رہی

Presented by www.ziaraat.com

تھیں جن کی کانپتی ہوئی روشنی دالان کے فرش پر آ کر جیسے ماتم کر رہی تھی صحن کے وسط میں ایک تخت پر سرخ کفن کی صورت میں عروسی کا جوڑا رکھا ہوا تھا۔ کونڈے میں نکاح کے چھوارے تھے تانبے کے براق طباق میں سوکھی مہندی تھی جس پر مٹی کا ایک پیالہ تھا۔ پیالے سے لوبان اور اگر بتی کا خوشبودار دھواں بل کھاتا ہوا اُٹھ رہا تھا۔ ایک سینی میں چاندی کا کٹورا تھا۔ کٹورے میں حضرت قاسمؑ کے نام کا گُڑ کا شربت چمک رہا تھا سینی کے اردگرد، عین کناروں پر موم بتیاں جل رہی تھیں۔ مجلس میں سے اکّا دکّا عورت اُٹھتی اور اپنے گھر کی طرف سے ایک نئی موم بتی جلا کر عروسی کے جوڑے کو چُوم کر چپ چاپ واپس چلی جاتی۔ تخت کے پہلو میں، نیچے جاجم پر پانچ عورتیں دُکھ بھرے لہجے میں مہندی پڑھ رہی تھیں۔

رن میں بیوہ حسنؑ یوں پکاری میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی
آج کے دن پہ جاؤں میں واری میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

مہندی پڑھنے والی عورتوں میں سے ایک عابد کی ماں تھی، عابد دروازے میں کھڑا قاسم کی والدہ یعنی اپنی خالہ کو ڈھونڈ رہا تھا۔ دیکھا کہ خالہ دالان کی طرف سے، ہاتھ میں اگر بتیاں جلائے آ رہی ہیں۔ آگے بڑھا، لیکن فوراً ہی پیچھے ہٹ گیا اور دروازے کی اوٹ میں ہو کر خالہ کے اِس طرف آنے کا انتظار کرنے لگا کیونکہ وہ اُن سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا تھا۔ اُس کی خالہ کو تخت کے پاس جانے کی جگہ نہ ملی تو وہ مجلس کے کنارے کنارے ہوتی ہوئی دروازے کے پاس نکل آئی۔ عابد نے چپکے سے آواز دی ''خالہ جی''! اُس کی خالہ نے مڑ کر دیکھا۔ عابد عجب پُراسرار انداز میں سہما کھڑا تھا۔ دل اپنی جگہ سے ہل کر رہ گیا۔ بولی ''کیا ہے عابد گشت ختم ہو گیا کیا''؟ عابد نے ڈرتے ڈرتے کہا ''قاسم برہمنوں کی گلی میں چلا گیا '' قاسم کی ماں نے اُس کا ڈرا ہوا فقرہ

Presented by www.ziaraat.com

توڑتے ہوئے چیخ کر کہا'' یا مشکل کشا یہ کیا کیا تو نے'' چیخ کی آواز سُن کر کچھ قریب کی عورتیں اُٹھ اُٹھ کر۔ '' کیا ہوا کیا ہوا'' کا شور بلند کرتی ہوئی وہاں پہنچیں۔ عابد کی ماں نے مہندی پڑھتے پڑھتے نگاہ ادھر ڈالی تو عابد کا چہرہ نظر آیا جس پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں مہندی کی کتاب ساتھ والی عورت کو دے کر ننگے سر ننگے پاؤں جلدی جلدی آئی۔ بہن سے پوچھا'' کیا ہوا فردوسی''؟

فردوسی نے بہن کو سینے سے لگا لیا۔ آواز گلے میں رُندھ گئی۔ '' بتول، میری سولہ برس کی کمائی لٹ گئی''۔

بتول نے اپنے بیٹے سے کہا'' جانہار، تو پیغام لاتا مر نہ گیا۔ کل سے پٹخ رہی تھی، مہندی نہیں نکالنی، نہیں نکالنی، لیکن نامراد '' اُس نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ کر، دانت کچکچا کر زن سے ایک تھپڑ عابد کے کلّے پر رسید کیا۔ عابد کلّا سہلاتا رہ گیا۔ ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ قاسم کی ماں نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے عابد کا سر بھینچ لیا۔ پھر اُنگلیوں سے چٹ چٹ اُس کی بلائیں لینے لگی'' اسے کیا کہے ہے بتول میرا ہی نصیبہ پھوٹا ہوا ہے'' یہ کہہ اُس نے پھر مشکل کُشا کی دہائی دی۔ پھر وہیں کچی مٹی پر سجدے میں جا گری۔ گہرے سیاہ رنگ کا دوپٹہ اُس کے وجود پر پڑا ہوا ایسی مقدس فضا پیدا کر رہا تھا کسی عورت کو بھی اُسے دلاسہ دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپس ہی میں باتیں کرتی رہیں۔ ایک بولی'' ہائے ہائے بیچاری کا اکلوتا ہے''،

دوسری بولی'' شوہر کو مرے ابھی تین ماہ بھی نہیں ہوئے ہیں۔''

تیسری بولی'' دو قاسموں کا ماتم ہو گیا''

قاسم کی ماں اُسی طرح سجدے میں پڑی اپنے دل سے خاموش دعائیں مانگ رہی تھی'' اے پروردگار، اس گھر کی لاج تیرے ہاتھ ہے۔ میرے قاسم کو خیر سے گھر بھیجو!

Presented by www.ziaraat.com

نہیں تو ''بتول نے آگے بڑھ کر اپنی بہن فردوسی کو سجدے سے اُٹھانے کی کوشش کی، لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔عورتیں بولیں،''رہنے دے بہن۔آخر ممتا کلیجہ کیسے ٹھنڈا کرے۔'' یہ فقرہ سن کر فردوسی خود بخود اُٹھی اور دوپٹے کا پلّو پھیلا کر چیخنے لگی ''مشکل کشا''!اِس گھر کا چراغ بجھ گیا تو میں تیرا گریبان پکڑ لوں گی۔''عورتیں رونے لگیں۔روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔دوپٹوں کے کنارے آنسوؤں میں بھیگ گئے۔قاسم کی ماں کو ایک لہر آئی اور پھر سجدے میں جا گری۔بتول نے آنسو ضبط کرتے ہوئے کہا''اِس گھر پر اللہ میاں کا کچھ ایسا کرم ہے کہ۔ ''آنسو ضبط نہ ہو سکے،فقرہ نامکمل رہ گیا اور ''کیا بتاؤں'' کے دو لفظ حلق میں اٹک کر رہ گئے۔فردوسی نے سجدے میں ایک ہوک بلند کی اور دل ہی دل میں منت مانگی،یا قاسمؑ!میرا قاسم صحیح سلامت گھر آ گیا تو میں اگلے برس تیری مہندی سونے کے کلس سے نکالوں گی''!

عابد نے جب یہ دیکھا کہ خالہ کسی طرح سجدے سے سر اُٹھا کر اُس کی باتیں نہیں سنتی ہیں اور ماں برابر اُسے غصّے کی نظروں سے کھائے جا رہی ہے،تو وہ چپ چاپ آنسو بہاتا ہوا گھر سے باہر نکلا اور دروازے پر بنی ہوئی چوکی پر بیٹھ گیا۔گلی میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔اندر سے رونے اور سسکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔اُس نے اُنگلی سے اپنا ایک موٹا سا آنسو پونچھ کر،اپنا سر دیوار کے ساتھ لگا لیا۔دروازے کے دوسری طرف کی چوکی خالی پڑی تھی،حالانکہ آج صبح وہاں قاسم بیٹھا ہوا مہندی نکالنے کی سخت مخالفت کر رہا تھا۔سن چھیالیس کا زمانہ تھا۔عام انتخاب سر پر کھڑے تھے،ہندوستان بھر میں ہندو مسلم فسادات کی آگ بھڑکی ہوئی تھی جس کے شعلے حسن گڑھ کی گلیوں اور دکانوں میں بھی آ گئے تھے۔قاسم ان شعلوں سے تو نہیں ڈرا تھا کیونکہ وہ ان کے مفہوم ہی سے آگاہ نہ تھا۔وہ تو اس بات سے سہا ہوا تھا کہ تین ماہ پہلے اُس کا باپ اِنہی شعلوں

Presented by www.ziaraat.com

کی لپیٹ میں آ کر جھلس گیا تھا۔ گاؤں میں گئوکشی کے مسئلے پر اچانک ہندوؤں اور مسلمانوں میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ جھگڑا ختم ہوا چاہتا تھا کہ چندر بھان نمبر دار نے ایک اور قضیہ کھڑا کر دیا۔ کہنے لگا ''اب کے تعزیہ برہمنوں کی گلی سے گزرا تو ہم ٹخنے توڑ دیں گے'' قاسم کے باپ کاظم علی کو جوش آ گیا ''تعزیہ تو نکلے گا سو نکلے گا، میں ابھی جاتا ہوں، دیکھتا ہوں کون میرے ٹخنے توڑتا ہے''، اتنا کہہ کر وہ تیزی سے چلتا ہوا برہمنوں کی گلی میں گھس گیا۔ پنچایت کے ہندو مسلم ارکان اُس کے پیچھے بھاگے، تھوڑی دیر بعد گلی سے اُس کی لاش ہی واپس آئی تھی، قاسم نے اسی لیے کہا تھا ''عابد، اگر میں مہندی نکالوں گا تو برہمنوں کی گلی میں ضرور جاؤں گا قسم حضرت عباسؑ کی''

عابد بولا ''ہاں یار، ہم کیا کسی سے ڈرتے ہیں۔ سُسروں کا بھرکس نکال دیں گے''

قاسم نے اپنے اندیشے کا اظہار کیا ''بھیّا۔ اب کے تعزیے اور علَم نکالنے پر بھی پابندی ہے۔ ہم نے مہندی نکالی تو مارے جائیں گے قسم مولا علیؑ کی۔''

عابد نے ہمت بندھائی ''بڑا ہی ڈرپوک ہے یار۔ مہندی تو ہم بچے نکالیں گے۔ شور نہیں مچائیں گے۔ بس اپنی گلی کے بچے ہوں گے۔''

قاسم کہنے لگا ''اچھا ایک ترکیب کر ضلع سے پولیس آئی ہوئی ہے ہم دونوں تھانیدار کے پاس چلتے ہیں۔ اُس سے کہتے ہیں کہ مہندی نکالنے دو۔ چپ چپاتے نکالیں گے۔ کربلا تک جائیں گے اور آ جائیں گے۔ ایک دو سپاہی مانگ لیں گے اُس سے۔''

عابد کا منہ بن گیا ''تھانیدار ہندو ہے۔ وہ کبھی نہیں مانے گا۔''

قاسم یہ برداشت کر سکتا تھا کہ مہندی نکال کر اور برہمنوں کی گلی میں جا کر مر جائے، لیکن یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اُس کا خالہ زاد بھائی اُس سے روٹھ جائے۔

عابد نے ایک لمبی آہ بھری، جس کا مطلب یہ تھا کہ میں قاسم کے ساتھ ہی برہمنوں

Presented by www.ziaraat.com

کی گلی میں کیوں نہ چلا گیا۔ سر کو جھٹکا دے کر وہ تیزی سے اُٹھا اور گلی کے گھپ اندھیرے میں آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ قاسم کی تصویر آنکھوں میں پھرنے لگی تو واپس مڑ گیا ''وہ مجھے بے وفا کہے گا۔'' صبح جب دونوں دروازے کی چوکیوں پر بیٹھے، مہندی نکالنے نہ نکالنے کے مسئلے پر غور کر رہے تھے، اُس وقت قاسم نے ازراہِ مذاق کہا تھا ''دیکھ میں تو گلی میں چلا بھی جاؤں گا، لیکن تو ایسا بے وفا ہے کہ وہیں کھڑا تماشا دیکھتا رہے گا۔'' عابد کو پھر جوش آیا اور پھر واپس پلٹ گیا ''میں بھی اُس کے ساتھ ہی مر جاؤں گا''

اپنی گلی کا موڑ مڑ کر وہ دوسری گلی میں آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا چل رہا تھا ننگے پاؤں زمین پر اتنی خاموشی سے پڑتے کہ ہلکی سی آواز بھی بلند نہ ہوتی کبھی کبھی کوئی اینٹ، کوئی روڑا اُس کے پیروں سے ٹکرا جاتا تھا تو ایک ہلکی سی، طبیعت کو جھنجھوڑنے والی آواز پیدا ہو جاتی تھی۔ گزرے ہوئے دن کے واقعات اُس کے دماغ میں تیزی سے گھوم رہے تھے قاسم نے عابد کے بنے ہوئے منہ کو ہنسانے کی خاطر کہہ دیا تھا، ''اچھا میاں تیری مرضی۔'' دروازے کی چوکیوں پر سے اُٹھ کر دونوں گھر میں چلے گئے۔ والدہ سے ضد کر کے چابیوں کا گُچھا لیا۔ دالان کے ساتھ والی کوٹھری کا قفل کھولا کوٹھری عجیب وغریب گھٹی ہوئی خوشبوؤں سے مہکی ہوئی تھی۔ مہندی پچھلے برس سے آج تک جوں کی توں رکھی تھی۔ چاروں کونوں پر بانس کی کھپچیاں تھیں، کھپچیوں کے سروں پر چاندی کے چمکتے ہوئے چھوٹے چھوٹے نقشین کلس تھے۔ دونوں نے مہندی کا ڈھانچا اُٹھایا اور صحن میں لا کر رکھ دیا۔ خوب غور سے چاروں طرف سے مہندی کا معائنہ ہوا۔ قاسم اپنے بستے سے کاپی اور پنسل اُٹھا لایا۔ اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا۔

۱۶۔ سبز کاغذ	ایک روپے آٹھ آنے کا
۶۔ کاغذ سرخ	بارہ آنے کا

Presented by www.ziaraat.com

۶۔سیاہ کاغذ برائے پردہ دس آنے کا

سُتلی چار آنے کی

دھاگہ آٹھ آنے کا

قاسم نے سر اٹھا کر پوچھا ''اور کیا آئے گا''؟

عابد نے سوال کرتے ہوئے جواب دیا''گنبد پر کیسا کاغذ چڑھانا ہے؟ چمکیلا یا سادہ، چمکیلا تو چھ آنے کا ایک آتا ہے بھیّا''۔

قاسم کہنے لگا'' سادہ ہی چڑھا لیں گے یار۔اگلے برس دیکھا جائے گا۔اب کے ابا جی بھی تو فوت ہوئے ہیں۔سادہ ہی ٹھیک ہے۔''

عابد بولا''ہاں سادہ ہی ٹھیک ہے میں اپنے گھر سے لے آؤں گا۔''

''جا تو پھر جلدی سے لے آ۔میں اتنے میں امی سے پیسے مانگتا ہوں۔''

عابد اپنے گھر سے سادہ کاغذوں کے ساتھ ساتھ ایک پھٹا پرانا بانس بھی اُٹھا لایا۔ سارا مسئلہ ہی ختم ہو گیا۔دونوں بھاگے بھاگے چھوٹے بازار گئے اور بھگوان سنگھ کی دوکان سے رنگ برنگے کاغذ خرید لائے۔آٹا چھان کر لئی پکائی اور مہندی سجانے بیٹھ گئے۔ دھوپ کے ساتھ ساتھ وہ اور اُن کی مہندی بھی سرکتی رہتی،بانس کی چھوٹی چھوٹی کھپچیاں دھاگوں سے کس کر باندھیں۔سبز کاغذ کی کئی کئی تہیں کر کے بال کاٹیں اور کھپچیوں پر چسپاں کر دیں۔چاروں طرف عین وسط میں سیاہ کاغذ کے پردے لٹکا دیئے۔گنبد پر سادہ کاغذ چڑھایا اور اوپر سے نیچے تک چند رنگین لڑیاں گرائیں۔مہندی سج سجا کر دلھن بن گئی تو ماں کو بھی احساس ہوا کہ یہ سچ مچ ہو رہا ہے۔گرجنے لگی''ارے میرے دُولھا، ایک تو چلا گیا تو بھی جائے گا۔'' آس پڑوس میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔محلّے کی بی بیاں ایک ایک کر کے جمع ہوئیں۔عابد کی دادی نے کہا''اری فردوس، تیرا کیا بگڑے ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

بچے خوش ہو رہے ہیں تو ہونے دے۔"

"ناں بی بی، یہ خوشی کا کون سا مقام ہے کوئی میلہ ٹھیلہ تو ہے نہیں۔"

دوسری آوازیں بڑھیا کی آواز سے متفق تھیں۔ "مہندی ضرور نکلنی چاہیے۔ بڑے تھوڑا ہی نکال رہے ہیں۔ بڑی مسجد کے چوک تک جائیں گے۔ ایک دو مرثیے پڑھ کر واپس آجائیں گے"

فردوسی بولی، شجاعت علی پھر اپنے چھیتوں کے پاس پہنچ جائے گا تعزیے تو رکوا دیئے ہیں اُس نے مہندی بھی رُکوا دے گا۔"

محلّے کی ایک عورت کڑکی۔ "اجی لو، رُکوا دے گا۔ اُسی کمینے کا راج ہو گیا جیسے اپنی رئیسیت بگھارتا پھرتا ہے۔ عورتوں کی مجلس کو کوئی نہیں کہہ سکتا۔"

رفتہ رفتہ قاسم کی ماں کا دل بھی موم ہو گیا۔ وہ پتھر تھا ہی کب۔ وہ تو پہلے ہی یہ چاہتی تھی کہ مہندی ہر قیمت پر نکلنی چاہیے۔ اگر اس دفعہ مہندی نہ نکلی تو اُس کے مرحوم شوہر کی رُوح تڑپے گی۔ کہے گا کہ میں نہیں تھا تو بیوی نے میرے باپ دادا کی روایت کو ختم کر دیا۔ وہ تو ایسا جانہار تھا کہ چندر بھان کی ایک ذرا سی للکار پر چل بسا۔ اُسے البتہ قدرے یہ اطمینان تھا کہ تعزیے والوں اور علم والوں نے بھی تو چپ سادھ رکھی ہے اب کے۔ لیکن مرحوم شوہر کے خیال سے وہ تڑپ کے رہ گئی۔ اپنے اکلوتے قاسم کی طرف دیکھا جو ابھی تک مہندی سجا رہا تھا۔ اُس کے پاس گئی "قاسم مہندی نکالنی ہے تو ایک شرط پر" "کیا"؟

"برہمنوں کی گلی میں نہ جانا اور چپ چاپ واپس آجانا"

عابد نے پوچھا "تو خالہ، کیا مرثیہ بھی نہ پڑھیں"؟

قاسم نے ماں سے کہا "ہمارے پاس نیچے کا کپڑا تو ہے نہیں۔" ماں نے اپنا دُھلا ہوا

Presented by www.ziaraat.com

ریشمین سرخ دوپٹہ دے دیا۔ دوپٹے کے چاروں پلّے مہندی کے چاروں کونوں سے باندھے گئے۔ مسلمان محلوں کی عورتیں پہلے ہی اپنی اپنی مُرادیں دل میں چھپائے جمع ہوگئی تھیں۔ سب سے پہلے قاسم کی ماں نے پڑیا کھول کر سوکھی مہندی کپڑے پر ڈال دی۔ اس کے بعد تو تانتا بندھ گیا۔ ایک ایک عورت نے سوکھی مہندی پڑیا کھول کھول کر کپڑے میں ڈھیر کر دی۔ عورتیں کپڑے میں مہندی ڈالتے وقت بڑے مقدس انداز میں آنکھیں بند کر لیتی تھیں اور دل ہی دل میں حضرت قاسمؑ کی منت مانتے ہوئے کچھ بڑبڑاتی تھیں۔ کپڑا بوجھ سے لٹک گیا، مہندی کا اگلا سرا قاسم کے کندھے پر تھا اور دوسرا سرا عابد کے کندھے پر۔ کچھ عورتوں نے جن کی منّتیں اور مُرادیں اُن کے نزدیک خاص الخاص تھیں، مہندی کی چھت پر موم بتیاں جلا دیں۔ کسی عورت نے مہندی پر گلاب چھڑکا اور چاروں کلسوں پر عطر لگایا تو ایک بچے نے بآواز بلند کہا، "بول نعرہ یا حسینؑ۔" سب بچوں نے "یا حسینؑ یا حسینؑ" کے نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ اِدھر زبان پر حسینؑ کا نام آتا تھا اُدھر اُن کا ہاتھ چھاتی پر جاتا تھا۔ اونچی نیچی آوازوں کے تال میل نے ایسا سماں باندھا کہ مائیں اور بہنیں اپنے اپنے پیار کو ضبط نہ کر سکیں۔ آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ قاسم کی ماں نے کہا "چلو بی بیو، چل کر مجلس برپا کرو۔ بتول مرثیہ شروع کرے گی۔" بچے باری باری مہندی کو کندھا دیتے ہوئے باہر جانے لگے تو قاسم کی ماں نے بیٹے سے کہا اب دس بجے ہیں۔ ایک بجے تک واپس آجانا۔ رات بھر کا گشت اگلے برس لگانا میرے چاند۔

باہر نکل کر مہندی گلی میں رکھ دی گئی۔ ایک بچہ دوڑ کر اپنے گھر سے لالٹین اُٹھا لایا۔ کل تین لالٹینیں ہو گئیں۔

دوسرا بچہ، جو خاصا خوش گلو تھا اور ہر برس مرثیہ پڑھا کرتا تھا، کہنے لگا "ہاں بھئی

Presented by www.ziaraat.com

مہندی والوں کی اجازت ہو تو شروع کریں"

کاظم علی کی جگہ قاسم علی نے سنبھال رکھی تھی۔ بولا "اجازت ہے۔ عابد والا نوحہ پڑھیں" اُس کے ساتھ دو بچے اور بھی مل گئے تینوں نے بیک آواز ہو کر سوز کی طرز میں شروع کیا:۔ "رو رو کے یہ عابد کہتے تھے" باقی تمام بچوں نے اسی طرز میں دہرایا "رو رو کے یہ عابد کہتے تھے" تینوں نے اس مصرع کی خوب تکرار کرائی اور جب سب کا دل متوجہ ہو گیا تو اُنھوں نے لہجہ تیز کر کے کہا، کعبے کے مسافر لوٹ لیے۔ بچوں نے اُسی تیز لہجے سے جواب دیا "کعبے کے مسافر لوٹ لیے"

آواز کی یہ تکرار جب اُن کی روحوں پر چھا گئی تو قاسم کو ایک جھرجھری سی آئی۔ دوڑا دوڑا گھر آیا اور عورتوں سے بچتا بچاتا کمرے میں چلا گیا۔ الماری سے زنجیر نکال کر کُرتے کے نیچے چھپا رہا تھا کہ ماں آگئی "نہیں قاسم، یہ حرکت نہیں ہوگی۔"

قاسمؑ نے رحم طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ماں سے اجازت چاہی ابا جی ماتم کیا کرتے تھے اِن سے"

"ہاں ہاں کیا کرتے تھے۔ تو بھی کرلیجیو۔ ساری عمر پڑی ہے ابھی ماں نے زنجیر چھینتے وقت ایک بار پھر تاکید کی کہ برہمنوں کی گلی میں نہ جانا چاند، جان کا خطرہ ہے۔

قاسم واپس آیا۔ دونوں بھائیوں نے "یا حسینؑ" کا نعرہ لگا کر مہندی اُٹھائی۔ بچے آپ ہی آپ دو قطاروں میں بٹ گئے۔ مرثیہ کے بول دہراتے ہوئے یہ چھوٹا سا جلوس گلی سے نکل کر علم والوں کے پاس آیا تو مونڈھوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے خوش ہو کر کہا "شاباش شاباش"

ایک شخص جو زنجیر کے ماتم کی وجہ سے دُور دُور تک مشہور تھا، کہنے لگا ڈپٹی کمشنر نے تھانیدار بھیج کر کیا کر لیا۔ ہمیں قید کر کے بٹھا دیا، یہ نہ دیکھا کہ ہمارے اولاد بھی ہے"

Presented by www.ziaraat.com

خالو محمد حسین نے بھی اُن کے دماغ پر نصیحت کا ایک ہتھوڑا جمایا تھا قاسم! برہمنوں کی گلی میں نہ جانا چوک سے واپس آجانا۔"

قاسم نے "اچھا جی" کہہ کر عابد سے چپکے سے کہا تھا۔ ہم بھی اصل کے ہوئے تو برہمنوں کی گلی چھوڑ، کربلا تک جائیں گے۔ ضرور جائیں گے۔"

عابد نے باپ کی طرف دیکھ کر کہا تھا "ہاں یار، یہ ہمارے بڑے پتا نہیں اتنا کیوں ڈرتے ہیں۔ دیکھا جائے گا جو کچھ ہوگا۔"

اندھیرے میں عابد کا پاؤں گلی کے چونچے میں جا پڑا۔ پاؤں زمین پر رگڑتے ہوئے اُس نے علم والوں کی بیٹھک کی طرف دیکھا۔ وہاں اب کوئی بھی نہیں تھا۔ مونڈھے رکھے تھے۔ حقّہ بھی بیچ میں رکھا تھا۔ حقے کی پیچواں نے چلم پر رکھی تھی، لیکن اُن پانچ سات آدمیوں میں سے ایک بھی نہ تھا جو تھوڑی دیر پہلے یہاں بیٹھے سیاست حاضرہ پر گفتگو کر رہے تھے۔ عابد سمجھا کہ ہو نہ ہو برہمنوں کی گلی گئے ہوں گے۔ اُس کے جسم پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔ آج کے سارے ہنگامے کا ذمہ دار وہ خود کو سمجھ رہا تھا۔ اُسی نے علی الصباح قاسم کو سوتے سے جگا کر کہا تھا "ابے آج ساتویں ہے۔ ابھی تک سویا پڑا ہے، مہندی نہیں نکالنی قاسم نے جواب دیا تھا "نہیں نکالنی بھائی۔ پابندی لگی ہوئی ہے۔" اور رفتہ رفتہ اُس نے قاسم چھوڑ، قاسم کی ماں اور محلّے کی عورتوں کو بھی منا لیا تھا۔ برہمنوں کی گلی جانے کی ترغیب اُسی نے دی تھی۔ جب بچوں کا جلوس بڑی مسجد کے چوک میں جا کر ٹھہر گیا تھا تو اُسی نے قاسم کو ایک طرف لے جا کر کہا تھا۔

"برہمنوں کی گلی نہ جانا"

قاسم نے کہا تھا جانا ہے، ضرور جانا ہے"

عابد نے اُسکے ارادے کو مزید مضبوط کر دیا تھا "تیرے ابّا جی کو بھی اُنھوں نے ہی

Presented by www.ziaraat.com

مارا تھا۔ ہم اُنھی سالوں کی گلی سے گزریں گے۔ دیکھیں گے کیا کریں گے۔

جلوس برہمنوں کی گلی کے منہ پر جا کر ٹھہر گیا تھا۔ ماتم بھی رُک گیا تھا۔ بچے ڈر گئے تھے سبھی کہہ رہے تھے، ''ہم اندر نہیں جائیں گے، واپس چلو''

قاسم بولا ''مہندی کربلا تک جائے گی جائے گی کوئی نہیں روک سکتا'' ایک لڑکے نے کہا'' کربلا تک جانا ہے تو کیا یہی راستہ رہ گیا ہے۔ باہر کھیتوں کی طرف سے چلتے ہیں۔

قاسم گرجا'' چپ رہ بے مرغی کے یہ گلی کاہے کے لیے بنی ہے''

برہمنوں کی گلی واقعی اسی لیے بنی تھی۔ کبھی پچھلے وقتوں میں حسن گڑھ میں اسی بات پر جھگڑا ہوا تھا کہ تعزیے کا راستہ کون سا ہونا چاہیئے مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ ہمارے باپ دادا کے زمانوں سے یہی راستہ ہے تو ہم کیوں بدلیں۔ غیر مسلم بالخصوص باہمن اور جاٹ یہ کہتے تھے کہ راستہ بدل دیا جائے گا تو کون سی قیامت آجائے گی۔ کافی عرصہ مقدمہ چلا۔ آخر ایک انگریز افسر نے آکر فیصلہ دیا کہ تعزیہ اگلی گلی سے گزرے گا کیونکہ ماضی میں یہیں سے گزرتا آیا ہے۔ برہمنوں نے چار و ناچار قبول کرلیا۔ لیکن وہ شرارت سے باز آنے والے کب تھے۔

انھوں نے اپنے مکانوں کے آگے چھجے اس ترکیب سے بڑھائے کہ اس طرف کے چھجے دوسری طرف کے چھجوں سے ملتے ہوئے نظر آتے تھے۔ بمشکل ایک فٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ ادھر سے راجوں نے اپنے تعزیوں کی تعمیر کا نمونہ بدل دیا۔ اُنھوں نے پچاس فٹ کا تعزیہ بنایا۔ کرسی چار گز لمبی اور تین گز چوڑی رکھی۔ کرسی پر چار منزلیں اوپر تلے باندھ دیں جو ایک دوسری سے چھوٹی ہوتی چلی جاتی تھیں۔ چوتھی منزل کے اوپر روضہ تھا۔ روضے کے اوپر چھتری تھی۔ چھتری گلی کے چھجوں تک پہنچ جاتی تھی۔ چھجوں سے اُوپر کا بندوبست اُنھوں نے یہ کیا کہ ایک ایسا مخروطی مینار چھتری پر رکھ دیا جس کا

Presented by www.ziaraat.com

اوپر کا سرا بالکل نوکیلا تھا۔ اس تعزیے کو برہمنوں کی پتلی گلی عبور کرنے میں چار چار گھنٹے لگ جاتے تھے۔ دھانک کہار جن کے کندھوں پر اس تعزیے کا بوجھ ہوتا۔ تھک تھک جاتے۔ لیکن ثواب کمانے کی خاطر وہ برداشت کرتے رہتے۔ بعض اوقات یہ جذبہ اُن پر اتنا طاری ہوتا کہ وہ تعزیے کا بوجھ قصداً بیساکھیوں کے بجائے اپنے کندھوں پر ڈالے رکھتے قریشیوں اور سیّدوں کے تعزیے قد وقامت میں اتنے چھوٹے ہوتے تھے کہ گلی میں سے آسانی سے گزر جاتے، مشکل صرف راجوں والے تعزیے کو پیش آتی تھی، اُس وقت سے پچھلے برس تک یہ عالم رہا تھا کہ کسی کو چھیڑ خانی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ چھیڑ خانی تو کیا، اُلٹا وہ اسے ثواب کا وسیلہ سمجھنے لگے تھے، ہندو عورتیں تعزیے کی چھتری پر پھولوں کے ہار ڈال کر اور مخروطی مینار کو چھونے سے یہ سمجھتی تھیں کہ پاک ہوگئیں۔ وہ سارا سال اپنے دل میں کوئی منت پکارتی رہتیں اور عاشورے کو گلی کے چھجوں پر جمع ہو جاتیں، اُن کے مرد جلوس کے لیے راستہ چھوڑنا معاشرتی کیا مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ لیکن اب کے حالات نے پھر پلٹا کھایا تھا۔ محرم سے تین ماہ پیشتر ہی اُنھوں نے قاسم کے والد کو ڈھیر کر دیا تھا اور آج رات کے اندھیر میں جب عابد ڈرتا کانپتا خود مُجرمی کے احساس کو دل میں لیے برہمنوں کی گلی میں پہنچا تو وہاں پورے حسن گڑھ کے مسلمان جمع تھے، گلی کے نکڑ پر چبوترے پر تھانیدار آرام سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ایک کرسی پر میر شجاعت علی بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ پیچھے تین سپاہی بندوقیں تانے کھڑے تھے۔ عابد بچوں کے ساتھ جاملا، ''سپاہی اندر گلی میں گئے ہوئے ہیں۔ بڑی دیر ہوگئی۔ ابھی تک کچھ پتا نہیں چلا''۔ عابد ہجوم کو چیرتا ہوا آگے نکلا۔ دیکھا کہ پاس ہی باپ کھڑا ہے۔ بیٹے سے پوچھا، ''گھر بتا آیا''؟ عابد بولا ''ہاں'' محمد حسین نے اپنے باپ سے کہا اُس کی ماں مر جائے گی غریب یہ کہہ کر آگے بڑھا اور تھانیدار سے

Presented by www.ziaraat.com

کہا ''جناب، آپ خود تکلیف کر کے اندر جائیں، وہ آپ کے بغیر نہیں مانیں گے'' ایک سپاہی نے ٹارچ کی تیز روشنی محمد حسین پر پھینکی۔ عابد کی آنکھیں چندھیا کر رہ گئیں۔ خاموشی پھر چھا گئی، تھوڑی دیر بعد چند سپاہی، جن میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی، ہاتھوں میں نچی ہوئی مہندی اُٹھائے نمودار ہوئے۔ سیاہ کاغذ کے پردوں کا وجود تک نہ تھا۔ گنبد بھی غائب تھے۔

چاندی کے کلس الگ ندارد۔ وہ کپڑا بھی، جس میں مرادوں بھری سُوکھی مہندی کا ڈھیر لگا ہوا تھا، موجود نہیں تھا۔ وہ مہندی جسے سارا سال بیماروں محتاجوں اور حاجت مندوں میں چٹکی چٹکی تقسیم ہوتا تھا۔ بانس کی کھپچیوں کا ایک ڈھانچا تھا جو اُنھوں نے تھانیدار کے آگے لا کر رکھ دیا۔ کسی کو جوش آ گیا۔ بآواز بلند چیخا!

''نعرہ تکبیر'' مجمع نے جواب میں ایک ہی آواز نکالی ''اللہ اکبر'' تھانیدار سٹپٹا کر کھڑا ہو گیا۔ جیب سے پستول نکال لی ''خاموش رہو، ورنہ مجھے کوئی اور طریقہ استعمال کرنا پڑے گا''۔ سب خاموش ہو گئے۔ محمد حسین ایک آدمی کے ہاتھ سے لالٹین چھین کر آگے بڑھا اور دھیمی روشنی میں مہندی کا حلیہ دیکھنے لگا۔ ایک سپاہی نے بندوق کا بٹ اُس کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا ''پرے رہو'' تھانیدار نے نرم لہجہ اختیار کر لیا ''صبر کرو۔ ابھی آپ ہی کے حوالے کر دی جائے گی'' سپاہیوں کو ساتھ لے کر وہ خود گلی میں چلا گیا اور چند سپاہیوں کو وہ نکڑ پر کھڑا ہونے کا حکم دے گیا۔ چند ہی منٹوں کے بعد واپس آیا۔ اُس کے پیچھے پیچھے چار پانچ سپاہی قاسم کو اُٹھائے لا رہے تھے ایک سپاہی نے دونوں ہاتھوں سے اُس کا سر تھاما ہوا تھا۔ دو سپاہیوں نے اُس کی دونوں ٹانگیں اور باقیوں نے جسم کے مختلف حصّوں کو سہار رکھا تھا۔ زمین پر لٹا دیا پیشانی سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا۔ کپڑوں پر جگہ جگہ تازہ خون کے چھینٹے پڑے ہوئے تھے۔ ناک بالکل پِس گئی تھی

Presented by www.ziaraat.com

بازوؤں اور گردن پر گہرے زخم لگے تھے۔

تھانیدار نے ہیڈ کانسٹیبل سے پوچھا۔ ''کیا ٹائم ہوا ہے''؟

ہیڈ کانسٹیبل نے جواب دیا ''ایک بجا ہے حضور'' سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف

تھانیدار اپنی جیب سے ڈائری نکال کر کچھ لکھنے لگا۔ ایک شخص قریب ترین گھر سے ایک چارپائی اور چادر لے کر آیا۔ سپاہیوں نے قاسم کو چارپائی پر لٹا دیا۔ ایک سپاہی نے اُس پر چادر ڈال دی۔ چند معززین محمد حسین کے ہمراہ آگے بڑھے۔ ایک تجربہ کار اور مرتی ہوئی زندگی کے نبّاض بوڑھے شخص نے نبض ٹٹولی اور محمد حسین کی طرف مایوس نظریں اُٹھا کر بولا ''اللہ کو پیارا ہوا'' محمد حسین کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب اُمنڈ آیا۔ عابد دوڑ کر قاسم کے پاس پہنچا۔ سرہانے کی طرف بیٹھ کر چادر کا پلّو اٹھایا۔ اندھیرے میں انگلیوں سے چہرے کے نقوش ٹٹولے تو گیلے گیلے گاڑھے خون کا لیس اُنگلیوں میں چپ چپانے لگا۔ عابد کی چیخ نکل گئی۔ ''بھائی قاسم''۔ دفعتاً ہجوم کے ایک گوشے سے ایک آواز بلند ہوئی ''نعرۂ تکبیر'' تمام آوازیں جواب دینے کے لیے پہلے ہی تیار تھیں ''اللہ اکبر''۔ عابد نے کھڑے ہو کر قاسم سے کہا۔ میں بھی تیرے ساتھ ہی جاؤں گا۔ کچھ ایسے ہی جذباتی فقرے اپنے آپ سے کہتا ہوا۔ برہمنوں کی گلی میں دوڑتا ہوا چلا گیا۔ اُس کے پیچھے پیچھے بچے بھی نعرے لگاتے ہوئے اندر گھس گئے۔ ہجوم مشتعل ہو کر قاسم اور مہندی کی طرف لپکا۔ دو آدمیوں نے مہندی اُٹھائی کچھ آدمیوں نے قاسم کی چارپائی کو کندھا دیا۔ تھانیدار نے سپاہیوں کو فائر کا حکم دیا لیکن کسی سپاہی نے بھی اُس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ تھانیدار نے ایک گھبرائی ہوئی نظر میر شجاعت علی پر ڈالی اور پستول نکال کر گلی کے نکڑ پر کھڑا ہو گیا۔ ایک کالی ڈاڑھی والا شخص تھانیدار کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا اور ہجوم سے کہا۔ ''تم کسی کی پرواہ نہ کرو''۔ پھر اُس نے مرثیہ خوانوں سے چیخ کر کہا ''مرثیہ

Presented by www.ziaraat.com

کیوں نہیں پڑھتے، آخر کس دن کام آؤ گے۔'' مرثیہ خوانوں نے آپس میں مشورہ کیا اور نوحہ پڑھنا شروع کیا۔

رن میں قاسم کی شادی رچی ہے

ہجوم بیک جنبشِ لحہ جلوس بن گیا۔ ایک ایک شخص نے جواب دیا۔

رن میں قاسم کی شادی رچی ہے

یہی ایک بول دہراتے ہوئے جلوس برہمنوں کی گلی میں گھستا چلا گیا۔ تھانیدار وہاں سے ہٹ کر پھر وہیں اپنی آرام دہ کرسی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ پندرہ کے پندرہ سپاہی اُس کے پیچھے قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ میر شجاعت علی تھانیدار کو سلام کیے بغیر کھسک کر اپنی حویلی چلا گیا۔ دیکھتے دیکھتے سارا جلوس برہمنوں کی گلی میں اٹا اَٹ بھر گیا۔ برہمنوں نے دروازوں میں تالے چڑھا دیئے۔ تپلی گلی کے اندھیرے میں چار لالٹینوں کی ہلتی ہوئی اندھی روشنی فضا میں ماتم کے رنگ پر رنگ چڑھا رہی تھی۔ گلی کے اگلے سرے پر بچے ماتم کر رہے تھے۔ اُن کا نوحہ بڑوں کے نوحے سے مختلف تھا۔ اُن کی زبانوں پر بس ایک ہی بول تھا،

اُٹھا کوئی جنازہ پھر فاطمہؑ کے گھر سے

پوری گلی حسن گڑھ کے تمام مسلمان مَردوں سے بھری ہوئی تھی۔ خلاف معمول اب کے صف بندی کا دستور قائم نہ رہ سکا تھا۔ ماتم کے لیے اُٹھے ہوئے ہاتھ دوسرے ماتمیوں کے ہاتھوں میں اُلجھ اُلجھ جاتے تھے۔ چھاتی کوٹنے کی آواز میں بھی خاصی بے ترتیبی تھی، پاؤں الگ کیچڑ میں لت پت ہو گئے تھے لیکن زبانوں پر ایک ہی صدا تھی۔

رن میں قاسمؑ کی شادی رچی ہے

گھنٹوں اِس مصرع کی تکرار ہوتی رہی۔ آخر جب پڑھنے والوں نے مرثیہ آگے

Presented by www.ziaraat.com

بڑھاتے ہوئے اپنی مخصوص طرز میں کہا!

''دو دِلوں میں قیامت اُٹھی ہے''

تو محمد حسین بولا'' آگے بڑھتے جاؤ، آگے بڑھتے جاؤ'' جلوس جو گلی میں جم کر رہ گیا تھا، اب قدم بہ قدم آگے سرکنے لگا۔ گلی سے نکلتے ہی ایک ٹیلہ آتا تھا۔ جلوس ٹیلے پر چڑھتا ہوا نیچے اُترا کھیتوں کے بیچوں بیچ ایک پگڈنڈی پر ہوتا ہوا کربلا پہنچا جو گاؤں سے کوئی نصف میل پر تھی۔ کربلا کا میدان کافی وسیع تھا۔ چاروں طرف کوئی ایک ایک گز اونچی دیوار بنی ہوئی تھی۔ صدر دروازے میں داخل ہوتے ہی ماتم کا جوش عروج پر پہنچ گیا۔ ''یا حسینؑ یا حسینؑ''۔ قاسم کی چارپائی اور مہندی کربلا کے وسط میں رکھ دی گئی۔ جلوس چارپائی کے گرداگرد جمع ہو کر ایک ڈھیر سا بن گیا۔ ''یا حسینؑ'' کا وہ غلغلہ بلند ہوا کہ تھوڑی ہی دیر بعد لوگ نڈھال نڈھال ہو ہو گئے گر گر کر سنبھل رہے تھے۔ ایک بزرگ نے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر ماتم بند کرنے کی التجا کی، اور اُٹھے ہوئے ہاتھ وہیں کے وہیں رہ گئے۔

چارپائی کے نزدیک ہی ایک گڑھا کھودا جا رہا تھا۔ عابد اور چند لڑکے مہندی پر لگے ہوئے بچے کھچے سبز سرخ کاغذ اُتار رہے تھے اور چوم چوم کر ایک کپڑے پر رکھ رہے تھے۔ پاس ہی بزرگ لوگ آپس میں مشورہ کر رہے تھے کہ قاسم کو ابھی دفنا دیا جائے یا جنازہ پہلے گھر لے جایا جائے۔ محمد حسین گنگ کھڑا تھا ویسے اُس کی اپنی رائے (جسے وہ دل میں چھپائے ہوئے تھا) یہ تھی کہ یہیں غسل دیا جائے یہیں کفن پہنایا جائے اور یہیں دفنایا جائے۔ وہ اپنے آپ سے ڈر رہا تھا کہ بہن فردوسی کے سامنے کس منہ سے جاؤں۔ تین ماہ قبل بھائی کاظم علی کی لاش بھی میں ہی گھر لے گیا تھا۔ بہرحال طے پایا کہ جنازہ کل صبح گھر ہی سے نکلنا چاہیے۔ جب لوگ مہندی پر سے اُتارے ہوئے سبز

Presented by www.ziaraat.com

سرخ کاغذ اور سُتلی کے ٹکڑے اور دھاگے کپڑے میں لپیٹ کر قبر میں رکھنے لگے تو عابد اُچھل کر قبر میں جا لیٹا "پہلے مجھے دفنا دو میں اب کیسے جیوں"۔ چند جوانوں نے اُسے زبردستی پکڑ کر نکالا اور ایک طرف کھینچ کر لے گئے۔ وہ چیختا رہ گیا "میں اب جی نہیں سکتا۔ مجھے قاسم سے پہلے دفنا دو"

حسب روایت مہندی دفنانے کے بعد جلوس نے دوبارہ قاسم کی چارپائی اور مہندی کا ڈھانچا اُٹھایا۔ کئی مردوں نے عابد کو پکڑ رکھا تھا۔ وہ برابر چیخ رہا تھا "پہلے مجھے دفنا دو۔ مجھے یہیں دفنا دو"۔ جلوس کھیتوں کی پگڈنڈی پر سے ہوتا ہوا، ماتم کرتا ہوا، ٹیلے پر چڑھتا ہوا، اُترتا ہوا، برہمنوں کی گلی میں آیا۔ یہاں ماتم کا جوش ایک بار پھر اُبھرا، گلی سے نکل کر چھوٹے بازار میں آیا۔ چھوٹے بازار کو عبور کر کے بڑے بازار میں آیا۔ یہاں سے شیخوں کے چوک میں سے گزرنے لگا پھر راجوں کی گلی میں سے ہوتے ہوئے بڑی مسجد کے چوک میں آنکلا۔ مہندی اور چارپائی پاس پاس اُس چبوترے پر رکھ دی گئی جہاں پر ہر برس عاشورے کے دن تعزیوں کو قیام دیا جاتا تھا اور خوب ماتم ہوا کرتا تھا۔ زنجیر سے نوجوانوں کے کندن کی طرح دمکتے ہوئے بدن لہولہان ہو جاتے تھے، ننھی ننھی بوٹیاں جھڑنے لگتی تھیں، ہڈیوں کی چھاتی پتھر کی بن جاتی تھی۔ بڑی مسجد سے موذن کی آواز سنائی دی "اللہ اکبر اللہ اکبر" اذان ختم ہوئی تو جلوس کے ایک حصّے سے رونے کی آواز کسی کے کان میں آئی تو پکار اُٹھا "یا حسینؑ"، پھر تو حسینؑ کی وہ پکار پڑی ہے کہ اس سے پہلے حسن گڑھ کی بڑی مسجد کے چوک میں اس سے پہلے کبھی نہ پڑی تھی۔ گزرتے ہوئے دن کے اندھیرے اور آنے والے دن کے اُجالے کی ملی جلی، عجیب و غریب رنگت میں اس پکارتے دلوں کو ایسا روشن کیا کہ لوگوں نے لالٹینیں زمین پر پٹخ دیں۔ مرثیہ خوان پڑھ رہے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

ماں کہتی تھی تم مر گئے پانی کو ترس کر

اور جلوس کا جواب یہ تھا۔ ''ہے ہے علی اصغر''

جب پڑھنے والوں نے اپنی آواز قدرے بلند کر کے یہ پڑھا

گودی ہے میری خالی بن تیرے مَیں واری

تو محمد حسین قریشی بہن فردوسی کو یاد کر کے تڑپ کر رہ گیا۔ دونوں ہاتھ اُٹھا کر چیخا ''بول نعرہ یا حسینؑ'' مطلب یہ تھا کہ بس بہت ہو چکا۔ چنانچہ جلوس مغلوں کے محلّے سے نکل کر میر شجاعت علی کی حویلی کے آگے سے گزرنے لگا جوں جوں مہندی والوں کا گھر نزدیک آ رہا تھا، جلوس پر سناٹا طاری ہوتا جا رہا تھا۔

قصائیوں کی مسجد اور علم والوں کے گھر کے آگے سے نکل کر جلوس مہندی والوں کے دروازے پر آ کر رُک گیا۔ موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ بیشمار عورتیں چھت پر چڑھی ہوئیں بین کر رہی تھیں اور بار بار دوپٹوں سے سوجی ہوئی آنکھیں خشک کر رہی تھیں۔ نکلتے ہوئے سورج کی ننھی ننھی، پیلی پیلی کرنیں اُنکے افسردہ چہروں پر پڑ پڑ کر دمک رہی تھیں۔ عابد نے دوسرے بچوں کے ہاتھ سے مہندی لی اور کندھے پر رکھ کر آگے آگے ہولیا۔ دروازے سے نکل کر صحن کے بیچ میں رکھ دی اور خود اُس کے پاس، گھٹنوں میں سر دے کر بیٹھ گیا، بتول اپنی بہن فردوسی پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی جو ابھی تک وہیں زمین پر سجدے میں پڑی تھی۔ بتول نے جب مڑ کر دیکھا کہ لوگ دروازے سے چارپائی نکال رہے ہیں، لیکن چارپائی دروازے میں اٹکی ہوئی ہے تو ایک ہوک بلند کی ''ہائے حسینا، یہ کیا ہو گیا''۔

فردوسی نے تڑپ کر سجدے سے سر اُٹھایا اور دوبارہ زندہ ہو کر مردہ آواز سے پوچھا ''کیا ہو گیا؟ قاسم کہاں ہے''؟ مڑ کر چارپائی کی طرف دیکھا۔ تڑپ کر اُٹھی اور دوڑتی

Presented by www.ziaraat.com

ہوئی چارپائی کے پائے سے لپٹ گئی۔ محمد حسین نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا ''بہن دروازے سے تو نکلنے دے''۔ قاسم کی ماں نے کوئی جواب نہ دیا، سرہانے کی طرف سے پٹی پکڑ کر نیچے جھکانے لگی۔ عورتوں کی چیخیں نکل گئیں۔ بہن نے آگے بڑھ کر اُسے تھاما۔ بڑے اطمینان سے کہنے لگی ''بتول چھوڑ دے مجھے''۔ پھر اُس نے پٹی اس زور سے پکڑی کہ مردوں نے بھی فوراً ہی جھکادی۔ اُس نے چادر کا پلّو اُٹھایا۔ خون میں لتھڑے ہوئے چہرے پر جلدی جلدی اُنگلیاں پھیریں۔ پھر گال پر ایک بوسہ دیا ''میرا قاسم'' قاسم نہایت دھیمی آواز میں بولا ''جی''

''یہ تو نے کیا کرلیا چاند'' یہ کہہ کر اُس نے قاسم کا سینہ ہاتھوں سے جکڑ لیا۔ ''میں ٹھیک ہوں امی'' قاسم نے اپنی نحیف آواز میں ماں کی ڈھارس بندھائی ماں چیخ کر بولی ''صدقے جاؤں قاسمؑ کے۔ مہندی کہاں ہے'' وہ قاسم کو وہیں چھوڑ کر مہندی کے پاس آئی۔ اپنے بھانجے عابد کی بلائیں لیں۔ سر سے کالا دوپٹہ اُتار کر مہندی کو اُڑھادیا۔ گریبان سے جلدی جلدی سونے کے بٹن اُتارے اور دوپٹے پر ڈال دیئے۔ اضطراب میں بالیاں کانوں سے نوچتی رہ گئی۔

اجمیر کی مہندی:

احمد رئیس صاحب لکھتے ہیں:-

۷رمحرم الحرام کو درگاہ معلّیٰ میں علی قُلی خان کے مقبرہ میں جہاں حضرات خدام یعنی صاحبزادگانِ آستانہ عالیہ کا تعزیہ شریف رکھا جاتا ہے شہر کے تمام مسلمان اور بعض ہندو بھی اپنی اپنی جانب سے منت کی مہندیاں پیش کرتے ہیں۔ مہندی بعض لوگ تھالوں میں سجا کر ہار پھول کے ساتھ موم بتیوں کو روشن کرکے لاتے ہیں اور بعض لوگ بڑی خوبصورت کھڑی کی تیلیوں کی مہندی بنا کر اور دھوم دھام سے لاکر تعزیہ پر پیش کرتے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں۔ رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے تمام محلّہ خدامان میں اور اندرون درگاہ شریف عجیب گہما گہمی رہتی ہے۔ (ہفت روزہ فکر وعمل حیدر آباد، ۶؍جنوری ۱۹۷۷ء)

بلگرام کی مہندی:

پروفیسر سیّد اطہر رضا بلگرامی (دہلی) لکھتے ہیں:-

یہ کہنا مشکل ہے کہ بلگرام میں عزاداری کی ابتداء کب سے ہوئی۔ تاریخ کا لمحہ اس طور پر کبھی اسیر نہیں کیا گیا۔ لیکن امام باڑوں اور درگاہ کے تاریخی کتبات، عزاخانوں میں علم و پٹکوں کی بناوٹ، عزاداری کے منظّم نظام میں وقت کی پابندی، سوز و مرثیے کی ترتیب وطرز، ان کی زبان اور پھر رسومات کی نوعیت و ان کی ادائیگی میں اشخاص کی احساس ذمہ داری خود زبان حال سے عزاداری کی داستان دہراتے ہیں۔ یہ شواہد و تاریخی باقیات ہیں جن کی بنیاد پر یہ اعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ قصبہ بلگرام کی عزاداری معہ اپنے موجودہ نظام کے دوڈھائی سو برس کی قدیم ضرور ہے۔

پہلی تا ۹ محرم تک صبح بڑے امام باڑے، مہدی حیدر صاحب کے امام باڑے میں دورے کی مجلس ہوتی ہے۔ جن کو گشتی مجلس کہا جاتا ہے۔ سہ پہر کو روزآنہ مخصوص مجالس برپا ہوتی ہیں جس میں پہلی دوسری اور ساتویں تاریخ میں درگاہ کی مجلسیں، چار تاریخ کو دیدار بی بی کے یہاں کی مجلس، پانچ کی صبح آل رضا صاحب اور سہ پہر کو دیدار بی بی و مہدی حیدر صاحب کے یہاں کی مجلس ۶ کو امیر حسن صاحب کے یہاں کی مجلس ۸ کو رجن صاحب کے یہاں کی مجلس اور ۹ کو امجد وکیل صاحب اور نواب محسن صاحب تعلقدار کے یہاں کی مجلس خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جن میں مخصوص سوز و مرثیہ پڑھے جاتے ہیں یہ مجلسیں انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ برپا کی جاتی ہیں۔

شب میں کوئی نہ کوئی جلوس برآمد ہوتا ہے۔ ان میں دوسری محرم کا معصوموں کا ماتم،

Presented by www.ziaraat.com

تیسری کو لارڈ محسن صاحب محلہ سلہڑہ کے یہاں کا جلوس چار کو کجن صاحب کے یہاں کا ماتم اور ۵ کو چھنگا کی مہندی، ٦ کو غلہ ملکنٹھ کا ماتم ۷ کو صبح صادق کے وقت ڈولا، دس بجے کے قریب ''ڈنکا''۔

عزاداری میں چند زیارتیں، رسوم، و بندیا بول ایسے ہیں جن کا ذکر یہاں خصوصیت سے کرنا چاہوں گا۔ یہ سب کے سب قدیم تہذیب، تاریخ، جاگیردارانہ نظام کی یادگاریں ہیں جو بہرطور کسی نہ کسی طرح اب تک باقی ہیں۔

۷/محرم کو مہندی کا ڈنکا:

محلہ سیّد واڑہ میں ۷/محرم کو دس بجے کے وقت بارہ دری پر مرد و عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ ایک مقام پر خشک پاک مٹی سے ایک جگہ کو لیپ دیا جاتا ہے۔ اس پر نقارہ رکھا جاتا ہے جس کو نقارہ کہتے ہیں۔ پھر تمام ممتاز ہستیاں ڈنکے کے گرد جمع ہو جاتی ہیں۔ ایک مخصوص ڈھپالی کے خاندان سے ایک فرد اس ڈنکے کے قریب سر جھکائے ہاتھوں میں چوب لیے منتظر بیٹھا ہے۔ مجمع سے آوازیں آرہی ہیں ''فلاں صاحب آگئے'' ''جی ہاں حاضر ہوں''، فلاح صاحب آگئے آدمی بھیجا ہے'' آتے ہی ہوں گے۔ غرض کہ تھوڑی دیر میں جب سبھی ہستیاں جمع ہوگئیں تو پھر ''یا حسین'' کی صدا بلند ہوتے ہی نقارہ پر چوب پڑتی ہے اور ساتھ ہی مرثیہ خواں پڑھتے ہیں۔

آج قاسمؑ کی عجب طرح سے تیاری ہے
سر پہ سہرہ ہے بندھا آنکھوں سے خوں جاری ہے

یہ دراصل اعلان جنگ کا نقارہ ہے۔ پھر نشان چڑھتے ہیں اور جلوس امام بارہ پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس جلوس میں ہرے ڈوپٹوں سے ڈھکی سینیاں ساتھ ہوتی ہیں جن میں ملیدہ ہوتا ہے اور جو امام باڑے پر پہنچ کر تقسیم کیا جاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

چونکہ ۷ محرم حضرت قاسمؑ سے منسوب ہے اس لیے اسی مناسبت سے مجلسوں میں سوز و مرثیے بھی پڑھے جاتے ہیں۔ یہاں میں دو ہندی کے سوز پیش کر رہا ہوں جو احمد میاں صاحب اپنے امام باڑے میں پڑھتے تھے۔ اور پھر جن کو ان کے فرزند حکیم دِلن صاحب نے اپنی حیات تک جاری رکھا۔

کربل میں جیوں ہی آئے سرور بیرن فوج چڑھ دھائی
ماڑو باجے باجن لاگے سنمکھ جٹی لڑائی
دھار سروہی بجلی چمکے ڈھال گھٹا بن چھائی
بوندریاں لُوہُو کی برسیں بھیجیں شہ کے بھائی

جیوں ساون میں جھڑ لاگے یوں تیرن کی بوچھاڑ
بھجا بلی چھن چھن گریں مہابلی کے یار

ایسے سمے میں کاسم بنرا جیو کی ہوون لاگی شادی
آئی فوج مشاطہ بن کے دے ہی مبارک بادی
اچھا بنرا دیس پرایو اپنی لگن دھرا دی
آئی بیرن نربل دین گئی بربادی

وینھ ابٹنو مل دیو متھ کر لوہو تیل
منڈھے شہادت چڑھ گئی کاسم جیو کی بیل

جب جھوجھن کو گیو کاسمؑ جی گھمسان کیو رن ماڈت کے
اور بیری مار بھگائے دیو پگ پاچھے دھریو نہ جراہٹ کے
تلواروں سے تن چُور بھیو اور پاگ کے پیچ گرے کٹ کے
رُخ پہ پڑے لہراوت ہیں سب لوگ کہیں سہرا لٹکے

Presented by www.ziaraat.com

مہندی کے جلوس کی تاریخ

ریاست رامپور کی مہندی:

۷رمحرم الحرام ۱۳۶۳ھ ساڑھے چھ بجے شام روانگی مہندی از میدان توپ خانہ بہ امام باڑہ قلعہ معلّٰی براہِ حامد گیٹ داخلہ در قلعۂ معلّٰی ساڑھے سات بجے شام۔

پروسشن کی ترتیب حسب ذیل ہوتی ہے۔

تخت نوبت خانہ

استاف افسر — استاف افسر

عالی مرتبت صاحب چیف کمانڈنٹ وملٹری سکریٹری بہادر

افسر کمانڈنگ کیولرس

اردلی — بگلر

رامپور روہیلا لانسرز oooooooooo

ہیڈ بینڈ (ملٹری و پولیس) oooooooo

افسر کمانڈنگ سکنڈ انفینٹری

سکنڈ انفینٹری oooooooooooooo

گورکھا کمپنی oooooooooooooo

آرمڈ پولیس oooooooooooooo

آرائش ooooooooooooooo

ڈنکا

شاگرد پیشہ وروشن چوکی

Presented by www.ziaraat.com

طاشہ نوازان

	ماتمیان	
درحلقہ	مہندیاں	پولیس
	شرکاء	

میونسپلٹی کا اسٹار لیمپ بھی جلوس میں ہوگا۔ سرکاری مہندی کا چار فوجی افسران حلقہ کئے ہونگے مہندیاں امام باڑے میں داخل ہوجانے پر ملازمان فوج حسبِ معمول دھنیہ کی تقسیم کی خدمت انجام دیں گے۔

نقل پروگرام من ابتداء ۲۹؍ذی الحج لغایت ۱۷؍ربیع الاول ۱۳۶۳ھ، حسب الحکم لیفٹیننٹ کرنل آغا خاں اسسٹنٹ ملٹری سکریٹری

لکھنؤ کی مہندی:

امام باڑہ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم حسین آباد مبارک ٹرسٹ لکھنؤ، شاہانِ اودھ ۷؍محرم ۱۲ بجے شب۔

فیض آباد کی مہندی:

۱۔ وقف بہو بیگم صاحبہ فیض آباد، متولیان مقبرہ مرحومہ ۷؍محرم ۱۲ بجے شب۔

۲۔ بہدرسہ ضلع فیض آباد.. جناب سید علی نقی صاحب.. شبِ ششم محرّم

۳۔ بہدرسہ ضلع فیض آباد... مومنین قصبہ.. شبِ ہفتم محرّم

جونپور کی مہندی:

شیخ التفات حسین صاحب مرحوم، بلوہ گھاٹ جونپور، ۷؍محرم

Presented by www.ziaraat.com

ریاست محمود آباد کی مہندی:

ریاست عالیہ محمود آباد ضلع سیتاپور ...سر مہاراجہ محمود آباد بہادر مرحوم ۷؍محرم۔ رجسٹری شدہ وصیت نامہ میں اس مہندی کے مصارف سالانہ مقرر ہیں۔

وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ کی مہندی:

دواخانہ معدن الادویہ، داروغہ میر واجد علی مرحوم، ۷؍محرم۔

جائس ضلع رائے بریلی کی مہندی:

محلّہ طمانہ جائس ضلع رائے بریلی خان بہادر سید کلب عباس صاحب....
ایم۔ایل۔سی۔جنرل سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنو...۵محرم

۲۔ محلّہ طمانہ جائس ضلع رائے بریلی، سیّد ولایت حسین صاحب، ۶؍محرم۔

۳۔ محلّہ طمانہ جائس ضلع رائے بریلی، جناب علی اکبر صاحب مرحوم، شبِ عاشور

۴۔ محلّہ طمانہ جائس ضلع رائے بریلی، شاہ علی حسن صاحب مرحوم سجادہ نشین..روزِ عاشور۔ موصوف مشاہر اہلسنّت سے تھے اور دو جلوس مہندی کے نام سے آپ کے بنا کردہ اُٹھتے ہیں۔

نصیر آباد ضلع رائے بریلی کی مہندی:

محلّہ روضہ نصیر آباد ضلع رائے بریلی، جناب سیّد سلامت حسین صاحب، ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس، ۷؍محرم۔۲ بجے شب۔

پرشدے پور ضلع نصیر آباد کی مہندی:

امام باڑہ قاضی میر ہاشم علی صاحب مرحوم پرشدے پور ضلع رائے بریلی...سیّد حماد

Presented by www.ziaraat.com

صاحب، ۹ محرم ۲ بجے شب... سیّد حسن عسکری صاحب ۶ محرم ۹ بجے شب۔

کانپور کی مہندی:

کانپور ایلن گنج سول لائن کانپور، نواب کرّار علی خاں عرف نواب علی خانصاحب رئیس اعظم... ۷ محرم، یہ جلوس پریڈ کے بازار تک جاتا ہے۔

موتکپور ضلع بارہ بنکی کی مہندی:

۱۔ موتکپور... چھبن میاں صاحب رئیس، ۷ محرم۔

۲۔ موتکپور ضلع بارہ بنکی... ٹھکرائن صاحبہ رام اقبالہا... ۷ محرم

احمد آباد کی مہندی:

ریچی روڈ.... ۶ محرم

ضلع اعظم گڑھ کی مہندی:

سرائے امیر ضلع اعظم گڑھ.. جناب سید مہدی حسن صاحب رئیس.. ۷ محرم

محمد پور دبشن پور کی مہندی:

محمد پور دبشن پور ضلع بارہ بنکی ..نواب عسکری صاحب و نواب پٹن صاحب تعلقداران ۔ ۷ محرم۔

حسین آباد کی مہندی:

حسین آباد ضلع بلیا... حکیم مولوی ممتاز حسین صاحب... ۵، ۷ محرم

کواتھ کی مہندی:

کواتھ ضلع بلیا.. مولوی مبارک حسین صاحب.... ۵، ۸ محرم

Presented by www.ziaraat.com

بھیک پور کی مہندی:

بھیک پور ضلع سارن...انجمن رضویہ وعباسیہ...۵،۸محرم

گنگولی کی مہندی:

گنگولی ضلع غازی پور....۵،۷محرم

تاج پور کی مہندی:

تاج پور ضلع غازی پور...مولوی مشتاق حسین صاحب ۷؍محرم

نانوتہ کی مہندی:

نانوتہ ضلع سہارنپور....۷؍محرم

دہلیہ کی مہندی:

دہلیہ ضلع ہردوئی...سید امیر حسن صاحب تعلقدار....۷محرم

رانی مئو ضلع اعظم گڑھ کی مہندی:

امیر حسن صاحب رئیس....۷؍محرم

بلّہور کی مہندی:

بلّہور ضلع کانپور....چودھری عترت حسین صاحب....۶؍محرم۔جلوس مہندی

حسنو کڑہ کی مہندی:

حسنو کڑہ فیض آباد...مومنین فیض آباد...شب ہشتم محرّم

Presented by www.ziaraat.com

اجودھیا کی مہندی:

اجودھیا ضلع فیض آباد... مومنین قصبہ...شبِ ہشتم محرّم

زید پور کی مہندی:

ا۔ بڑا بازار زید پور ضلع بارہ بنکی...از طرف مسلمانان قصبہ زیرِ اہتمام مقبول آتشبان...۶/محرم...اس جلوس میں میٹھی کی سُنّی انجمن پیرو پابرہنہ ماتم کرتی ہے۔

۲۔ چھوٹا امام باڑہ زید پور ضلع بارہ بنکی...حاجی شاکر حسین صاحب...شبِ ہفتم محرّم

۳۔ محلّہ محن....زید پور ضلع بارہ بنکی....نور بافاں قصبہ...شب ہشتم محرّم

محلّہ گڑھی قدیم...زید پور ضلع بارہ بنکی ....سُنّی وشیعہ کے چندے سے زیرِ اہتمام عباس مہدی صاحب، شبِ نہم محرّم۔

آرہ کی مہندی:

ا۔ کواتھ ضلع آرہ...محمد محسن خاں عرف سچے صاحب..۶/محرّم

۲۔ صمری ضلع آرہ ڈاکخانہ بنبول..شاہ حسن صاحب۶/محرّم

۳۔ محلّہ میدان پورہ، ضلع آرہ....اہلسنّت..۶/محرّم۔

۴۔ آرہ (بہار) سیّد ظہیر حیدر صاحب۔۷/محرّم

ہردوئی کی مہندی:

ا۔ سیّدواڑہ بلگرام ضلع ہردوئی...مہدی حیدر صاحب تعلقدار....۶/محرّم

۲۔ پالی ضلع ہردوئی...سیّد تبارک حسین صاحب جعفری...۷/محرّم

۳۔ پالی قاضی سرائے....اہلسنّت...۷/محرم

Presented by www.ziaraat.com

مظفر پور کی مہندی:

۱۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور.. میر شاکر حسین صاحب....۷ر محرم

۲۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور... میر صادق حسین صاحب...۷ر محرم

۳۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور..... میر ضمیر حسن صاحب....۷ر محرم

۴۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور.... میر ظہور حسن صاحب...۷ر محرم

۵۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور.... میر محمد رضا صاحب.....۷ر محرم

۶۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور...... میر محمد جان صاحب.....۷ر محرم

۷۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور..... میر امیر الحق صاحب...۷ر محرم

۸۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور...... میر محمد قاسم صاحب.....۷ر محرم

۹۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور...... میر محمد نقی صاحب.......۷ر محرم

۱۰۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور....... میر محمد ہاشم صاحب...۷ر محرم

۱۱۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور... مطلوب خاں صاحب حنفی...۷ر محرم

۱۲۔ موضع لکھواہ شہ نشین ضلع مظفر پور.. شیخ تھن میاں صاحب ..۷ر محرم

موضع کلہواہ:

۱۳۔ موضع کلہواہ سیہ آباد ضلع مظفر پور.....سیّد واقد حسین صاحب..۷ر محرم

۱۴۔ موضع کلہواہ سیہ آباد ضلع مظفر پور.....سیّد حمید حسین صاحب...۷ر محرم

۱۵۔ موضع کلہواہ سیہ آباد ضلع مظفر پور.......سیّد محمد قاسم صاحب...۷ر محرم

۱۶۔ موضع کلہواہ سیہ آباد ضلع مظفر پور.......سیّد محمد نعیم صاحب.....۷ر محرم

موضع داور:

۱۷۔ موضع داور ضلع مظفر پور..........روزہ شاہ...۷ر محرم

Presented by www.ziaraat.com

۱۸۔ موضع داور ضلع مظفر پور............کنوان شاہ...۷ر محرم

۱۹۔ موضع داور ضلع مظفر پور............شیخ نبی بخش...۷ر محرم

۲۰۔ موضع داور ضلع مظفر پور...شیخ معظم صاحب...۷ر محرم

۲۱۔ موضع داور ضلع مظفر پور..بنگالی دھوبی..۷ر محرم..یہ ہندوؤں کی طرف کا جلوس ہے۔

۲۲۔ موضع داور ضلع مظفر پور...نتھنی مہتو...۷ر محرم

موضع میلٹھن سرائے:

۲۳۔ موضع میلٹھن سرائے ضلع مظفر پور.....نصرت نور باف...۷ر محرم

۲۴۔ موضع میلٹھن سرائے ضلع مظفر پور...محمد حسین نور باف...۷ر محرم

۲۵۔ موضع میلٹھن سرائے ضلع مظفر پور.....الفت نور باف...۷ر محرم

۲۶۔ موضع میلٹھن سرائے ضلع مظفر پور.....جمعراتی شاہ......۷ر محرم

۲۷۔ موضع میلٹھن سرائے ضلع مظفر پور...........وزیر شاہ....۷ر محرم

۲۸۔ موضع میلٹھن سرائے ضلع مظفر پور.........کتاب شاہ...۷ر محرم

موضع بھیکن پور:

۲۹۔ موضع بھیکن پور ضلع مظفر پور.....سیّد محبوب رضا صاحب...۷ر محرم

۳۰۔ موضع بھیکن پور ضلع مظفر پور.....سیّد انوار حسین صاحب...۷ر محرم

۳۱۔ موضع بھیکن پور ضلع مظفر پور...سیّد واہب حسین صاحب...۷ر محرم

موضع بڈھن پورہ ضلع مظفر پور:

۳۲۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...شاہ غلام حسین صاحب...۵ر محرم

۳۳۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...وراثت حسین صاحب...۵ر محرم

۳۴۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور......کنکو میاں صاحب...۵ر محرم

Presented by www.ziaraat.com

۳۵۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...رحمت علی صاحب...۵ر محرم

۳۶۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...دل محمد میاں صاحب...۵ر محرم...یہ جلوس اہلِ سنت حضرات اُٹھاتے ہیں۔

۳۷۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...بتارک حسین...۵ر محرم....یہ جلوس اہلسنّت حضرات اُٹھاتے ہیں

۳۷۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...مبارک حسین...۵ر محرم....یہ جلوس اہلسنّت حضرات اُٹھاتے ہیں۔

۳۸۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...غلام پیر میاں...۵ر محرم....یہ جلوس اہلسنّت حضرات اُٹھاتے ہیں۔

۳۹۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...نھو میاں...۵ر محرم....یہ جلوس اہلسنّت حضرات اُٹھاتے ہیں۔

۴۰۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...حسینی میاں...۵ر محرم....یہ جلوس اہلسنّت حضرات اُٹھاتے ہیں۔

۴۱۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...قربان قصاب...۵ر محرم....یہ جلوس اہلسنّت حضرات اُٹھاتے ہیں۔

۴۲۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...حنیف میاں...۵ر محرم....یہ جلوس اہلسنّت حضرات اُٹھاتے ہیں۔

۴۳۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...محمد ہاشم صاحب...۵ر محرم....یہ جلوس اہلسنّت حضرات اُٹھاتے ہیں۔

۴۴۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...لطف میاں...۵ر محرم....یہ جلوس حنفی

Presented by www.ziaraat.com

حضرات اُٹھاتے ہیں۔

۴۵۔ موضع بڈھن پور ضلع مظفر پور...عبدالکریم...۵ر محرم.....یہ جلوس حنفی حضرات اُٹھاتے ہیں۔

موضع گورانڈا:

۴۰۔ موضع گورانڈا ضلع مظفر پور...ندول میاں...۵ر محرم.....یہ جلوس حنفی حضرات اُٹھاتے ہیں۔

جموں کشمیر کی مہندی:

مومنین جموں.....۷ر محرم...اس جلوس کی اطلاع اخبار سرفراز ۱۵ جون ۱۹۴۴ء

اِلٰہ آباد کی مہندی:

کراری ضلع اِلٰہ آباد...مومنین قصبہ.....اخبار سرفراز ۱۴ر جنوری

کاٹھیاواڑ کی مہندی:

قصبہ اونا جوناگڑھ کاٹھیاوار.....محمد حسین بخاری...۷ر محرم

اصغر آباد کی مہندی:

ریاست اصغر آباد.....ریاست...۶ر محرم

غازی پور کی مہندی:

۱۔ غازی پور.....میر واجد حسین صاحب.....۸ر محرم، طول کے خوف میں اس فہرست کو ناقص چھوڑا جاتا ہے۔

۲۔ ماٹا ضلع غازی پور.....سیّد تقی حسن صاحب وغیرہ...۶ر محرم

Presented by www.ziaraat.com

کامون پور کی مہندی:

کامون پور.... ظفر صاحب...۷/محرم

مان بہوم بنگال:

مان بہوم بنگال.... ذوالفقار حسین صاحب....۷/محرم

گھوسی بڑا گاؤں:

گھوسی بڑا گاؤں.. سیّد محمد حسین مختارِ عدالت....۷/محرم

جلال پور (یوپی، بھارت) کی مہندی:

روضۂ حضرت قاسمؑ جلال پور (یوپی، بھارت) ۱۲/لاکھ روپے سالانہ کا وقف ہے۔

افریقہ کی مہندی:

افریقہ کے تمام مقامات پر جہاں شیعہ قوم آباد ہے ساتویں شب کو پچاس سال سے مہندی اُٹھتی ہے اور دسویں شب کو آگ پر ماتم ہوتا ہے۔

راولپنڈی کی مہندی:

ڈھوک رتھ راولپنڈی... منشی کالے خاں...۹/محرم...رضا کار لاہور ۱۶/جنوری

کراچی کی مہندی:

۱۔ انجمن محمدی قدیم کی طرف سے ۷/محرم ۹ بجے شب حضرت قاسمؑ کی مہندی امام بارگاہِ جعفریہ حسین آباد گولیمار کراچی سے برآمد ہو کر امام بارگاہِ رضویہ سوسائٹی آتی ہے۔

۲۔ مرکزِ علومِ اسلامیہ کی طرف سے امام بارگاہِ جامعۂ سبطین گلشنِ اقبال کراچی ۷/محرم کو شب میں مجلس کے بعد مہندی، تابوت حضرت قاسمؑ اور حضرت قاسمؑ کا رہوار

Presented by www.ziaraat.com

برآمد ہوتے ہیں۔ مجلس سے خطاب علامہ ضمیر اختر نقوی فرماتے ہیں اور ہر سال مہندی کی اہمیت پر تقریر بھی کرتے ہیں۔

لاہور کی مہندی:

کہالڑا ضلع لاہور.... مومنین شہر...۷/محرم ....اس جلوس کی اطلاع اخبار سرفراز ۱۵ جون ۱۹۴۴ء

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

لاہور میں سات محرم کو گوالمنڈی کی قدیم مہندی:

راقم الحروف (ضمیر اختر نقوی) نے ۱۹۸۹ء سے تقریباً دس بارہ برس محرّم کا پہلا عشرہ لاہور کے مختلف امام باڑوں میں پڑھا۔ جن میں زینبیہ لٹن روڈ، خیمہ سادات موج دریا روڈ، امام بارگاہ خواجگان موچی دروازہ، امام بارگاہ مغل پورہ، بیت السادات کرشن نگر، تکیہ مراثیاں گوالمنڈی، یہ خصوصی عشرے تھے جو روزآنہ پڑھے جاتے تھے۔ گوالمنڈی کے امام باڑے میں دن میں گیارہ بجے مجلس شروع ہوتی تھی لیکن ۷/محرم کو تقریباً ۲ بجے دن کو مجلس شروع ہوتی تھی اُستاد ناظم حسین خاں مرحوم کے اصرار پر میں یہ عشرہ پڑھا کرتا تھا۔ چونکہ تکیہ مراثیاں میں اسد امانت علی کے دادا کی قبر بھی ہے۔ یہ امام باڑہ اسد امانت علی خاں اور حامد علی خاں کا خاندانی آبائی امام باڑہ ہے۔ ۷/محرم کی مجلس میں یہ تمام حضرات موجود ہوتے تھے۔ اسد امانت علی کے چھوٹے بھائی شفقت علی خاں بھی ہوتے تھے اور تقریباً بارہ بجے سے اُستاد ناظم حسین خاں امام باڑے میں مہندی سجانے لگتے تھے اور وہ بیان کرتے تھے کہ ہمارے بزرگ کافی عرصے پہلے چین گھومنے گئے تھے، چین کے کسی جنگل سے گذر رہے تھے وہاں اُن کو ایک بزرگ نظر آئے اور انہوں نے اُن کو یہ مہندی عنایت کی کہتے ہیں یہ معجزاتی مہندی ہے اور تقریباً سو سال سے اُٹھ رہی ہے۔ مصائب میں جب میں حضرت قاسمؑ کے مصائب پڑھ چکتا

Presented by www.ziaraat.com

تھا تو تمام سوز خوان و نوحہ خوان منبر کے پاس جمع ہو جاتے اور سب مل کر مہندی کا مندرجہ ذیل سوز پڑھتے اور ایک عجیب سماں پیدا کر دیتے تھے جو لفظوں کے ذریعے بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ اُستاد ناظم حسین خاں کا پڑھا ہوا یہ سوز میں یہاں درج کر رہا ہوں۔

قاسمؑ بنڑا باندھے سہرا سیس کٹاون جاوت ہے
دلھن دکھیا بیٹھی تخت پہ نیناں نیر بہاوت ہے
سگرو کنبہ دیوے دلاسہ رو رو یہی سناوت ہے
نہ رو میری گھونگھٹ واری بنڑا تورا آوت ہے

رچائی شادیِ قاسمؑ تو پر عزیزوں کا
نہ مہندی کی ہے طرف دھیان نے لگن کی طرف

ساداتِ جلالی (یو پی۔ انڈیا) کے مہندی کے جلوس:

۹ رمحرم کی شب میں مقررہ مجلس کے علاوہ الحاج سید علی اوسط صاحب کے یہاں بھی ایک مجلس منعقد ہوتی ہے اور آخر میں الحاج سید محمد عباس صاحب کے امام باڑے میں مجلس کے بعد الحاج سید خورشید علی صاحب کی حویلی سے مہندی و تابوت حضرت قاسم ابنِ حضرت امام حسن علیہ السلام مع علم مبارک جلوسِ عزا کے ساتھ برآمد ہو کر امام باڑۂ الحاج سید محمد عباس کو جاتا ہے اس تابوت کی بنا جلالی میں سید عسکری علی سوز صاحب کی تھی۔ مہندی، تابوت کے آگے علم مبارک کے ساتھ ہوتی ہے نوحہ خواں سید عسکری علی صاحب سوز کا تصنیف کردہ نوحہ

مجرئی لاشۂ قاسمؑ جو اُٹھایا ہوگا
غم سے شبیرؑ کا منھ کو جگر آیا ہوگا

Presented by www.ziaraat.com

خوش الحانی کے ساتھ مبکی طرز میں پڑھتے جاتے ہیں عشرۂ محرم کے دوران ۸ محرم تک قصبۂ جلالی میں مختلف مقامات پر منتی مہندیوں کے جلوس مختلف حویلیوں سے برآمد ہوکر مختلف امام باڑوں کو جاتے ہیں۔ ہر جلوس کی ابتدا میں مخصوص سوزوں میں سے کوئی ایک سوز پڑھا جاتا ہے اور اس کے بعد سید حمزہ علی ممتحن کا تصنیف کردہ سلام

''اُن پر سلام رن میں جو دولھا دلھن بنے''

اور یا جناب میر خلیقؔ کا سلام

''سلام اُس پہ جو دولھا بنا تھا رن کے لیئے'' پڑھا جاتا ہے۔

جلالی میں ماتمی باجوں کا رواج بھی عام ہے، علموں اور مہندیوں کے جلوسوں کے ساتھ عموماً تاشے ماتمی دُھن میں بجائے جاتے ہیں، ساتھ میں نقارے بھی بجائے جاتے ہیں۔ اس عمل میں مومنین کے قلوب میں غم واندوہ بڑھتا ہے۔

(شیعہ لکھنؤ.... ۱۹۸۷ء.... صفحہ ۵۰)

Presented by www.ziaraat.com

باب ۴

لکھنؤ کی تین مشہور مہندیاں

(روزنامہ صحافت (لکھنؤ) محرّم نمبر ۱۴۲۸ھ)

لکھنؤ کی عزاداری دور دور مشہور ہے۔ نوابین اودھ کے زمانے میں یہاں کے امراء و روٴساء محرم کے ایام میں اپنی عقیدت مندی کا اظہار شاندار مجالس کے انعقاد، بڑے بڑے پرتکلف حصوں کی تقسیم اور تعزیوں کے ہمراہ طویل پرشوکت جلوسوں سے کرتے چلے آئے ہیں۔ ساتویں محرم کو کربلا میں امام حسینؑ کے صاحبزادے اور امام حسینؑ کے بھتیجے قاسمؑ اور امام حسینؑ کی صاحبزادی بی بی کبریٰ کے عقد کی یادگار میں مہندیوں کے تین جلوس نکلتے تھے۔ سب سے پہلے مغرب کے بعد ہی نواب سلطان جہاں محل صاحبہ زوجہ ممتوعہ سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر کی مہندی حکیم صاحب عالم صاحب مرحوم کے مطب معدن الادویہ نخاس سے اُٹھ کر گولا گنج بارودخانہ امام باڑہ داروغہ میر واجد علی جاتی تھی۔ اس کے بعد حسین آباد کی شاہی مہندی نواب آصف الدولہ کے امام باڑہ سے اُٹھ کر امام باڑۂ حسین آباد جاتی تھی۔ پھر کشمیریوں کی مہندی محلّہ شاہ گنج متصل نخاس سے اُٹھ کر گشت کرتی تھی۔

مہندیاں حضرت نصیرالدین حیدر (۱۸۳۷ـ۱۸۲۷ء) کے عہد میں کثرت سے

Presented by www.ziaraat.com

اُٹھتی تھیں۔فیض آباد میں بہو بیگم صاحبہ کے مقبرہ سے جواہر علی خاں کے امام باڑہ میں مہندی اُٹھ کے جاتی ہے۔کلکتہ میں واجد علی شاہ کے امام باڑے میں آج بھی مہندی اُٹھتی ہے۔تاریخ لکھنؤ جلد دوم میں آغا مہدی صاحب لکھتے ہیں۔''۲۱ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کو ابوالفتح معین الدین شاہ زمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ بادشاہ نے حضرت قاسمؑ کی عروسی کا سامان خواب میں دیکھا اور جناب زینبؑ کی زبان پر یہ مصرعہ تھا۔

اے قاسمؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

خواب دیکھ کر بادشاہ نے حمید الدولہ رضا قلی خاں سے مہندی نظم کرنے کی فرمائش کی اور انہوں نے دس بند خمسہ کی صورت میں کہے پہلا بند ملاحظہ ہو:-

قاسمؑ نے جو گردن پئے تسلیم جھکا دی لبیک کی تب روحِ پیمبرؐ نے صدا دی
اور قاسمؑ نوشہ کے تصدق ہوئی دادی اس وقت میں زینبؑ بیکس نے دعا دی

اے قاسمؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

وقف حسین آباد مبارک میں اسی خواب کی بدولت مہندی اب تک اُٹھتی ہے۔شاہ موصوف کے ایک مصاحب نے شاہی مہندی اور اس کے متعلق جملہ رسومات کو بچشم خود دیکھا تھا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ تحریر کرتا ہے۔

''دنیا میں عام طور سے یہ مشہور ہے کہ شادی وغم تو عام ہیں اسی لیے یہ بات بلاد مشرقیہ میں بہت اچھے طور سے ثابت ہوتی ہے۔مثلاً زمانہ محرّم میں جو خاص طور سے رنج والم کے اظہار کا وقت ہوتا ہے غم کے پہلو بہ پہلو شادی کا سماں بھی نظر آتا ہے۔یعنی محرّم کی ساتویں تاریخ کو تقریب شادی کی یادگار میں بھی ایک جلوس بڑے ساز و سامان اور تزک واحتشام سے نکالا جاتا ہے، جسے ''مہندی'' کہتے ہیں۔یہ ایک تاریخی روایت کی یادگار ہے کہ عین اس روز جب کہ امام حسینؑ کے بھتیجے حضرت قاسمؑ کی شہادت ہوئی

Presented by www.ziaraat.com

اسی کے ایک روز قبل شب کو حضرت امام حسینؑ نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت کبریٰ کی شادی حضرت قاسمؑ کے ساتھ کر دی تھی۔

مہندی میں شادی اور مسرت کے بڑے ساز و سامان اور تکلّفات جمع کیے جاتے ہیں وزیر اعظم کی مہندی معمولاً شاہی امام باڑہ میں چڑھائی جاتی ہے۔ ان عظیم الشان مہندیوں کی آمد کے سبب سے اس رات کو امام باڑوں میں غیر معمولی روشنی اور سجاوٹ کی جاتی ہے۔

''جب یہ انتظام پورا ہو چکتا ہے تو اس وقت مخلوق بے روک ٹوک امام باڑوں کی آراستگی دیکھنے جایا کرتی ہے۔ اس کثیر مجمع میں بعض تو بڑے بڑے رنگ برنگ جھاڑوں کی کیفیت دیکھنے میں محو ہوتے ہیں، جن میں صدہا شمعیں روشن ہوتی ہیں۔ (مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک مرتبہ شمار کیا تھا تو ایک جھاڑ میں سو کنول چڑھے ہوئے تھے) اور بعض خوش رنگ اور باغ و بہار کنول اور مردنگ دیکھ دیکھ کر دنگ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ امام کے مزار پُر انور کی آرائش و تابش کھڑے کھڑے دیکھا کرتے ہیں، جن کے سامنے ایک بڑے شیر کی شبیہ ایک جانب دو مچھلیاں جن کے سر باہم ملے اور ایک دوسرے کی جانب جھکے ہوتے ہیں۔ یہی شاہان اودھ کا مارکہ ہے۔ یہ لوگ ان عجائبات و نوادرات کو دیکھ کر عجب لطف اُٹھاتے ہیں اور پر تحسین و آفرین کی صدا بلند کرتے ہیں کیونکہ اس وقت امام باڑہ کی تزئین میں ہر مذاق اور طبیعت کے آدمی کے لیے دل بستگی کا کچھ نہ کچھ سامان ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً ایک طرف طلائی و نقرئی علموں کے زرکار و جواہر نگار پنجے اور پٹکے لہلہا رہے ہیں، انھیں کے پاس خانۂ کعبہ کے دروازے اور امام حسینؑ کی خیمہ گاہ اور واقعہ کربلا کے نقرئی نقشے ہوتے ہیں جو ایک چاندی کی میز پر رکھے ہوتے ہیں اور جنہیں دیکھ کر رقیق القلب حضرات کے دل پگھلنے لگتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

ایک طرف دیواروں میں قسم قسم کے نفیس و نادر اور عجیب و غریب ساخت کے ہتھیار لٹکے ہوتے ہیں۔ جن کے دیکھنے سے بہادر اور جنگ آزما لوگوں کے دلوں میں جوشِ وغا پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس ساری آراستگی اور زیب و زینت کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ مذاق کی نفاست ظاہر کی جائے بلکہ یہ سارا اہتمام صرف اظہار شان و علوئے مرتب کے واسطے کیا جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس کے دیکھنے سے جو تحیر و استعجاب لوگوں پر طاری ہوتا ہے اسے دیکھ کر منتظمین کو بڑا لطف حاصل ہوتا ہے"۔

"جب باہر سے توپوں کے سر ہونے کی آواز سنائی دیتی ہے اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اب آرائش شادی کے تخت جن کے پیچھے تابوت بھی ہوتا ہے قریب پہنچ گئے ہیں، ان آوازوں کے سنتے ہی شاہی نقیب و چوبدار امام باڑہ اور اس کے راستہ کی صفائی کے لیئے آجاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے کام میں بہت چست و چالاک ہوتے ہین۔ اب ایک طرف تو زائرین محو زیارت ہیں دوسری طرف لوگ انہیں نکال کر باہر کرنے پر کمر بستہ۔ زائرین ابھی جی بھر کر دیکھ نہیں سکتے ہیں کہ یہ تفرقہ انداز ان کے سروں پر بلائے بے درماں کی طرح مسلط ہو جاتے ہیں۔ چونکہ خالی دوں دبک سے وہ لوگ ٹلنے والے نہیں ہوتے اس لیے شاہی چوبدار دوٹوک کارروائی کرتے ہیں کہ "امام باڑہ خالی کر دو" مگر جب وہ دیکھتے ہیں کہ کانوں پر ذرا بھی جوں نہیں رینگتی تو وہ ڈنڈے اور کوڑے سنبھال لیتے ہیں مگر کسی کی اتنی مجال نہیں کہ ان سرکاری آدمیوں سے دست و گریباں ہو سکے۔ اتنے عرصہ میں امام باڑہ میں مہندی کے داخل ہونے کا پورا انتظام ہو جاتا ہے اور مہندی بھی امام باڑہ کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ اب امام باڑہ میں بالکل سناٹا ہو جاتا ہے۔

"باہر کا مربع صحن بھی جس میں ہر طرف روشنی ہوتی ہے چشم منتظر بنا ہوا ہے۔ لیجیے مہندی کا جلوس آنے لگا، ہاتھی، اونٹ اور گھوڑے تو پھاٹک کے باہر ہی چھوڑ دیئے

Presented by www.ziaraat.com

گئے۔جلوس بردار، سپاہی اور باجے والے امام باڑہ کے صحن میں ہیں۔
ان کی وجہ سے ایسا مجمع ہو جاتا ہے کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی اور زمین کی پچی کاری کا فرش بالکل چھپ جاتا ہے۔

"یہ لوگ داہنے بائیں پرا جما کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وسط میں راستہ چھوڑ دیتے ہیں، جس پر سے پہلے تو مہندی کا اصلی سامان آنا شروع ہوتا ہے یعنی نقرئی کشتیوں میں ہر قسم کی مٹھائیاں، خشک میوے، پھولوں کے ہار گجرے، چھپر کھٹ اور گلدستے جنہیں زرق برق پوشاکیں پہنے ہوئے ملازمین اپنے ہاتھوں یا سروں پر لیے ہوتے ہیں۔اس وقت نہایت نفیس آتش بازی بھی چھوٹنے لگتی ہے۔اس سامان عروسی کے بعد دلھن کی نقرئی پالکی آتی ہے، جس کے آگے بہت زرق برق وردی پہنے ہوئے مشعلچی ہاتھوں میں مشعلیں لئے ہوتے ہیں۔پھر مشعلوں کی روشنی میں باجے والوں کے غول آتے ہیں۔یہ لوگ باجہ بجانے میں ماہر ہوتے ہیں۔اس سامان عروسی کو امام باڑہ کے وسیع دالان میں لے جا کر وہاں گشت لگاتے ہیں۔پھر یہ سب سامان تعزیہ پر چڑھا دیا جاتا ہے کیونکہ اس ساری جدوجہد کا حاصل اتنا ہی ہوتا ہے کہ یہ چیزیں بھی تعزیہ کے ہمراہ کربلا لے جائیں۔

سامان عروسی ابھی پوری طرح امام باڑہ میں پہنچ بھی نہیں چکتا ہے کہ عزاداران کا ایک گروہ سر جھکائے ماتمی لباس پہنے اور غمگین صورت بنائے امام باڑہ میں آجاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت قاسمؑ کا تابوت چند خادم کاندھوں پر اُٹھا کر لاتے ہیں، جس کے ساتھ عزاداران مغموم صورت کا مجمع ہوتا ہے۔بعض اوقات ان لوگوں کے ساتھ ایک گھوڑا بھی ہوتا ہے، جو حضرت قاسمؑ کا قیاس کیا جاتا ہے۔اس گھوڑے پر امامؑ موصوف کی زرتاب پگڑی، کمان، خنجر اور تیروں سے بھرا ہوا ترکش ہوتا ہے، جس کے اوپر

Presented by www.ziaraat.com

کارچوبی ونقرئی نشان شاہی لیے چتر اور آفتابہ سایہ کناں ہوتا ہے۔

''اندر کا حال تو بس اسی قدر قابل بیان تھا کیونکہ یہاں اب صرف مجلس ہوتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اب باہر کے حالات بیان کرتا ہوں کیونکہ وہاں بھی کچھ رسوم ادا ہوتے ہیں وہاں سبھی قسم کی مخلوق جمع ہوتی ہے۔

بالے، بوڑھے، زن و مرد یہ سب لوگ روپے پیسے لوٹنے کے منتظر ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس ملک میں لگا بندھا دستور ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر کچھ روپیہ ضرور لٹایا جاتا ہے اور مہندی کے لوازم میں بھی یہ امر داخل ہے اور جب کہ یہ رسم عقد حضرت قاسمؑ و دختر امام حسینؑ میں منائی جاتی ہے تو بھلا کیسے متروک ہوسکتی ہے۔ چنانچہ بعض ملازمین جو اسی خدمت پر ماموروں متعین ہوتے ہیں مٹھائیاں بھر بھر کے روپے اور چاندی کے چھوٹے سکے نہایت آزادی اور سیر چشمی سے اپنے داہنے بائیں لٹاتے رہتے ہیں''۔ حکیم آغا مہدی بہ حوالہ تاریخ لکھنؤ جلد دوم۔

شاہی مہندی جیسا کہ اوپر بیان کیا امام باڑہ آصفی سے اُٹھ کر حسب دستور سابق امام باڑہ حسین آباد جاتی ہے مگر اب نہ آتش بازی چھوٹتی ہے نہ چھپر کھٹ ہوتا ہے نہ دلھن فینس ہوتی ہے نہ نقد لٹایا جاتا ہے۔ اب تاریخ اور کلچر سے ناواقف لوگ انتظام کرتے ہیں۔ ہاتھی، اونٹ جو کافی قیمت دے کر کرایہ کے بلائے جاتے ہیں ان پر ترتیب سے ماہی مراتب پھر اونٹوں پر علمہائے مبارک ہونا چاہیئے نہ کہ سفینہ ہائے برنجی دے دئے جاتے ہیں۔ بدانتظامی اور پھوہڑ پن اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ یہ سب لوگ تاریخ، ادب، کلچر سے ناواقف ہوتے ہیں۔

سلطان جہاں محل صاحبہ کی مہندی:

مغرب کے بعد ہی سلطان جہاں بیگم کی مہندی جس کے شاندار جلوس میں

Presented by www.ziaraat.com

نقار خانہ، کشتی رواں پر نوبت خانہ جس کے سیاہ پردے ہوتے تھے، اس کے پیچھے سبیل کشتی رواں پر جس کے سبز پردے ہوتے تھے، ہاتھیوں پر مخملی جھولیں اس کے اوپر ماہی مراتب (بادشاہ کے جاہ وجلال کی علامت جو سات ستاروں کی طرف منسوب ہوتے ہیں) اونٹوں پر علمہائے مبارک، گھوڑے، باجے والوں کے غول، برق بردار، نوحہ خوان، سوزخوان اور علم بردار، ضریح بردار، مور پنکھی بردار، باد بہاری کے دستے یعنی رنگ برنگی جھنڈیاں، ذوالجناح، تابوت آخر میں دو عدد مہندیوں کے ڈولے جو حکیم صاحب عالم کے مطب معدن الادویہ کے پاس سے اُٹھتے تھے۔ باقی سب جلوس افضل محل واقعہ وکٹوریہ اسٹریٹ میں آراستہ ہوکر براہ پاٹا نالہ، وزیر گنج، داروغہ میر واجد علی کے امام باڑہ، واقعہ بارود خانہ گولہ گنج میں جاتی تھی۔

شیخ تصدق حسین لکھتے ہیں:

''شروع شروع میں اس کے ساتھ دستیوں، پٹاخوں، اور ہزاروں کی بہت تیز روشنی ہوتی تھی، بعدہٗ بہ افراط منجھولی شمع دار لال ٹینوں کی روشنی ہونے لگی یہ لال ٹینیں لمبی لاٹھیوں کے سروں پر نصب ہوتی تھیں، جنھیں مرد ہاتھوں میں لے کر جلوس کے بیچ چلتے تھے، پھر پٹر ومیکس کی لالٹینیں اور ہنڈے ساتھ ہوتے تھے، جن کی جگمگاہٹ سے شب کو دن کا ایسا سماں نظر آتا تھا۔

سلطان جہاں حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر کی ممتوعہ بیوی تھیں۔ انتزاع سلطنت سے قبل انہیں دو ہزار روپئے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ ان سے بادشاہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ داروغہ میر واجد علی انہیں کی ڈیوڑھی کے داروغہ تھے۔ تنخواہ کے علاوہ شاہ موصوف نے انہیں تخمیناً دو ہزار تین سو دس زرع آراضی بکتر واقع محلّہ خیالی گنج بھی بہ ذریعہ فرمان شاہی مورخہ ۲۷ محرم ۱۲۶۷ھ عطا کی تھی۔ ان کا خطاب نواب سلطان جہاں محل تھا مگر

Presented by www.ziaraat.com

عوام میں وہ صرف سلطان محل کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

یہ شاہ معزول کے ہمراہ کلکتہ نہیں گئیں لکھنؤ ہی میں مقیم رہیں۔ انقلاب ۱۸۵۷ء میں گوناگوں مصائب کی شکار ہوئیں مگر داروغہ میر واجد علی کے ساتھ اتحادِ عمل کر کے انہوں نے کپتان پٹرک اوڑ کی لڑکی اور بیوی اور دختر سر ماؤنٹ اسٹوراٹ جیکسن کمشنر خیر آباد کی جانیں باغی تلنگوں کے ہاتھوں سے بچائیں۔ اس کے صلہ میں جان بخشی کے علاوہ ان کی سرخ روئی بھی سرکار کمپنی میں ہوئی۔ پرامیسری نوٹ و جاگیر بحال رہی، اور گزارا بھی مقرر رہا۔

انگریزوں کے تسلط کے بعد وہ داروغہ میر واجد علی کے ہمراہ گولہ گنج میں مقیم رہیں۔ ۱۹ ر شعبان ۱۲۷۵ھ کو موصوفہ نے پچاس ہزار روپئے، پانچ قطعہ پرامیسری نوٹ جن کا سود دو ہزار روپے سالانہ تھا اور جاگیر زمین داری جس کی آمدنی دو سو روپے ماہوار تھی اور جواہرات قیمتی دس ہزار روپے اور ایک باغ و مکان سات ہزار روپئے مجالس و مہندی و دیگر مذہبی امور کے لیے وقف کر کے ایک وقف نامہ بھی تحریر کر دیا، جس کی رو سے داروغہ میر واجد علی ولد میر عباس کو اور ان کے بعد ان کی اولاد کو متولی قرار دیا۔ ۱۴ ر فروری ۱۸۶۰ء کو داروغہ صاحب نے عدالتی سرٹیفکیٹ بھی حاصل کر لیا۔ اب مہندی انہیں کے افرادِ خاندان کے زیرِ اہتمام ہے۔ وقف کی آمدنی اور مالیت سو برس پہلے کی ہے۔

دورانِ قیامِ کلکتہ سلطانِ عالم، سلطان جہاں بیگم کی طرف سے بدگمانی کے بھی شکار ہو گئے تھے، جس کا تذکرہ انہوں نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ ۱۵ ر محرم ۱۲۷۲ھ کو اپنی پاک دامنی اور خوش چلنی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے موصوفہ نے اپنے عریضہ میں لکھ بھیجا کہ ”لوگوں نے مجھ نجور پر اتہام باندھے، حضور کو بھی یقین آ گیا، حضرت عباسؑ علم دار کی سوگند میں آپ کا نام لیے بیٹھی ہوں، نہ غم خوار ہے نہ دمساز ہے،

Presented by www.ziaraat.com

صرف آپ کی یاد ہے'' موصوفہ کی قسم کے پیش یہ آنی خوبصورتی سے ٹل گئی اور انہیں سکون قلب حاصل ہو گیا۔

سلطان عالم ۲۱ ستمبر ۱۸۸۷ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے اور اس کے بعد جب نواب سلطان جہاں، شرعی پابندیوں سے آزاد ہو گئیں تو داروغہ صاحب ہی کے ساتھ نکاح میں منسلک ہو گئیں اور نخل تمنا بارآور بھی ہوا۔ اپنے آخر وقت تک وہ شوہر ہی کے ہمراہ گولا گنج میں سکونت پذیر رہیں اور جب اس دار ناپائیدار سے رخصت ہوئیں تو شوہر موصوف ہی کے امام باڑہ میں شہ نشین میں ضریح کے نیچے سپرد لحد کی گئیں۔

کشمیریوں کی مہندی:

یہ مہندی بہ قول ثقات لکھنؤ جان عالم واجد علی شاہ کے زمانہ شہریاری میں اُٹھنا شروع ہوئی، مہندی اُٹھانے والوں کا بیان ہے کہ اپنے بزرگوں کی زبانی انہوں نے یہ سنا تھا کہ موصوف نے اپنے ایک درباری بھانڈ (نقال) سے جس کو انہوں نے ''بادشاہ پسند'' کا خطاب عطا کیا تھا مہندی اُٹھانے کے لیے ارشاد فرمایا اور اس کے ہمراہ پڑھنے کو ایک نوحہ بھی کہہ کر مرحمت کر دیا۔

''بادشاہ پسند'' نے اپنے ولی نعمت کے فرمان کو بسر و چشم قبول کر لیا اور مہندی اُٹھانا شروع کر دی۔ اس وقت سے اس کو کشمیری برابر اُٹھاتے چلے آتے ہیں۔

یہ مہندی محلّہ شاہ گنج کی ایک مسجد سے میاں جھبو کے زیر اہتمام اُٹھتی تھی اس سے قبل ان کے والد ابو صاحب اور ان سے پہلے ان کے دادا اُٹھاتے تھے۔ مہندی مقام مذکورہ سے اُٹھ کر نخاس، پارچہ والی گلی اور چوک بازار میں گشت کرتی ہوئی پھر شاہ گنج واپس چلی جاتی تھی۔ گشت میں قریب قریب کل کشمیری ہمراہ ہوتے تھے جو نوحہ خوانی میں حصہ لیتے تھے۔ پہلے نوحہ کے ساتھ ڈھولک بھی بجائی جاتی تھی مگر اب اس کو معیوب

Presented by www.ziaraat.com

سمجھ کر ترک کر دیا گیا۔ اب قریباً ۷ سال سے بغیر ڈھولک کے ایک ہی نوحہ (جو ذیل میں درج ہے) ایک خاص مقبول عام دردانگیز اور رقت خیز لہجہ میں پڑھا جاتا ہے۔ مہندی کے ساتھ پڑھنے والوں کے ماسوا سامعین کا بھی بڑا ہجوم ہوتا تھا۔ نوحہ درج ذیل ہے۔

رن میں بیوہ حسنؑ یوں پکاری، میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

سوتے کیا ہو براتی جگاؤ ، شادیانے شتابی بجاؤ
پردے خیمے کے جلدی اُٹھاؤ، میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

چوکی صندل کی لا کے بچھاؤ کوئی قاسمؑ کو دولھا بناؤ
جلدی ماتھے پہ سہرا بندھاؤ میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

پیاری کبریٰ کہاں ہے بلاؤ، اس کو نوشہ کا مکھڑا دکھاؤ
جلدی مسند شہانی بچھاؤ، میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

میں پیمبرؐ کے پیالے بھروں گی، شمع مشکل کشا کی دھروں گی
بی بی زہراؑ کی صحنک کروں گی، میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

کب کہا تھا کہ تم پانی لاؤ کب کہا تھا کہ تم رن کو جاؤ
ایسے پانی سے گزری تم آؤ میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

پیاری کبریٰ کے کنگنے کے بدلے، ہاتھ باندھے گئے ہیں رسن سے
کیا قیامت ہے لوگوں بتاؤ، میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

مہندی ابھی بھی سات محرم کو مولسری کی مسجد سے اُٹھ کر شاہ گنج کے ایک مکان میں رکھی جاتی ہے۔ (سیّد محمد عمار رضوی روزنامہ صحافت، محرم نمبر ۲۰۰۷ء)

Presented by www.ziaraat.com

شاہی مہندی کا جلوس

(روزنامہ صحافت (لکھنؤ) محرم نمبر ۱۴۲۲ھ)

ہندوستان میں عزاداری کا اہم ترین مرکز اودھ رہا ہے۔ نوابین اودھ نے ایام عزا کو سرکاری چھٹی قرار دے دیا تھا۔ اس کے علاوہ عزاداری کی بقا و نشر و اشاعت میں پورے جذبۂ ایمانی سے کام کیا۔ نام حسینؑ پر لکھنؤ میں عالیشان امام باڑے بنوائے عزاداری کی بقا اور مذہبی و دینی امور انجام دینے کے لیے لاکھوں روپے کے اوقاف قائم کیے تاکہ یہ سلسلہ ایمانی جاری و ساری رہے۔ اگر عالیشان امام باڑہ آصفی، شاہ نجف حضرت گنج اور حسین آباد کے چھوٹے امام باڑے وغیرہ کو دیکھنا ہے تو محرم میں دیکھیے۔ ۹/۸/۷ محرم کو امام باڑوں کی آرائش و زیبائش کو دیکھنے کے لیئے زائرین ہی زائرین نظر آتے ہیں۔ دوسری طرف امام باڑہ غفرانمآب، امام باڑہ تقی صاحب، جامعہ ناظمیہ، شیعہ ڈگری کالج نخاس امام باڑہ آغا باقر امام باڑہ آغا وصی، وافضل محل کی مرکزی مجالس میں ہزاروں ماتم داروں کی شرکت نے عزاداری کی شان میں اضافہ کر دیا ہے۔ شاہی دور کے جلوس محرم کے مصارف کی اب ہم مختصر تفصیل پیش کرتے ہیں۔ دو کروڑ روپئے کی لاگت سے نواب آصف الدولہ نے اپنا امام باڑہ بنوایا تھا۔ ہر سال محرم کی پہلی تاریخ سے ۱۲ محرم تک تقریباً پانچ لاکھ روپئے صرف ہوئے تھے۔

محرّم کے دوران ہر امیر و غریب کے گھر جا کر نذر و نیاز چڑھاتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق ۲۵ جولائی ۱۷۹۵ء میں شام کو نواب آصف الدولہ اپنے امام باڑے میں تشریف لائے۔ میاں عالم علی خاں کی حویلی سے حضرت قاسمؑ ابن حسنؑ کی یاد میں جلوس مہندی برآمد ہوا۔ نواب موصوف نے روضہ خوانی سماعت فرمائی اور ماتم کیا۔ پھر

Presented by www.ziaraat.com

محل سرا میں قدرے آرام کے بعد سواری میں بیٹھ کر امام باڑہ آغا باقر گئے۔ وہاں زیارت کی نذر گزاری اور واپس آ گئے۔ منشی جوالا پرشاد لکھتے ہیں ''محرّم کا چاند نمودار ہوتے ہی نواب سعادت علی خاں کا گھر کا گھر سیاہ پوش ہو جاتا تھا۔ ساتویں تاریخ سے حکومت کے سارے کام کاج روک دیئے جاتے تھے اور تمام اراکین سلطنت دسویں تاریخ تک نواب کے ساتھ شہدائے کربلا کا غم مناتے تھے۔ (انوار السعادت)

غازی الدین حیدر کے زمانے میں امام باڑہ شاہ نجف حضرت گنج میں محرم کی روشنی قابل دید تھی۔ ڈاکٹر سیّد اطہر عباس رضوی نے اپنی کتاب ہسٹری آف شیعہ ان انڈیا جلد۲ میں ۷ محرم کی روشنی اور جلوس مہندی کے بارے میں بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ جلوس مہندی کے بارے میں امام باڑے شاہ نجف میں ریز رویشن آن دی مسلمان آف انڈیا میں تفصیل سے موجود ہے۔ بادشاہ نصیر الدین حیدر کے زمانے کی عزاداری اور اس کے مصارف کے بارے میں ولیم نائیٹن نے بہت کچھ لکھا ہے۔

ولیم نائیٹن ساڑھے تین سال تک نصیر الدین حیدر شاہ کے مصاحب رہا اور روزانہ کے واقعات بطور یادداشت لکھتا رہا ہے۔

According to william Knighton's estimate the reigning Nawab spent "up-wards of three hundred thousand pounds" on Muharram celebrations.

محمد علی شاہ نے امام باڑہ حسین آباد بنوایا۔ موم کی ضریح کی ابتدا کی۔ حسین آباد ٹرسٹ کی طرف سے جس طرح موم کی شاہی ضریح کا جلوس نکالا جاتا ہے اسی طرح ۷/ محرم کو شاہی جلوس مہندی بھی امام باڑہ آصفی سے بڑی دھوم دھام اور شاہی انداز میں اُٹھایا جاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پروفیسر سیّد مسعود حسن رضوی مرحوم لکھتے ہیں کہ محمد علی شاہ بادشاہ اودھ بانیٔ حسین آباد مبارک بڑے مذہبی اور خوش عقیدہ بزرگ تھے۔ انھوں نے ۲۱ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کو خواب میں جلوس مہندی کے سامان کو دیکھا تھا۔ خواب سے بیدار ہونے کے بعد انھوں نے اپنے اس خواب کو اپنے مقرب خاص حمید الدولہ رضا قلی علی خاں بہادر سے بتایا تھا۔ فارسی کا یہ نسخہ شاہی مطبع کا چھپا ہوا مسعود رضوی صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ حسین آباد ٹرسٹ کی جانب سے قدیم عرصہ سے نکلنے والا مہندی کا جلوس ۷رمحرم کو امام باڑہ آصف الدولہ سے رات میں برآمد ہوکر حسین آباد کے امام باڑے میں تمام ہوتا ہے۔ ماہی مراتب مچھلی، شیر دہاں، چاند سورج تاج وغیرہ ہاتھوں پر بیٹھے ہوئے لوگ نظر آتے ہیں۔ اونٹوں کی قطاریں، مختلف باجوں کے دستے ماتمی دھنیں بجاتے ہوئے کئی رنگ کی جھنڈیاں بردار لوگ۔ روشن چوکی مختلف سجے ہوئے، پھولوں، میووں سے بھرے ہوئے خوان، سامان مہندی، ہاتھوں میں لئے ہوئے روشن قندیلیں، ذوالجناح، گہوارۂ علی اصغر، مرثیہ خوان، خوشنما کشتی نما مہندی (یعنی پالکی) لے جاتے ہوئے لوگ انجمن غنچہ مہدیہ، نوحہ خوانی کرتی ہوئی انجمن اودھ کے آخری تاجدار واجد علی شاہ ۷رمحرم کو جلوس مہندی میں شریک ہوتے تھے۔ نواب نشاط محل منت کا چھلا اور ناڑہ واجد علی شاہ کو پہناتی تھیں۔ آخر میں میاں احسان مرثیہ گو کے نوحہ کے اس مطلع پر اپنا مضمون کرتے ہیں۔

رن میں بیوہ حسنؑ کی پکاری
میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

(مولانا محمد علی حیدر نقوی ۔ روزنامہ صحافت لکھنؤ۔ محرم نمبر ۱۴۲۲ھ)

Presented by www.ziaraat.com

باب ۔۔۔۔۔۔ ۵

کربلا میں حضرت قاسمؑ کی شادی ہوئی تھی

﴿۱﴾

بمان علی کرمانی براجی:

بمان علی کرمانی (تخلص ... براجی) نے بادشاہِ ایران فتح علی شاہ قاچار کے عہد میں مثنوی ''حملۂ حیدری'' تصنیف کی تھی، یہ کتاب ''روضۃ الشہدا'' کی تالیف سے پہلے کی ہے۔ بمان کرمانی نے تفصیل سے ''عقدِ قاسمؑ'' لکھا ہے، ظاہر ہے ''روضۃ الشہدا'' سے پہلے کوئی مقتل اُن کے پیشِ نظر تھا۔

''در وصفِ قاسمؑ ابن حسنؑ''

ایک ایسا نوخیز، سروآزاد دکھائی دیا (دیکھا) کہ طوبیٰ اس کی (دہشت) سے بید کی مانند لرزتا دکھائی دیا۔

گیسو کی دو پریشان (لڑیاں)، دل جوش سے بھرا ہوا وہاں وزبان راز سے واقف

Presented by www.ziaraat.com

مگر خاموش، مجسم سروری کے لائق، پیغمبرؐ کی زیبائی رکھنے والا شہزادہ برجِ رسالت سے خیر و برکت لیے ہوئے، اوجِ نبوت کے ایک تنومند پودے کی طرح۔

اس کی آنکھیں ایسی ہوگئی تھیں جیسے دریائے خون لالہ رخ جیسے گال سیمگون تھے، سرخ گال سفید ہوگئے تھے۔ باغ نبیؐ کا تازہ نہال تھا اور طوبیٰ نے اپنے آپ کو اُس کے واسطے سجایا تھا۔

اور وہ ایسا تھا کہ آفتاب کا سایہ بھی اُس پر نہ پڑا تھا اور چاند نے ابھی تک اپنی مشکیں نقاب نہیں ڈالی تھی، اور وہ ایسا تھا کہ جس دن کے سواد سے شب قدر دُور تھی اور شب قدر کو جو نور حاصل ہوا اُس کے چہرے کو دیکھ کر ہوا۔

اُس کے سامنے عقد پروین کی چمک دمک ماند پڑ گئی ستارہ سورج میں گم ہو گیا۔

اپنے چچا کی مدد کے لیے شوق و شغف کے ساتھ۔ دل آئندہ اور ہتھیلی پر جان لیے ہوئے۔

شہنشاہِ والا امام حسینؑ نے جب اُس خوبرو کو دیکھا، تو ایسا لگا جیسے ایک جہاں نے اُس خوبرو کو دیکھا۔

حسرت سے اُس کے چہرے پر نگاہ کی، جواب میں سوائے اشکِ خونیں کچھ نہیں تھا۔

اپنی زبان مبارک سے اُس سے اس طرح گفتگو کی اور اُس نوجوان کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اے بوستانِ نبیؐ کے تازہ پھول، گلستان علیؑ کے گل گلبن اس رزم گاہ میں ترا خیر مقدم ہے کہ اس وقت تو میرے پاس آیا۔ کتنا اچھا ہے وہ جو جانے کا ارادہ کرے۔ خدا تیرے چہرے کو روشن تر کرے۔

خوشا وہ کہ جو اِس ساعت آخریں میں دمِ واپسیں ترا چہرہ دیکھے۔ اس قد و قامت کا نظارہ کرے اور اس کے بعد روز قیامت ہو۔ تیرے حسین چہرے پر اپنی جان دے، تجھے دیکھے اور جانان کو اپنی جان دے تُو اس کارزار میں کیوں آیا ہے؟ تجھے ان کاموں

Presented by www.ziaraat.com

سے کیا تعلق ہے؟ دلبر سے دلدار کیا راز سننے آیا ہے؟ جواب میں صرف گریہ ہے گریہ!

خونابۂ دل سے چہرے پر خون مَلنا ہے! اور اُس سے چہرے کو رنگین کرنا ہے۔

تیری صف کا جلوہ کبریا کی صف میں ہے۔

تیری عنان لامکان کے عرصہ کے لیے ہے اور جہان آفرین بھی تیرے ساتھ ہم عنان ہوگا۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

تیری کمان کے قوس کو معراج پیغمبری کے سبب۔ برتری حاصل ہے، تیری کمان کا خم چرخ فلک ہے اور تیری سناں سے سماوسمک ظاہر ہوتے ہیں۔

کتنا اچھا ہے تیرا آنا اس جولانگاہ میں، اس جنگِ نیلوفری میں۔ تیری تلوار دنیا میں بجلی بن جائے گی اور بجلی سے آگ اور پانی ظاہر ہوگا۔

وہ تیر جو تیری کمان سے جائے گا وہ نو آسمان سے بھی اونچا نشانہ مارے گا، کیا عزم لے کر تو میدان میں آیا ہے۔ تو اُس میدان کو جانے والے اولوالعزم نے جواب دیا

حضرت قاسمؑ کا جواب:

حضور کچھ کرم مجھ پر کریں اور دیکھیں کہ میں سینہ پر زرہ پیغمبرؐ پہنا ہوں۔ اپنے والد کے سلاحِ جنگ زیب تن کیے ہوئے ہوں اور اُسی جوشن سے اپنے جسم کو روشن کیا ہے اور اُسی خود کو اپنے سر کا تاج بنایا ہے کہ میرا سروقد رشکِ معراج ہوگیا ہے۔ اگر آپ اس طرح مجھے اپنی فوج میں شامل کرلیں تو پھر میری جنگ ملاحظہ فرمایئے گا۔

کیا میں سبطِ پیمبرؐ کی اولاد نہیں ہوں! کیا میرا خاندان گلشن حیدری نہیں ہے۔

میں شیر خدا کا دلبند کا حامی ہوں۔ ایک ہی حملہ میں لشکرِ مخالف کی ہوا اکھڑ جائے گی۔

میرے بال و پر دیکھئے میری تلوار دیکھئے میرے گھوڑے کی طاقت دیکھئے۔

Presented by www.ziaraat.com

اذنِ جہاد خواستن قاسمؑ

حضرت قاسمؑ کا حضرت سیّد الشہدا سے اذنِ جہاد طلب کرنا:

نبیؐ کا گرامی پوتا میں ہوں، میدان میں جان وتن کی فکر نہیں کروں گا، اپنے خون سے دامن نینوا کو پھولوں سے بھر دوں گا، کفار کے مقاصد کو باطل کر دوں گا، آپ اذن عطا فرمائیں اس کارزار کے لیے۔ کفر کیشوں کو ختم کر دوں گا۔ آپ پر درود ہو اے عمِ بزرگوار! خداوند آپ کے عمل سے خوشنود ہو اُسی نے ہمارے جسموں میں جان دی ہے۔ زمین وزمان ومکان بنائے ہیں، کون اس کام کا سزاوار ہوسکتا ہے۔

میرا جام اُسی بادہ کی مے سے بھرا ہوا ہے۔ اِس قُرعہ جنگ میں میرا نام بھی نکلا ہے۔

اس صحرا میں بے رحم قوم نے، ہماری قوم کے لوگوں کا خون بہایا ہے۔

اُن کے افسر خنجر وشمشیر سے میرا سرتن سے اُتاریں گے۔ نہ جنازہ ہوگا نہ غسل وکفن پاؤں گا۔ نہ ہی کوئی انجمن مجھ پر روئے گی لیکن آج سے قیامت کے دن تک۔ زمانہ میرے تابوت کے سائے میں ہوگا زمین پہ آج سے رستخیز (قیامت) تک چشمِ دوراں مجھ پر گریہ کرے گی میرے خون سے یہ جہاں جوش میں آئے گا۔ آسمان وزمین پُرخروش ہونگے مرد وزن کی آنکھیں پُرنم ہونگی اور ہر گھر میں ماتم ہوگا۔ آپ دل سے ہر طرح کی تشویش دور کر دیں۔ اہل سرا سے غمگسار پردہ رکھیں گے۔ اسی طرح اس راز کو سر بسر سینہ بہ سینہ۔ بھائی، بھائی سے اور باپ بچوں سے بیان کرے گا۔ اس کی آہ چاند کی وسعتوں سے آگے چلی گئی۔ آنسو بہائے اور جیسے دم رُک گیا سانس رُک گئی۔ وہ سرورواں تعظیم کو خم ہوا۔ سمند کے پاؤں کو چھوا۔ چرخ بلند خاک نشین ہوا۔ اور جب اُس نے شاہ کے اسپ کے سُم کو بوسہ دیا تو نو گنبد آبنوس کو رونا آیا چہرہ پہ اُس کی خاک کو مَلا اور یزدان

Presented by www.ziaraat.com

پاک کی شان میں ستائش کی کہ اے وہ کہ تیرا مقام بلندی سے بھی برتر ہے۔ میرے دل کے راز سے آگاہ تر ہے۔

حضرت قاسمؑ کا اپنے عمِّ بزرگوار سے منت سماجت کرنا اور اِذنِ جنگ طلب کرنا

میرا رُوئے نیاز آپ کی طرف ہے۔ اپنے لطف سے مجھے نا امید نہ کیجئے۔ میں اگر اذنِ جنگ پا جاتا ہوں تو جان فشانی کرنے میں کوئی سُستی نہ کروں گا اور اگر اس رزمگاہ میں مارا جاتا ہوں تو میرے خون کا خدا گواہ ہوگا۔ اللہ کے نزدیک گرامی قرار پاؤں گا اور آسمان کی جولانگاہ میں نامی ہوگا۔

اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا تو میرا انجام برا ہوگا۔ قیامت میں جب سب لوگ آئیں گے۔ پروردگار کے سامنے، شہیدوں کا لباسِ شہادت خون سے بھرا ہوا ہوگا ہاتھ پاؤں، اور سر خون میں ڈوبے ہوئے اُس عرصہ گاہ میں خودنمائی کریں گے اور میں اللہ کے سامنے عذر خواہی کروں گا، آپ کے ساتھیوں کی پُرخون جبین، جہاں آفرین کو اپنی طرف مائل کرے گی، وہ اللہ کے نزدیک ہونگے۔

میں اُس انجمن میں نہیں ہونگا۔ خونین کفن شہیدوں کے ساتھ میں جب اس دشت میں تشنگان کو دیکھتا ہوں، مجھے اپنے جسم میں جان پر افسوس ہوتا ہے۔ حسرت کی نگاہ سے اُن کو دیکھتا ہوں۔ وہ چلے گئے اور میں یہیں محروم رہ گیا۔ پدر کے ہتھیار میرے جسم پر سجا دیں اور مجھے اس راہ میں سرفراز فرمائیں تاکہ میں اس رزمگاہ میں کامرانی دکھاؤں اور خون سے زینتِ نوجوانی کروں اُس کی گفتار سے شاہ کا دل بھر آیا۔ دل سے ایک آہ آسمان کی جانب چلی جواب کے لیے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا:۔

اے زندگی سے سیر تو اس رزمگاہ میں فرخندگی ڈھونڈتا ہے اس کارزار میں تو کیا

Presented by www.ziaraat.com

کرے گا۔خبردار سوئے رزمگاہ مت جا اس انجمن سے سوئے پیکار مت جا۔اپنے پر اور مجھ پر رحم کر طاقت وصبر کا لباس پہن لے۔میرے دل کو اس وقت مت دُکھا۔میں تجھے رزمگاہ میں کیسے دیکھوں گا۔اے میرے دلجُو بتا کیسے دیکھوں جب میں تجھ کو دیکھتا ہوں۔میری آنکھوں میں بھائی کی تصویر آجاتی ہے، تجھے دیکھنے سے اُن کا دیدار ہوتا ہے۔اُن کا قد تجھ سے برابر تھا کیا وقت تھا کہ وہ ہم کو چھوڑ گئے اور ہم خونِ دل میں غلطاں ہو گئے انھوں نے حسرت سے میری طرف دیکھا، تیرے بارے میں مجھ سے راز داری سے گفتگو کی کہ اِس کو میری جگہ سمجھنا۔ان کی عزت میری عزت ہے اس داستان کی آج انتہا ہے شاید۔پاداش کا دن آپہنچا اگر تجھے جنگ آوری کی اجازت دے دوں، مجھے اس فیصلے پر خدا سے شرم آتی ہے کہ آج میرے رشتہ دار اور دوست احباب اور ہر وہ کہ جنھوں نے اس انجمن سے جنگ کی۔بے کفن ہیں، بے مغفر اور بغیر جوشن کے پڑے ہیں۔خنجر سے اُن کا سر جسم سے الگ کر دیا جاتا ہے۔

لیکن جان آفرین کے نزدیک یہی پسندیدہ ہے اور چرخ بلند اُن پر گریہ کناں ہے۔
میں تجھے خون میں غلطاں کیسے دیکھوں گا بتا! تیرے جسم سے سر کو دور کیسے دیکھوں گا!۔
کیا تو یہی چاہتا ہے کہ قیامت میں اپنے بھائی کے سامنے شرمندہ ہوں۔

حضرت قاسمؑ کا اپنے چچا کے ساتھ مکالمہ

شہزادہ نے جب شاہ کی گفتار سنی تو ایک آہ کھینچی جو چاند اور سورج تک گئی۔

روح سے ایک چنگاری گریہ کی شکل میں نمودار ہوئی۔گویا چہرہ پہ جگر کا خون آگیا یعنی چہرہ سرخ ہو گیا اور کہا آپ مجھے والد کی طرح گرامی ہیں۔یہی انصاف ہے اے دادگر۔

آپ کے پاؤں پہ میرا سر ہو یہی میری آرزو ہے۔اس راہ میں سرفراز ہونا ہی میری

Presented by www.ziaraat.com

آرزو ہے۔

آج آپ سے وہ راز بتادوں۔ کہ اُن (پدر) کی آواز آج بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

آپ کی راہ میں تن و جان قربان کردوں اور جانان کا نظارہ کروں۔ آپ کے قدموں میں جان ہار جاؤں۔ آپ کے نقش قدم پہ جان فدا کرنا ہی میرا مقدر ہے۔

آپ کے سامنے جسم کو جان سے خالی کردوں، آپ کے سامنے اپنے سر کو جسم سے جدا کردوں، جان کے بدلے تیر وسنان خریدلوں، نقد جان آپ کی راہ میں فدا کردوں، اگر میری آرزو پوری نہیں ہوئی قیامت کے دن میں کیا کروں گا سوائے شرم کے الست کے دن بزم ازل کے ساقی نے مجھے اس دن کے نشے سے مست کر رکھا ہے۔

مجھ سے والد کہا کرتے تھے اک دن آگ برس رہی ہوگی وہ کہا کرتے تھے اور میری روح تڑپا کرتی تھی فرمایا کرتے تھے اور آنکھوں سے خون بہایا کرتے تھے اس لشکر جرار کو بہت یاد کرتے تھے فرماتے تھے امت جب دشمنی پر کمر باندھ لے اور خیر البشر کے قتل پر آمادہ ہو جائے تو تو دیکھے گا وہ تنہا اس دشت میں جنگ لڑ رہا ہوگا میں نے تجھے اس وقت کے لیے تیار کیا ہے۔ میری طرف سے تو اس کی راہ میں جان نثار کرے گا، اپنے اوپر مہربانی کرے گا۔

بس میں چاہتا ہوں کہ اس رزمگاہ میں آپ کے قدموں میں سر دوں اور اس آسمان کے سامنے اپنے چہرہ کو خون میں ملوں۔ جو آج کے دن آپ پر جان فدا نہیں کرے گا وہ اللہ سے کیا وفاداری کرے گا؟

یہ کہہ کر اس نے چہرے پہ خون کے آنسو رواں کیے اور شاہ کی طرف بہت محبت سے دیکھا اپنے بازو سے ایک خط کھولا اور جوش کے ساتھ شاہ کو دیا کہ میرے والد کی ایک

Presented by www.ziaraat.com

یادگار ہے اور اس دشت میں میری غمگسار ہے۔ شاہ نے جب اُس خط کو دیکھا جو کچھ اُس سے سُنا تھا خط میں لکھا دیکھا، کئی مرتبہ چوما اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے گریہ کیا، آنکھوں سے لگایا، خط کو سر پہ رکھا بھائی کا خط جب بھائی نے دیکھا۔ بھائی کے بیٹے کی طرف محبت سے دیکھا، آگے بڑھے، جوش و خروش کے ساتھ زمین پہ گر پڑے اور ہوش نہ رہا ہوش آیا تو گریہ کرنا شروع کیا اُس دل آرام یعنی قاسمؑ کو سینے سے لگالیا اور کہا کہ اے قرارِ قلب تو نے اپنے پدر کو اس خط کے ذریعے اپنا گواہ بنایا ہے۔ اللہ کے نزدیک میں کیا عذر خواہی کروں گا، بھائی نے اگر تجھ سے اس طرح وصیت کی ہے تو مجھ سے بھی تیرے بارے میں یہی گفتگو کی ہے۔ تھرتھراتے ہوئے ہونٹ اور چہرے پہ زردی تھی اور اس وقت ایک گرم آواز کے ساتھ مجھ سے یہ کہا تھا اگر میرا بیٹا راضی ہو تو اس لڑکی کے ساتھ جو خیر النساء کی ہم نام ہے شادی کر دینا۔

افسوس کہ زمانے کی بے مہری کے سبب میری امید کا شجر بار آور نہ ہو سکا۔ افسوس یہ آرزو دل ہی میں رہ گئی اور میری آواز منزل تک نہ پہنچ سکی۔

میرے کانوں میں ابھی تک اُن کی آواز ہے میرے کانوں میں وہی راز ہے۔ میں ان کے عہد یا فرمان کو پورا کروں گا تیرے عقد میں اپنی دختر کو لاؤں گا یہ کہہ کر گریہ کیا اور اُس کا ہاتھ پکڑا زمانہ اس کام سے ششدر رہ گیا۔

اور اُس کے ساتھ خیمہ کی جانب روانہ ہوئے غرفوں سے خورشید اور چاند متوجہ ہو گئے، خراماں خراماں اُس کا ہاتھ پکڑے خیمہ میں داخل ہوئے اور اپنی مسند پہ آ کے بیٹھے تمام بیبیاں دیکھ کر آہ و زاری کرنے لگیں اور اس طرح قریب آ گئیں جیسے چاند کے گرد ہالہ سب کے دل سوگوار اور پُرخون تھے سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، شاہ نے اُن سے ایک عجیب گفتار کی اور پھر اپنی بہن کی طرف پُرنم آنکھوں سے دیکھا دیدۂ تر

Presented by www.ziaraat.com

سے خونِ دل بہنے لگا اور پھر شاہ نے وہ خط اپنی بہن کو دکھایا۔ بہن سے بھائی نے تمام راز بتایا خط اور داستان کہہ کر سُنایا۔ کیا گزری زینبؑ پر جب اُس نے خط کو دیکھا اور اس خط پر بھائی کی مُہر بھی دیکھی اس مُہر کو اپنے چہرے سے ملنے لگیں ایسی پُر درد آواز سے روئیں کہ آسمان بھی رونے لگا اور اُس کے بعد شاہ نے بہن سے کہا، اس رزمگاہ میں بزم سجاؤ۔ اشکوں کے موتی کو اس بزم کی زینت بناؤ، یہ عجیب محفل تھی کہ کوئی مجلس آرا نہ تھا، کوئی صدا لگانے والا نہ تھا۔ مگر اس مجلس کو خدائے جلیل سجانے والا تھا اور اس بزم کا صدا لگانے والا جبریل تھا۔

دشت گریاں میں جب وہ عقد بندھا تو دو گیتی کے ملاپ میں زلزلہ سا ہوا۔ اس عقد کا گواہ خود جان آفرین بنا۔ نویسندۂ عہد روز الست نے اس عہد پُر خون دل سے نقش بنا دیا۔

حضرت فاطمہؑ کبرا کا حضرت قاسمؑ کے ساتھ عقد کا بیان

درد بھرے قلب اور محبت سے شاہ نے اپنی بہن کی جانب نگاہ کی اور کہا کہ یہ جشن زمانے میں یادگار رہے گا۔ زمانے نے ایسا جشن کبھی نہیں دیکھا ہوگا اس جشن سے دنیا کی آنکھیں پُر نم ہونگی اور اس سے دنیا پُر از ماتم ہوگی۔

دو گیتی اس بزم پر گریاں ہے، مچھلی سے ماہ تک سب نوا خوان ہیں میکائیل نے اس غم سے اپنے پر نیچے کر لیے اور قضا و قدر سے خروش میں آ گیا ہے۔

....یہاں سے ساقی نامہ کا آغاز ہے....

حضرت ابی عبداللہؑ سے امداد کا مبارزہ کرنا:

اس بزم سے اب اُس رزمگاہ کا آغاز کر ایک نئی زبان سے آغاز کر، شاہ خیمے کے در پہ ٹھہرے تھے کہ سپاہ مخالف کا بادل خروش کرتا آگے بڑھا سواران ہر طرف سے حملہ آور

Presented by www.ziaraat.com

تھے دشمنی کی کمانیں تانیں ہوئے تھے، سپاہ کی گرد اور سواروں کی آوازوں سے چاند اور سورج بادلوں میں چھپ گئے، ہر طرف سے دیو صفت آگے بڑھے شاہ سے جنگ کرنے میں سخت کوش ہوئے کمانوں میں تیر لگائے جانے لگے۔ پیکان تیر سے نوک خدنگ سے آسمان رنگ رنگ نظر آنے لگا، سنانیں خیموں کی طرف راست تھیں اُس کی آواز آسمان تک جاتی تھی۔ ظلم کا بازار تھا کہ اُس دشت میں قیامت برپا تھی کارزار میں ہر طرف درندے نظر آتے تھے جو داماد کے خون کے لیے تیار تھے، ہر طرف سے عدو کمند اُٹھائے ہوئے تھے، دیو تھے جو ہر طرف کمان کھینچے ہوئے تھے شاہ دوران کے خلاف زمانہ سر اُٹھائے تھا شاہ نے حسرت سے نگاہ کی اس بزم سے اُس رزمگاہ کی طرف داماد کے لیے، کسی کا رنگ زرد تھا کوئی کہتا تھا عروس (قید) ہو جائے گی کوئی ماتم میں اپنے بال کھولے تھا کوئی غم کی شدت سے اپنے کو پیٹتا تھا کوئی رو رو کر ہلکان ہوتا تھا کوئی اپنے منہ پر خاک ملتا تھا کوئی اس وقت غم کی باتیں کرتا تھا کہ اچانک سواران نازل ہو گئے۔

شاہ کے خیمے کی جانب تیغ تانے ہوئے عرب قوم کے درندے پہلوان، لبوں پر جن کے ھل من مبارزٍ کی صدا تھی کہ اے پاک فرزند شیر خدا اگر کوئی نہیں ہے خود مقابلہ کے لیے آیئے صدائیں دیتے تھے اے سبطِ خیر البشر میدان کی جانب کیوں نہیں آتے ہیں۔ کیا دیکھا کہ قاسمؑ وہاں سے برآمد ہوئے۔ ہاتھوں کو ہلاتے ہوئے اور پاؤں رعب سے زمین پر رکھے شاہ کے سامنے ادب سے کھڑے ہوئے اور یوں لب کشا ہوئے، شاہ عرب سے طلبگار جہاد ہوئے، شاہ نے روتے ہوئے کہا اے کامجُو تمھاری مراد پوری ہونے کو ہے، داماد نے جب سنا زمین کو بوسہ دیا اور کہا میری جان پاک آپ پر قربان۔

اس رزمگاہ میں اب میرا جینا تنگ ہو گیا ہے، اور مجھ پر جنگ کرنا فرض ہو گیا ہے

Presented by www.ziaraat.com

ہنگامہ کارزار برپا ہو چکا ہے، اور میں اس لشکر بیکراں کو موت کا مزہ چکھاؤں گا۔

حضرت قاسمؑ کا اپنے چچا کے پاس اذن جنگ کے لیے آنا

اے سلطان! ذرا اس رزم گاہ کا نظارہ کریں اس رزم کو زینت بخشیئے دیکھیے گا میں اِس فوج کے ساتھ کیا کرتا ہوں اعداء کے خون سے دشت کو گلگوں کروں گا ناموروں کے سر اُتاروں گا، دیوخوبان کو گزند دوں گا شمشیرِ تیز سے اور نوک سنان سے اس فوج میں قیامت مچا دوں گا، شاہ نے جب اس کی گفتار سُنی اُس کی طرف دیکھا اور آنسو جاری ہوئے اور کہا کہ اے یادگارِ حسنؑ تجھ پر زمانہ ابد تک گریہ کرے گا، یہ کہا اور اُس کو زرہ پہنائی جہاں آفرین نے اُن دونوں کی تعریف کی رسولؐ خدا کی زرہ اس کے زیب تن کی لہو بھری آنکھوں کے ساتھ اُس کو آراستہ کیا، اپنا خود اس کے سر پہ رکھا، آسمانی زیور اُس پر نثار کیے اس کے سلاح کو گھوڑے پر برابر کیا، اُس کو دیکھا اور زار زار گریہ کیا۔

دلھن کا خیمہ سے باہر آنا رخصت کے لیے (خداحافظی)

اِدھر رزمگاہ کی طرف حضرت قاسمؑ نے گھوڑے کو آگے بڑھایا دلھن کی آواز گریہ سے بزمگاہ گونجنے لگی۔

دلھن حجلہ سے کیا باہر آئی، آسمان پر اک قیامت مچ گئی، زمین و زمان میں سوگ ہونے لگا۔ چاند اور سورج خروشان و فغان میں مبتلا ہوئے اور جب دلھن، دولھا کی طرف بڑھی ماہ و مہر کا رنگ زرد پڑ گیا۔

دولھا کے قریب روتی ہوئی گئی، بال بکھرائے ہوئے اور چہرے پر نگاہ کرتے ہوئے کہا کاش میں بھی تیرے ہمسفر ہوتی، میری طرف کیوں نہیں دیکھتے۔

آنکھوں پہ پردہ کیوں ڈالے ہو مجھ سے آنکھیں کیوں چراتے ہو خدارا میری طرف اپنے چہرے کو کرو، میری ساری آرزوئیں تم سے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

بیرون آمدن عروس از خیمہ بمشایعت

خدا کے لیے میری طرف رُخ کرو۔ کہ میں تیری آرزو لیے ہوئے ہوں، یہاں میرا اور تیرا ملن لکھا ہے۔ مت جاؤ، میری طرف دیکھو کہ کچھ دیر کے لیے فرصت ملی ہے۔

اس پردۂ آبنوس میں تیری طرح دولھا اور میری طرح کی دلھن دنیا نے نہ دیکھی ہوگی مجھے نہیں معلوم کہ تو کب (دوبارہ) ملے گا مجھ سے اس طرح کیوں منہ موڑے ہے؟ افسوس کہ کتنے ہی ماہ و سال سے تیری راہ تک رہی ہوں شب ہجر آ گئی، مگر روز وصال سے محروم ہوں، میں رات اور دن فراق کے غم میں روتی ہوں، شبِ ہجر میں روز فراق میں، بس اب رونا ہی رونا ہے، اس جگہ تیرے بغیر میں اسیر ہو جاؤں گی۔ ستمگاروں کے ہاتھوں گرفتار ہو جاؤں گی، خدا کے لیے میری تنہائی پر نظر کر دلِ زار تیرا شیدا ہے۔

کہا اِس چرخ کہن کی گردش نے کہ دلھن کو قیدی دیکھا ہوگا، میرے ساتھ عہد و پیمان کو تو نے نجانے کیا دیکھا کہ توڑ دیا۔ میں تجھ سے (رشتے) جڑنے پر سرفراز (سرخرو) ہوئی ہوں میرا دل تجھ سے ملنے سے خوشحال ہے، خدا کے لیے، خدا کے لیے اے میرے راہبر مجھے اس راہ میں اپنے ساتھ لے چل، تیرے راستے میں آنے والی سنانوں کے لیے اپنے جسم کو سپر بناؤں گی، تیرے گھوڑے کے سُم سے میرا سر گِھستا چلا جائے میرا پیکر تیرے فتراک کی زینت بن جائے۔ اگر کوئی تیری طرف تیر مارے تو پہلے میرے جگر کو نشانہ بنائے۔

یہ کہتے کہتے اپنا سر اُس کے قدموں پر رکھ دیا تڑپتی رہی اور خاک کو اپنے منہ پر ملتی رہی، اے میرے فریاد رس، میری تنہائی کے ساتھی اس بیکسی میں میرے ساتھ رہ، دولھا

Presented by www.ziaraat.com

نے جب اُس کی گفتار سُنی تڑپ گیا اور کہا کہ ''دانائے یزداں (اللہ) تجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے تو سرانجام اپنی نیکی کو پائے۔

آؤ تمھیں اب مژدہ سُنا کر خوش کروں، کہ یہ ابھی جو قیامت برپا ہے۔ (گویا کچھ دیر کے لیے ہے)، تیری نشست تو پروردگار کے قرب میں ہے، جہانِ آفرین تیرا حجلہ سجانے والوں میں سے ہے۔

وہاں میں تجھ سے اپنی مراد پاؤں گا اور وہاں تو مجھ سے آرام پائے گی، اس دن کے لیے روزِ ازل سے تیاریاں تھیں کہ لم یزل نے بزم جہاں کو اسی دن کے لیے سجایا تھا تو اس بزم کو دو جہاں سے کم مت سمجھ مرتبے میں کہ اسی بزم کے لیے جہاں کی بزم بنی ہے، اس رزم گاہ میں ملائک سر جھکائے کھڑے ہیں تمام خلائق کی نظریں اس طرف ہیں، آج سے روز شمار (قیامت تک) یہ بزم زمانے میں قائم رہے گی گویا زندہ رہے گی، باقی رہے گی، اس طرح کا نیا نیا دولھا اور تیری طرح کی نئی دلھن اس بزم میں خاکبوس ہو جائیں گے اگر آج کا دن زمانے میں نمودار نہ ہوتا تو جہاں میں سکون و قرار نہ ہوتا، خلد بریں کی زینت ہونے پر میں شاد ہوں، ایک زمانہ شاد ہوگا میری شادی سے۔ اگر اس دنیا میں یہ شادی نہ ہوئی تو اس دنیا کا کوئی ٹھکانہ کوئی مقدر نہیں ہوگا۔

زمانے بھر کے گناہ گار اسی حجلہ کے نیاز مند ہونگے اے کبریٰ دیکھنا تیرا حجلۂ عروسی مہینوں اور سال کے اندر اندر دنیا کے لوگوں کے لیے قیامت تک سجدہ گاہ قرار پائے گا، ملوک اور ملائک اپنی حاجتوں کے لیے اسی خاک پر اپنی جبینِ نیاز جھکائیں گے، جو اس حجلہ گاہ پر روئے اور رُلائے وہ عذر و گناہ سے نجات پائیں گے گناہ سے نیکی کی طرف مائل ہو جائیں گے دوزخ سے بہشت کی جانب چلے جائیں گے۔ دو سو کعبے ہر روز اس حجلہ گاہ کا طواف کرتے ہیں۔ اس حجلہ گاہ میں جبریل کا دل دھڑکتا ہے اور اس کی خاک

Presented by www.ziaraat.com

کو ایک جُنت سمجھتا ہے اس کی زیارت کو فلک زمین پر آجاتا ہے اس حجلہ گاہ کو ملائک اپنی سجدہ گاہ سمجھتے ہیں اسی بزم کی وجہ سے بزم جہاں گلزار ہے۔

قدسیوں کا دل اسی کی صدا سے روشن ہے، اس حجلہ گاہ میں اگرچہ غم وخوشی ساتھ ساتھ ہیں ایک جہان اس شادی کی تقریب میں شریک ہے تمھیں معلوم ہے خدا نے ہمارے حجلہ گاہ کو کیا رتبہ دیا ہے وہ خود ہمارے حجلہ کا پردہ اُٹھائے گا۔

خدا خود اپنی رونمائی کرتا ہے رحمت خدا کا رخ ہماری طرف ہے، خیر النسا نے تجھے زیور پہنائے ہیں اور نبیؐ نے تاجِ عزت تیرے سر پہ رکھا ہے، ید داوری مشک بیزی کرتا رہے یعنی دست خدا (حضرت علیؑ) ہمیں خوشبوئیں لگاتا ہے۔

ذکر وصیت حضرت قاسمؑ با فاطمہ کبرا نوعروس

مریم کے جیسی رُتبے والی کنیزی کرتی ہیں، اب تم دل کو وسوسوں سے آزاد کرو اور اس رزم اور اس بزم سے دلشاد ہو جاؤ، ایک اور راز تم پہ آشکار کروں کہ جس کو میں اور میرا خدا جانتا ہے۔

جان لو کہ میرے بعد جب تم دنیا کو دیکھو تو کبھی یہ نہ کہنا میں نامراد کیوں ہوگئی، جب میں مارا جاؤں گا اس کے بعد تم قید ہو جاؤ گی یہ چرخ پیر کیا رنگ دکھائے گا۔

خولی تمہارے ہاتھوں کو باندھ دے گا اور پھوپھی کو اور تمہیں ایک ہی رسی میں باندھے گا تم شمر کے طمانچوں سے لہولہان ہو جاؤ گی تمہارے کانوں سے شمر گوشوارے نوچ لے گا اور جب حجلہ گاہ کی جانب سپاہ آئے حوادث کی ہوا اُس طرف ہوگی عدو نیزے سے تمہارے زیور اُتارے گا اور دشمن دین تمہارے سر سے چادر چھین لے گا، تمہارے شانوں کو سنان سے زخمی کر دے گا، حسین کی کمند ہوگی اور تمہارے بازو ہونگے حجلہ گاہ سے تم کو بے درنگ نکالیں گے شامی اور کوفی فوج تم کو اسیر کریں گے تم بھی رسولؐ

Presented by www.ziaraat.com

انام کے اہلِ بیت کے ساتھ سوئے شام جاؤ گی، تو راہ میں اپنے ساتھ مجھے پاؤ گی میرا سرسنان پہ بلند دیکھو گی، یہاں اس وقت ایک جشن برپا ہو رہا ہے مگر ایک ہمارا عیش قیامت کی زینت ہوگا (یعنی) جب انصاف کے لیے اللہ کے پاس شفاعت کے لیے تم زہراؑ کے ساتھ آؤ گی۔ بس تم اس حجلہ گاہ میں منتظر رہنا میں میدان سے تھوڑی دیر میں تمہارے پاس آؤں گا، میرا سر بے جسم اپنی آغوش میں لینا اور تن بے سر کو اپنی آغوش میں لینا، میرے زخموں کا مرہم تمہارا دیدار ہوگا میرا خون تمہارے بالوں کی مہندی ہوگا، اس حجلہ گاہ میں تمہیں دیکھوں گا، تمہارے چہرے پہ ایک حسرت کلی نگاہ کس طرح تم میرے جسم کو اپنی آغوش میں لوگی میرا جسم تو تیر اور خدنگ سے بھرا ہوگا، اور اس وقت جب تم اپنا رخسار میرے چہرے پہ رکھو گی میں یہ آرزو کب سے رکھتا ہوں میرے خون سے تمہارا سر اور چہرہ گلگون ہو جائے گا، گلگون قبا دولھا کے خون کو دیکھو گی میری جدائی میں تم گریبان اور دل چاک کرو گی، اپنے رخسار سے میرا چہرہ، خون صاف کرو گی، اپنے چہرے اور بالوں کو پریشان نہ کرو میرے پیام کو سمجھوا ے گرامی قدر میری زبان تمھاری زبان سے بات کرے گی میری آواز کے ساتھ مسکراؤ کہ میں تم پر جان و دل سے فدا ہوں، تمہارے قدموں پر دونوں جہاں نثار کردوں، اگر میرے جسم میں ہزار بار جان آئے وہ میں تمہیں ہدیہ کروں گا۔

کتنا اچھا ہے کہ میں اپنی جان تم پر قربان کروں وہ وقت کتنا اچھا ہے تمہارے قدموں پر سر رکھوں لیکن ہائے یہ وقت کہ ہدیہ سے خجل ہوں میرا چہرہ اسی سبب سے منفعل ہے، وہ خون کتنا اچھا ہے کہ تمہارے قدموں پر ہے کتنا اچھا وہ جسم ہے کہ تمہاری خاطر جان دے دے، کیا شاہ کی مصیبت کے بارے میں کیا کہتی ہو بس اُن کی طرف مسکرا کر دیکھنا۔

Presented by www.ziaraat.com

پیام دادن قاسمؑ بعروس از جہت غم خود

اپنے والد (حسینؑ) کی طرف دیکھو اور نظروں کو پُر نور بناؤ بس اب میرا ماتم ان کے سامنے نہ کرنا۔ اور وہ وقت کہ جان ہتھیلی پہ رکھ کر صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھوں گا تمہارے چہرے کے سوا کوئی چہرہ نہ ہوگا، تمہاری راہ کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ ہوگا، تو مجھے اس وقت صدا دے کر بلانا، وہ راز پنہاں مجھے بتانا، اور جب میں کارزار سے کشتہ لوٹوں اپنا سر تیرے قدموں پہ فدا کروں گا، اپنے جسم کو تیرے قدموں پر ہدیہ کروں گا، تیری سجاوٹ کے واسطے میرا جسم ہوگا، اور تیرے لیے میری طرف سے یہ ایک کمترین تحفہ ہوگا۔ یہ تیرے لیے زیبائی کا ایک نقش ہوگا قیامت تک دنیا میں میری صرف یہی آرزو ہے کہ پھول کی مانند میرا سر تمہارے ہاتھوں میں رہے، میری آرزو پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے، میرا مقصد پروردگار جلد پورا کرے گا، میری طرف خون بھری آنکھوں سے کیوں دیکھتی ہو خدا تم کو تسلی عطا فرمائے۔

ارے ان ہی روتی ہوئی آنکھوں سے ہنس دو کہ یزدان کو تمہاری یہی ادا پسند ہے، جانان سے جان کی راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اسی بزم گاہ میں روئے نیاز سے، دولھا کی آواز دلھن کے کان میں کہ رزمگاہ سے ایک بانگِ کوس اُٹھی، دشمن کی فوج باآواز بلند، ھل من مبارزٍ کی صدا لگا رہی تھی۔

مبارز خواشتن اشقیا وزاری عروس

اس آواز سے شہزادۂ قاسمؑ کو غیرت آئی، اپنی جگہ سے اُٹھا سلاح جنگ کے ساتھ بزم گاہ سے رزمگاہ کی جانب چلنا شروع کیا چاند اور سورج کی محفلوں میں آہ وفریاد شروع ہوئی دولھا دولھن کے پہلو سے کیا اُٹھا، چاند اور سورج نے رونا شروع کر دیا،

Presented by www.ziaraat.com

دلھن کی آنکھوں سے اشکِ غم رواں ہوئے دولھا کے پیچھے پیچھے دوڑتی چلی آئی، آنکھیں دریا بہا رہی تھیں گویا ایک نیا گریہ ایجاد کر رہی تھیں کہتی جاتی تھی کہ اے میری امید! اے جانِ دل میرا پہلو چھوڑ کر کیوں جاتے ہو۔ میرا پہلو خالی کرتے ہو؟

تمہاری جدائی کا غم آج سے دل میں رہے گا، وعدۂ وصل توڑ کر جا رہے ہو قیامت تک کے لیے میں آج تمھیں کیسے دیکھوں! تمہارے جیسا میں کہاں پاؤں گی، میں قیامت تک تمہارا انتظار کروں گی، کیا تم اس کو آسان سمجھتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں یہ آسان نہیں میں شب ہجر کا شمار کروں گی۔ تمہاری جدائی کا غم دل پہ نقش ہو گیا ہے، کہ ابھی شادی تھی اور اب!

تم میرا پہلو چھوڑ کے جا رہے ہو اور مجھے قیامت تک انتظار کرنے کو کہہ رہے ہو، میرے دل ناصبور کا کیا علاج ہے کہ ہجر قریب ہے وصل دور ہے، دولھا نے جب دلھن کی آہ وزاری سنی تو کہا اس کا چہرہ فرطِ غم سے پیلا پڑ گیا تھا، اس کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے اس کی تسکین کے لیے اس نے اپنی آستین (بانہیں) پھیلا دی، اُس نے اپنی بانہیں کیا پھیلائیں، ایک روحانیت کا منظر سامنے آ گیا، کوئی یدِ بیضا نظر آ گیا، اور کلیم نے جو کچھ طور سینا پہ دیکھا تھا، اس آستین سے دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا، یہ ہر طرح سے دستِ یدِ بیضا نظر آتا تھا، اور پھر دو ہونٹ کچھ کہتے ہوئے نظر آئے کہ جہان آفرین کے نزدیک میرا رتبہ پہچانو، اس بازو اور اس آستین سے محشر میں جب اس آستین کے ساتھ اُٹھایا جاؤں گا زمین اور آسمان اس کے ساتھ ہونگے۔

فاطمہ کبریٰؑ نے جب اس آستین کے اندر دیکھا کچھ کہہ نہ سکی کہ کیا دیکھا، کردگار کے چھپے ہوئے راز اس آستین میں آشکار دیکھے روز ازل سے قیامت تک جو کچھ ہونا تھا وہ اس آستین میں دیکھا اس کے ہر تار سے نوائے پُر دُرد کی آواز تھی، اس کے ہر پور سے

Presented by www.ziaraat.com

ایک سچا نغمہ نکل رہا تھا، میں نہیں جانتی میں نے کیا کیا دیکھا، کہ بیخودی تھی لگتا تھا دل سے جان جدا ہوگئی ہے، میرا دل اب دولھا کے جانے سے خورسند تھا، کیونکہ دولھا نے اپنی دلپسند گفتار سے میرے دل کو آگاہ کر دیا تھا، پس پھر وہ چاند خیمہ گاہ سے۔ آوردگاہ میں خراماں خراماں چلا تو ایسا کہ گویا وہ داوری کرنے چلا تھا، پیغمبری خیمے سے ایک پیامبر چلا، آسمان نے دست اندیشہ سکیڑ لیے، اور فلک افسر نے غم کے مارے اپنا سر پیٹ لیا اور جب خیمہ سے رایت برآمد ہوا چاند اور سورج کی طرح اور وہ آفتاب اُس فہم سے برآمد ہوا کہ پردۂ نوحجاب کی آنکھ کا نور ہوگیا۔

جسم درع پیغمبری سے زیبا تھا اور اس درع سے حیدری شان نمایاں تھی، وہ نہاد میں محمدؐ اور صورت میں علیؑ اعتقاد میں حسنؑ اور شوکت میں حسینؑ، خراماں خراماں خیمہ گاہ سے باہر آیا، تو ایسا لگا ایک چاند برآمد ہوا۔ سارا لشکر کوفہ حیران تھا اور اس شکل وشمائل کا ثنا خوان ہوا جاتا تھا، ایک حیران ہوتا، دوسرا دانتوں سے لب دبا لیتا اور ایک کے آنسو اس کے غم میں زخم کو چیر دیتے، پورے لشکر میں ایک کہرام مچ گیا، ابلیس صفت اور دیوشکل بلبلا اُٹھے اور عمر سعد پہ جا کے پل پڑے، اپنے گرز اور شمشیریں پھینک دیں اس کے سامنے اور اونچی آواز میں کہنے لگے کہ تجھے اس خراب کام سے شرم نہیں آتی، ذرا اس نوجوان پر نگاہ کر کہ جس کے دیکھنے سے دل کو سرور ملتا ہے۔ اس کے رخسار سے یہ دشت منور ہوگیا ہے، چہرہ ایسا روشن ہے جیسے شب تیرہ میں آفتاب روشن ہو، ایسا لگتا ہے کہ پیغمبری شرق سے کوئی سورج طلوع ہوا ہے اور اس اُس آب و تاب سے خسروِ خاور (سورج) خیرہ ہوگیا ہے، آسمانِ جلال پہ ایک چاند چمک رہا ہے خیال کا لشکر سراسیمہ ہے، اُس طرف کے لشکر سے کوئی دلیر آیا ہے، کہ جیسے بیشے سے شیر نر آیا ہو، اِس کو دیکھنے کی کس کو تاب ہے، اِس سے لڑنے کی کس میں طاقت ہے، دوگیتی کا اپنے

Presented by www.ziaraat.com

بالوں سے مقابلہ کرتا ہے، یہ چاند سورج اس کے چہرے کا ایک عکس ہیں، اے کینہ ور (عمر سعد) تو یہ کیا کرتا ہے۔شاید چشم بینش نہیں ہے۔

چشم خرد سے اس کی طرف ذرا دیکھ، جہان آفرین اس کی طرف نظر آتا ہے، تو اس کی طرف تیر چلانے کی بات کرتا ہے اور خدنگ پھینکنے کی بات کرتا ہے، جو اُس پر خدنگ پھینکے گا وہ نمرود کا ساتھی ہوگا، خداوند کی محبت سے محروم ہو جائے گا، اے ناپسند! اُس کے بازو بریدہ ہونگے، جو اُس پر تیغ چلانے کے لیے اپنے بازو بلند کرے گا عمرِ سعد نے جب اپنے لشکر کے باتیں سُنیں سر جھکالیا اور کوئی جواب نہ دیا، لیکن چہرے سے لگتا تھا کہ پریشان ہو گیا ہے، آنکھوں میں غصے سے خون بھر گیا اور دل میں درد تھا اور جب شہزادہ رزمگاہ کی جانب چلا ایک چاند عیاں ہو گیا دشت میں اور پھر اُس نے یزدان کے نام سے اپنے کلام کا آغاز کیا یزدان کے نام سے اہرمن نے فرار کیا، دشت اس کے نور سے منور ہو گیا، اس کا نور کیا تھا گویا خداوند کا نور تھا، اور جب لشکر والوں نے شہزادۂ قاسمؑ کو دیکھا سب کی نظریں اُس پر گڑ گئیں، لشکر والوں نے نصیحت کی عمر سعد کو سعد کے بیٹے کو بدنشان سے کہا کہ تو اپنی قسمت کو کیوں خراب کرتا ہے، تیرے جیسا سالار کسی لشکر کا نہ ہوگا، کسی نے بھی تیری طرح اس دنیا میں فرزندِ پیغمبر سے جنگ کی ہے؟، انھوں نے ہر طرح کی نصیحتیں اُس کو کیں لیکن اُس شقی پر کسی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوا عمر سعد لرز اُٹھا اور اپنے نزدیک بلانے لگا اُس نوجوان کو جو اُس کے لیے جان کی مصیبت ہوا تھا وہ نوجوان دلیر، ہنرمند اور فرزانہ تھا رزم اور پیکار میں مردانگی رکھتا تھا اُس نوجوان سے عمر سعد نے کہا اپنی نسل اور نام کے بارے میں ہمیں بتاؤ، یہ سُن کر نوجوان اپنی جگہ سے آگے بڑھا بہت نمایاں مقام تھا قدم مضبوط تھے، تازی فوج بھی آگے بڑھی اور نوجوان کے گرد حلقہ تنگ کر دیا نوجوان ایسا تھا جیسے سورج آدھا بادلوں

Presented by www.ziaraat.com

میں چھپا ہو، شوکت احمری اُس سے ہویدا تھی، سطوت حیدری داور دادگر کا جلال نمایاں تھا، اتنی شان وشوکت کے ساتھ وہ میدان میں آیا تھا، عمر سعد نے ہراساں ہراساں انداز میں کہا کہ اے نوجوان گرامی نژاد، تیری ہیبت اور محبت سے دل لرز رہے ہیں، نہ اب پیغمبرؐ ہیں اور نہ نور پیغمبری ہے، نہ تو حیدر ہیں اور نہ سطوت حیدری ہے، اس رزمگاہ میں کیوں آیا ہے؟ اور وہ بھی بے سپاہ! نہ تو نوح ہے کہ جور وستم کے سمندر میں جس کی کشتی طوفانِ غم میں غرق ہوئی تو چہرے مہرے سے شریف زادہ نظر آتا ہے تیرے دست وبازو سے نمایاں ہے، خدا کے لیے اپنا نام بتاؤ، آغاز سے انجام تک کا احوال بتاؤ،

حضرت قاسمؑ کے اوصاف اور دشمن کی فوج پر اثر ہونا

شہزادے قاسمؑ نے جب عمر سعد کی گفتار سُنی جواب دینے کے لیے اُس کی طرف مخاطب ہوئے میں پیغمبرؐ نہیں ہوں بلکہ سبطِ پیغمبرؐ ہوں۔ میں حیدرؑ نہیں بلکہ ابنِ حیدرؑ کا نورِ نظر ہوں ذوالمنن کے گلشن کا ایک پھول ہوں، میں باغِ حسنؑ کا نوخیز سرو ہوں، میں باغِ نبوت کا ایک نونہال ہوں، میں حیدرؑ کی طرح نہیں ہوں لیکن، اُسی شجاعت کا پرتو ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ خیر البشر نے میرے والد اور چچا کے بارے میں کیا عمدہ باتیں کی ہیں میں بھی اُسی سے فروغ پایا ہوا ہوں، اور رسولؐ کی حدیث دروغ نہیں ہوتی، خدا اور رسولؐ خدا کے نزدیک کوئی ہمارے جیسا پسندیدہ نہیں ہے، ہم خدائے جلیل کے پسندیدہ ہیں جبریل ہمارا پرستار ہے، ہمارے لیے آیۂ نور نازل ہوئی کیا ہم اہلِ بیتؑ رسولؐ سے نہیں ہیں ہمارا ہی نور آسمان کی زینت ہے یہ زمین وزمان اسی سے روشن ہیں میں دُرجِ پیغمبریؐ کا گوہر ہوں میں گلشن حیدری کی ایک کلی ہوں، ہمارا ہی ذکر کرّو بیاں کرتے ہیں ہمارے ہی دم آشکار ہوا یہ کہا اور آنکھوں سے اشک رواں ہوئے کہ سبطِ پیغمبرؐ جنگ نہیں چاہتے میں ہی سید المرسلین کی نشانی ہوں میں ہی نبوت کی

Presented by www.ziaraat.com

انگوٹھی کا نگین ہوں، ہماری محبت کو واجب قرار دیا گیا ہم ہی وہ ہیں جنھوں نے روز ازل خدا کو پہچانا آج اس دشت میں دشمنوں میں گھرے ہیں خدا کی فوج سے ناری لڑنے آئے ہیں، اور اپنے دل دل میں رکھتے ہیں دشمنی اور کینہ گویا جہان آفرین سے جنگ کرنے آئے ہیں۔

ابنِ سعد کا ایک قاصد بھیجنا اور قاصد کا حضرت قاسمؑ سے مکالمہ

ایک نوجوان نے جب شہزادہ قاسمؑ کی گفتار سنی تو اس کے بدن میں لرزہ طاری ہوا اپنے گھوڑے سے اترا وہاں کی خاک کو بوسہ دیا اور کہا کہ میں اپنی جان آپ پر قربان کروں آپ کی دشمن دنیا خوار ہوگی اللہ کی لعنت ہو اس پر کوئی کسی پر اس طرح مصیبت نہیں کرتا جس طرح یہ آپ پر ظلم وستم کرتے ہیں، اللہ کی منتخب جماعت پر دنیا نے اس طرح کا لشکر نہیں دیکھا، حضرت سے میری ایک التماس ہے کہ اس رزم اور اس بزم سے مجھے ہراس آتا ہے جب محشر میں میرا جیسا روسیاہ آئے تو آپ یزدان سے میری بخشش کرائیے گا۔ یہ کہہ کر خاک پر گر پڑا، شہزادہ قاسمؑ کے گھوڑے کے سموں کو بوسہ دیا آنکھوں سے ابرِ بہاراں کی طرح آنسو بہنے لگے، کہ جو بھی آپ سے لڑنے کے ارادہ سے آئے گا وہ خدا کی نظروں میں ناشناختہ ہو جائے گا، میں آج سے آپ کے حکم کا بندہ ہوں، آپ کے حکم اور پرچم کے نیچے ہوں، آپ اب جو حکم دیں میں وہ کروں گا، آپ کے حکم پر اپنی جان قربان کروں گا، شہزادہ قاسمؑ نے اُس کی باتیں قبول کیں کہ روز جزا تو ہمارے ساتھ ہوگا اور فرمایا کہ اس رزمگاہ سے لوٹ جا کفر کے لشکر سے راہ پیمائی اختیار کر اور یہاں سے اپنے شہر روانہ ہو جا، جو بھی دشمن کے لشکر کے ساتھ ہوگا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ وہ نوجوان شہزادہ کے حکم کے مطابق وہاں سے روانہ ہو گیا، عمر سعد کے پاسِ سوگوار دلِ کے ساتھ گیا اور اُس نابکار کو سمجھانے لگا کہ۔

Presented by www.ziaraat.com

قاصد کا نادم ہونا اور عمر سعد کو باتیں بتانا

تو اُس سے جنگ کرنے چلا ہے جو ماہتاب کی طرح خراماں ہے اُس کے چہرے سے چاند اور سورج روشنی پاتے ہیں۔

اُس نے جنگ کرنے پر کمر باندھ لی ہے۔ اس پر آسمانی طاقت نظر آتی ہے، خدائی طاقت اس پہ ہویدا ہے ایسا لگتا ہے جیسے بدر کے میدان میں نبی، پیغمبروں والا جنگی لباس اس کے جسم پر ہے اور سر پہ حیدری مغفر ہے، اُس کی تلوار میں درو دشت کا فولاد جمع ہے، اس کے گرز میں پورے جہان کا لوہا جمع ہے، زرہ اور بکتر پہنے ہوئے ہے، اور اس کے جوشن میں یزدان کا نور پوشیدہ ہے، ایسا لگتا ہے کہ محمدؐ رفرف پہ سوار ہو کر میدان کارزار کی طرف آ رہے ہوں۔ یا جیسے شیر خدا دوبارہ زندہ ہو گئے ہوں اور آسمان ان کی شمشیر کے سامنے ایک غلام ہو۔ اس کی باتیں سن کر لشکر کے پہلوان ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے لشکر کے بڑے سردار دل شکیب ہو گئے اور ان کے بدن میں گویا ایک خوف سما گیا، نوجوان کی باتوں سے وہ پسپا ہو گئے گویا ان کے پاؤں اُکھڑ گئے، کسی کی بھی میدان کی جانب جانے کی ہمت نہ تھی سب اپنے شہر و یوم کی طرف فرار ہونے لگے، لشکر کفار کے نام آور سردار خوف کھانے لگے، شہزادے سے جنگ کرنے پہ ہراساں نظر آنے لگے ناموروں کے ہاتھ سے کمندیں چھوٹ گئیں سواروں کے ہاتھوں سے عنانیں چھوٹ گئیں کوئی پہلوان اور دلیر کارزار سے بھاگنے لگے لشکر کے سالار کو غیرت آئی عمر سعد نے اپنے لشکر کی جانب قہر بھری نظروں سے دیکھا،

حضرت قاسمؑ کا مبارز چاہنا

اس کے دیکھنے سے سب کی نظریں جھک گئیں، اُس نے سواروں کی صفوں کو صحیح کیا

Presented by www.ziaraat.com

اور ایک تیر کے ذریعے اُن کو راستہ دکھایا، فرزندِ شاہ نے جب ان کو سراسیمہ دیکھا تو تقریر کرنا شروع کیا اور عنان کو کھینچ لیا، اے قوم بدروزگار۔تم نے کام وہ کیا ہے کہ شرم کا باعث ہے، تم کو خدا سے شرم نہیں ہے کہ فوجِ خدا سے جنگ کرنے آئے ہو، تیغ وسنان تم کس پر کھینچے ہوئے ہو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے تمھیں معلوم ہے کہ تمھارا رہبر کون ہے؟

وہ خلقِ خدا میں اس وقت پیغمبرؐ کی مانند ہے اور اُسی کی طرف تیغِ بیداد تیز کیئے بیٹھے ہو، اب میں تم سے جو پوچھوں بتاؤ گے؟، بالکل سچ بتانا جو میں پوچھوں؟، معراج پہ نبیؐ کے ساتھ کون تھا؟ محرم کے نزدیک خلوت گاہ میں کون تھا، کس کے ہاتھوں سے کفر کو شکست ہوئی؟ اسلام سے کس نے پیمان باندھا؟ کون ہے جس کے قدم خیرالبشر کے دوش پہ تھے کس کے ہاتھوں سے لات ووُد توڑے گئے؟ خدا نے کس کو دستِ خدا کہہ کے مخاطب کیا، کون ہے جو کعبہ میں پیدا ہوا، ملائک کی فوج نے کس کو سجدہ کیا تھا، بدر اور احد کی جنگ میں کون تھا جس نے کفر کو مٹایا، کس کے پاؤں تلے جسم ولید تھا، کون تھا جس نے جنگ میں شیبہ کو ختم کیا، شہرِ علم کا در کون ارجمند تھا؟ قلعۂ خیبر کا دروازہ کس نے اُکھاڑا تھا؟ بدر واحد کی کارزار میں کس کی تلوار سے کافر خوار ہوئے تھے، زمینِ مکّہ کے بڑے بڑے سرداروں کو کون تھا جس نے پشت زین سے بے سر کر دیا تھا، تم کو اپنے کردار پر شرم آنی چاہئے کہ آسمان بھی اپنی گردش پہ شرماتا ہے، دلیری، پہلوانی اور مردانگی، ہنرمندی، روزمندی اور فرزانگی میرے آباواجداد کی یادگار میں سے ہے، اور آج یہ سب میرے کام ہیں اور میں ورثہ دار (عہدہ دار) ہوں میں وہ ہوں جس کو ہمت وجرأت نے دودھ پلایا اور گھوارے ہی میں میرے ہاتھوں میں شمشیر دی میں، ہی نبی کا گرامی پوتا ہوں میں ان کی جان ہوں وہ میری جان ہیں، میں وہ ہوں جب نیزہ اپنے ہاتھوں میں پکڑتا ہوں تو آسمان گردش کرنا بھول جاتا ہے، میں ہی سبطِ پیغمبر

Presented by www.ziaraat.com

ذوالمنن ہوں پہچان لو میں ہی شیرِ خدا کا شیر ہوں، جو بھی میدان میں میرے مقابل آئے گا اسے میدان ہی میں پتہ چل جائے گا۔ اس کی جان تن سے خواری میں نکلے گی، دوزخ میں اہرمن کے ساتھ ٹھکانہ ہوگا۔

رجز پڑھنا حضرت قاسمؑ کا لشکر کے روبرو اور ازرق کا غضب ناک ہونا

شہزادہ کی تقریر سے لشکر کفر و کہن میں سراسیمگی پھیل گئی ایک ہلچل مچ گئی، ناموروں کے دل غم کی تاب نہ لاسکے، دیو جیسے ظالم کی آنکھ سے بھی آنسو ڈھلک گئے کہ اس نوجوان نے جو باتیں کہی ہیں صحیح ہیں بالکل سچ اور حق ہے، ہم تو وہ ہیں یقیناً ہماری قسمت نگوں ہوگئی ہے، خدا کا قہر ہم پر بہت سخت ہوگا۔

کسی کو بھی سوئے رزم جانے کا یارانہ تھا، ان سرکشوں کے دل دھڑکنا بھول گئے تھے اگر چہ وہ دیو اور رُود تھے مگر سوگوار ہو چکے تھے کسی کو بولنے تک کی ہمت نہ تھی وہ جنگ کیا کرتے ان میں ایک دیو صفت اہلِ شام تھا حیلہ اور کینہ سے بھرا ہوا ازرق نام تھا، اھرمن کی طرح طاقت اور فن میں یکتا تھا، لیکن اھرمن بھی اس کی جنگ سے خوف کھاتا تھا غصہ میں غضبناک ہونے لگا، اور عمر سعد کے پاس آکر ٹہلنے لگا، اس دیوزاد کی بدخوئی اور تیزیٔ زبان مشہور تھی، اُس پُرکینہ اور بد گہر نے ہرزہ سرائی کی دوسرے نامور جنگجو بھی اُس خردسال کی گفتگو سے متاثر ہوتے تھے، سرداروں کے دل میں یہ خیال آیا کہ کل جب رسولؐ خدا کے حضور پیش ہونگے تو ہمیں شرمسار ہونا پڑے گا۔

یہ سوچ کر ان کے ہاتھ اور بازو شل اور سست پڑ گئے، کہ اس بچے سے جنگ کرنا درست نہیں ہے، وہ کہنے لگے کہ یہ اولاد پیغمبرؐ ہے اس سے جنگ کرنا خورسند نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مگر ارزق کہنے لگا میں نے اُن کی دشمنی میں کمر باندھ لی ہے۔اس کے خون سے میری تیغ کا زنگ دُھلے گا، اپنے آبا و اجداد کے خون کا بدلہ لوں گا اس کو اِس رزمگاہ میں قتل کر کے۔علیؑ کی تلوار نے ایک جنگ میں عزیٰ کے پرستاروں کو موت کی نیند سلایا تھا، میں سبطِ نبیؐ اور علیؑ کا دشمن ہوں، یزدان سے اھرمن کی طرح ہی کینہ رکھتا ہوں، دشتِ احد کے داماں میں میرے جد کو علیؑ نے اس طرح قتل کیا کہ جسم سے سر جدا تھا، آج کینہ کا دن ہے اپنے اباء اجداد کے خون کا بدلہ لینے کا دن، آج بدر میں خون کا بدلہ لینا ہے، میرے سر میں کب سے یہ فکر تھی۔ میں نے اسی وقت سے ان کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کمر باندھی ہوئی ہے، یہی تو وہ رزم ہے جس کا مجھے انتظار تھا، اگر چہ وہ پیغمبرؐ کی اولاد ہی کیوں نہ ہو، پسر اگر اپنے باپ کے خون کا بدلہ نہ لے تو اُس کی نسل میں کہیں خطا ہوئی ہے میں اگر اس کا خون کروں تو یہ روا ہے، مارنے والے کو اگر مارا جائے تو یہی اس کی سزا ہے، بیٹا اگر باپ کے خون کا بدلہ نہ لے تو اس کے بیگانہ کہیں گے، بیٹا نہیں کہیں گے۔آج یزید کے ہاتھوں اِس کینہ وَر کو موقع ملا ہے اور اپنے اجداد کے خون کا بدلہ لے رہا ہے، اُس بدسرشت کی آواز جیسے ہی بلند ہوئی چاروں طرف سے دیو زشت نکلنے لگے، جوشن پہنے سوار آ گئے، نیا عزم اور رزم کے دھنی کفر کیشوں کے دل شاد ہونے لگے، اُن کی روحیں فکروں سے آزاد ہونے لگیں، ہر گوشہ سے ایک شیطان (اھرمن) نمودار ہوا ہر طرف سے خدنگ لیے ہوئے سوار آ گئے۔

گردن کُش سوار بڑے بڑے نامور سب کینہ جو اور سب کینہ ور ایسا لگتا تھا دوزخ سے غریو نکل آیا ہے، زمین اور آسمان اس کی آواز سے پُرشور تھے، ہر طرف سے نمرود نکل کر آرہے تھے، اُس شریف زادہ کی سمت اپنی کمانوں کا رُخ کیے ہوئے ہر طرف سے درندے بھاگ کر آرہے تھے، خدائی فوج کی جانب پوری دشمنی کے ساتھ زمانہ

Presented by www.ziaraat.com

نے اس داستان پر خون کے آنسو بہائے اس داستان پر جن اور پریاں روئے زمین کو گردش کی تاب نہ رہی آسمان سے خون ٹپک رہا تھا۔

ازرق کا عمر سعد سے کلام کرنا

زمانہ اس طرح کی داستان سے قاصر ہے، آسمان کے دل میں راز محفوظ ہو گیا، سنانیں آسمان کو چھو رہی تھیں، گرز کی چمک بھی آسمان تک جا رہی تھی، زمانہ نے سورج کو خنجر گھونپ دیا تھا یعنی سورج سرخ ہو گیا تھا، دنیا میں دشمنیٔ خدا بھر چکی تھی، اس لیے زمین آسمان کے پیچھے چھپ رہی تھی (یعنی سورج گرہن تھا) زمین شرم کے مارے گردش کرنا بھول گئی، آسمان غم کے مارے خون کے آنسو رو رہا تھا، اِدھر ازرق شامی نے جنگ کا لباس پہنا اور سوئے رزم گاہ روانہ ہو گیا، ایسا لگا جیسے (قتل گاہ) دوزخ سے کوئی اہرمن خفتان کا کفن پہنے ہوئے برآمد ہوا ہو، زمانے نے اس طرح کا زشت دیو نہ دیکھا تھا، جس کی وجہ سے دوزخ میں ایک شور وشغب تھا، اُس سے دُد اور دبوسب پناہ مانگتے تھے، اپنے کردار کی بنا پر اہرمن سے داد طلب کرتا تھا، زمین وزمان ذی لعنت اس اہرمن پر مسلسل نوک زبان تھی کہ اے بددل وبدرُخ وبدسیر، تیرا کردار ایسا کہ الحذر تجھے دیکھ کر ابلیس ملعون شرماتا ہے، تیرے سامنے دیو زمان خجل ہے، تیرے کردار سے دوسرے دیو پلید بید کی مانند لرزاں وخروشاں ہو گئے ہیں، تو خدا کی فوج سے جنگ کرتا ہے، تجھے اپنی اس حرکت پہ کوئی شرم وعار نہیں ہے، کہ تو خدا اور خدا والوں سے جنگ کرتا ہے، جب ازرق قتل گاہ کی جانب آیا ایک ابر سیاہ فوج کا ساتھ چلا ادھر شاہ دین کے خیمے میں ایک نالہ وفریاد کا شور اُٹھا پردے والیوں کے ہوش اُڑ گئے، دل پر قابو نہ رہا، ایک ایک کا اس نالہ کی صدا سے دل پھٹا جا رہا تھا کوئی خاک اپنے منہ پر ملتا تھا، کوئی گریبان چاک کرتا تھا، کوئی امام کے سامنے دستِ حاجت پھیلائے ہوئے کہتی تھی کہ

Presented by www.ziaraat.com

اے سبطِ خیر الانام، اے سبطِ خیر الانام! کوئی دلھن کے پاس روتا تھا، گریہ کرتی ہوئی دلھن نے اپنی پھوپھی سے پوچھا کہ کس چیز کا شور وشین ہے؟

اہلِ بیت حسینؑ کا ذکر خروش اور فاطمہؑ کبرا کا نالہ کا سبب پوچھنا اور زینبؑ خاتون کا اس کو جواب دینا

پھوپھی نے اس کے سوال کا یوں جواب دیا کہ آنکھ سے آنسو کے بجائے خون بہہ رہا تھا، کہ شور وغل قاسمؑ کی شادی کا ہے، قرنا کا کوس بج رہا ہے زبردست۔ یہ روزِ مہدِ ازل ہی نقش لکھ دیا گیا تھا کہ یہ صدا آج کے دن کے لیے مخصوص پسندیدہ ہوگی تو اپنی قسمت پر شاد رہ میری بچی، دولھا کے غم میں دلشاد رہ، تجھے معلوم ہے میدان میں اھرمن جیسا ایک پہلوان آیا ہے لڑنے قاسمؑ سے۔

اُس بدنژاد کے چار بیٹے تھے، کہ زمین پر کسی ماں نے ایسے بچے نہیں جنے، زشتی، تندی اور ناراستی میں، بدخوئی، کجی وکاستی میں اُن کا کوئی مقابل نہیں۔ اھرمن سے اھرمن ہی پیدا ہوتا ہے، بازو اور طاقت میں دیو کے جیسے ہیں ہر ایک دوسو اھرمن کے برابر ہے۔ چاروں بدگوہر اور بدشغال تھے، ان میں جو سب سے بڑا تھا، باپ کو آمادۂ رزم جب دیکھا سراسیمہ ہو کے اس کے پیچھے دوڑا، کہنے لگا کہ میدان میں اس خورد سال کے ساتھ زیب نہیں دیتا جنگ کرنا آپ کو، بزرگوں کے لیے یہ بڑا ننگ ہے، کہ ایک کم سِن کے ساتھ جنگ کے لیے میدان میں آنا، شام وحلب کے پہلوانوں میں عرب میں تیری بڑی شہرت ہے، اِس نوجوان سے جنگ کی مجھے اجازت دیجئے، مجھے زیب دیتا ہے اس سے جنگ کرنا اس رزم گاہ میں، دیو نے جب اپنے بیٹے کی بات سنی مسکرایا اور شاد ہو گیا اور کہنے لگا، اس کی رزم سے ہوشیار رہنا، اپنے جسم کی حفاظت کرنا،

Presented by www.ziaraat.com

اِس کے جیسے رزم پیکار کم ہوتے ہیں، تمھیں معلوم ہے کہ وہ ہاشمی خاندان کا ہے، مردانگی اور پہلوانی میں ان سے سب کمتر ہیں وہ حیدری خانوادہ کا چشم و چراغ ہے، اِن سے جنگ کرنا آسان نہیں ہے، فوج کا دل ان سے خوف کھاتا ہے، کون ہے ایسا جس کی میراث میں مردانگی ہو بس تو اپنے جسم کی حفاظت کرنا، باپ سے راز کی باتیں سننے کے بعد بیٹا توسن پہ بیٹھا اور لگام کھینچ لی، فوج خدا سے لڑنے کے لیے میدان کارزار کی طرف چلا۔ شاہزادہ کی طرف گھوڑے کو آگے بڑھایا شہزادہ کے چہرے کو جب دیکھا تو ہیبت سے دل نے کام چھوڑ دیا پیکار سے دل میں ہراس پیدا ہوگیا، باپ اور بیٹا دونوں نا امید ہوگئے، کس منہ سے کارزار سے واپس ہو، اتنی طاقت نہ تھی کہ اس سے جنگ کر سکے، دل میں کہا آج میری موت میدان میں کھینچ کر لائی ہے، فرار کا کوئی رستہ نظر نہیں آتا تھا، اور بیچاروں کی طرح ان کی طرف دیکھتا تھا، کہنے لگا کہ اے گرامی نوجوان تو نسلِ پیغمبرؐ سے تعلق رکھتا ہے، کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے، اس رزمگاہ میں اکیلے لڑنے آیا ہے، تیرے واسطے یہ سب قہر ہے ہمارے دل تیرے مذہب اور دین سے پھر چکے ہیں، اسی وقت اس رزمگاہ سے چلا جا، اور ہمارے لشکر کی طرف ذرا راہ پیمائی کر، (شامل ہوجا) اگر تو زندگی چاہتا ہے، نہیں تو زندگی سے ہاتھ دھولے، شہزادے نے جب اس دیوزاد کی گفتگو سنی جواباً مسکرائے اور لبوں کو اس طرح جنبش دی اے بدنہاد و بد گوہر، تجھے معلوم نہیں تیرا دن تیرے سر پہ آگیا ہے، تو نیرنگ افسوں سے ایسی گفتگو کرتا ہے، تو اہرمن کا ساتھی ہوے جارہا ہے۔ اور اُس شیطان نے جب شہزادے کی بات سُنی اس کے ہوش اُڑ گئے، خوف زدہ ہوتے ہوئے شمشیر کھینچ لی اور جوش و خروش سے شہزادہ کی طرف بڑھا۔ اور راستہ بنانے لگا، مگر خوف سے بازو ست ہوئے جاتے تھے شہزادہ بھی اپنی شمشیر تیز کرتا ہوا آگے بڑھا قریب تھا کہ قیامت آجاتی، آتے ہی اپنی

Presented by www.ziaraat.com

تیغ کی دھار اس کے سر پہ گزار دی تو ایسا لگا کہ روزِ ازل سے ہی اُس کا سر نہ تھا، گھوڑے سے خاک پر گر پڑا، تن بے سر جان سے خالی ہو گیا، زمین اس کے خون سے بھر گئی، شاہ کو روح الملک نے مبارک باد دی، فرشتے تو آسمانوں پر تکبیر کہتے تھے، فوجِ ملائک میں ہیبت کا شور اُٹھا، آسمان کی فضا تکبیر کے نعروں سے گونج اُٹھی بارگاہ جلیل میں ایک جوش وخروش تھا جبریل نے اس کی خدمت میں تکبیر عرض کی ارزقِ شوم کا دل غصہ سے بھر گیا، اور اب بقیہ تینوں سے ایک آگے بڑھا، پاؤں پٹختا ہوا کہتا تھا کہ میں نے بھائی کے خون کا بدلہ لینے پر کمر باندھ لی ہے، میں تیرے خون سے اپنی تلوار کو رنگین کروں گا، اپنی تلوار کو گھماتا ہوا شہزادہ کی طرف بڑھا شہزادہ نے جب اپنی طرف آتے دیکھا، مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور کہا تیری بدقسمتی تجھے یہاں لے آئی ہے، تو اپنے بھائی کی طرح یہاں سے روانہ ہوگا، اس بدگہر نے جب شہزادہ کی گفتار سُنی تو اس کے ہوش اُڑ گئے، خوف سے اپنے گھوڑے پر کانپنے لگا، شہزادہ نے آگے بڑھ کر اسے ایک تلوار ماری اور زین سے زمین پر مُردہ آ گیا۔ تمام لشکر کفار پر ایک دھاک بیٹھ گئی جب ان کا دل حالات سے مایوس ہوتا جا رہا تھا، بدنسل ارزق کا تیسرا پسر چیخنے لگا کہ اے والد آپ کی دو نشانیاں اس نے ختم کر دیں کہ اُن کے جیسا کوئی زمانے میں نہ تھا، میں نے اُن کا بدلہ لینے کے لیے کفن پہن لیا ہے، باپ سے یہ کہہ کے رزمگاہ کی طرف چل دیا قاسمؑ نے جب اُس کو آتے دیکھا اپنی تلوار گھمائی بڑے جوش کے ساتھ اس اہرمن کو یزدان کی طاقت دکھائی، شہزادہ کی تلوار کی نوک نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا، کوفیوں کے لشکر میں جوش ماند پڑ گیا، جانِ پدر کے تین چراغ جب بجھ گئے تو میدان میں چوتھا بیٹا آیا، وہ تو ایک ہی ضرب میں جہنم رسید ہوا اور اُن تینوں سے جا ملا، کفار کے لشکر کا دل ٹوٹ گیا اُن کے حوصلے پست ہو گئے، اب ارزق غضبناک ہوتا ہوا آگے بڑھا، سر کو گھماتا ہوا

Presented by www.ziaraat.com

پاؤں پٹختا ہوا، کہے جاتا تھا کہ اس نوجوان کو گزند پہنچاؤں گا، اس نے میرے دل کو درد مند بنا دیا ہے، میدان میں میرے چاروں بیٹوں کے سرتن سے اُتارے ہیں، آج میں میدان میں خون کی ندیاں بہادوں گا، اپنے آپ کو سلاح جنگ سے آراستہ کرنے لگا، تلوار، تیغ، گرز، تیر، میخ سے اس طرح لدا ہوا تھا کہ لگتا تھا کہ ایک سیاہ بادل آرہا ہو قریب تھا کہ سورج کو گہن لگ جائے اور چاند گرہن میں آجائے، وہ اس طرح آگے بڑھ رہا تھا جیسے عمر بن عبدود علیؑ کی طرف۔

زمین کا دل اُس کی آواز سے لرزہ جاتا تھا اہرمن اُس کا دمساز اور ساتھی تھا، عرش اور کرسی غم سے ہلے جاتے تھے، آسمان پر ایک شور فریاد تھا، روح الامین کے ہاتھ سے تسبیح گر گئی، اسرافیل سانس لینا بھول گئے، ادھر خیمے میں بھی آہ و بکا مچی تھی، ساری بیبیاں غم سے نڈھال تھیں اور اللہ کے حضور زار و گریہ میں مصروف تھیں بکھرے ہوئے بال منہ پر تھے، مگر دل خدا کی طرف مائل تھا، ادھر امام نے بھی خدا کی بارگاہ میں التماس کی اے حق شناس، اے مہربان، اے فیصلہ کرنے والے یہ خون، خونِ خدا ہے، اے اللہ ان مرنے والوں کا خوں بہا تو ہی وصول کرے گا۔ اے خدا تو گواہ ہے کہ اس طرح کی جنگ روئے زمین پر نہیں ہوئی۔ یہ خون جو بہہ رہا ہے تیرے نام پہ بہہ رہا ہے تیری راہ پر سر قربان کیے جارہے ہیں۔ جانوں سے دل تیری راہ میں فدا کیے جارہے ہیں، اور ہم نے اپنے دل تیری راہ شہادت کے لیے رکھ دیئے ہیں، اِسی خون سے محشر میں گناہ دھوئے جائیں گے، تو ہی اس کا صلہ عطا فرمائے گا، اے خدا دیکھ اتنی مصیبتوں پر میرا دل مضبوط ہے اور اس رزمگاہ میں میرا دل مطمئن ہے، اللہ سے جب شاہ راز و نیاز کر چکے اللہ نے قبول کیا جو کچھ بھی سید الشہداء نے عرض کیا آوازِ کوس چار جانب سے آنے لگی، زمین کا رنگ نیلا ہو گیا اور آسمان آبنوس ہو گیا، ازرق ڈھاڑا کہ اے خرد سال تیری

Presented by www.ziaraat.com

قسمت کا ستارہ حالتِ افسردگی میں ہے ابھی تک تیرے ہونٹوں سے دودھ کی مہک آرہی ہے، تو کیا جنگ اور پیکار سے سیر نہیں ہوا ہے، اپنے اباء واجداد کی طرح ازرق کینہ اور دشمنی سے خرافات بک رہا تھا کہ میں آرہا ہوں تیرا سرتن سے جدا کرنے، اپنے بیٹوں کے غم میں اس کی حالت تباہ تھی وہ خون پیکر ہوا تھا، آنکھوں میں خون اُترا ہوا تھا اے میرے چار بیٹوں کے قتل کرنے والے میں تجھے قتل کرنے آرہا ہوں اس رزمگاہ میں میں تیرے غم میں علیؑ کو رلاؤں گا، تیرے غم میں خیرالنساء فریاد کرے گی حرم کی مخدرات کو قیدی بناؤں گا، اولادِ زہراؑ کو اسیر کروں گا، اے خوبرو! تیرا سر ابن زیاد کو تحفہ میں پیش کروں گا یہ کہتا ہوا آگے بڑھا اور تلوار کو تان لیا۔ شہزادہ نے جب اُس کی بے کار (فضول) باتیں سنیں تو کہا آج تیرے سارے آزمودہ حربے کام نہ آئیں گے، یہ سُن کر اُس کے اندام میں لرزہ طاری ہوا اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا، قاسمؑ اور ارزق میں لڑائی شروع ہوگئی دونوں کی تلواریں چمک رہی تھیں جیسے نمرود کی تلوار خدا کی طرف اُٹھ رہی ہو، مگر کوئی وار بھی کارگر نہ ہوتا تھا شہزادہ پر اور بدسیر تلملا کر رہ جاتا تھا، اب شہزادہ نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اللہ کے ہاتھ اہرمن کی جانب بڑھے شکست دینے اور جب شہزادہ نے درمیان سے اپنی تلوار کو کھینچا آسمان نے دستِ علیؑ میں ذوالفقار دیکھی، اک برق اُس کی تلوار سے چمکتی نظر آئی، بالکل اسی طرح جس طرح مرحب پر ذوالفقار چلی تھی، اس کی ایک ہی ضربت سے ارزق کے پاؤں اکھڑ گئے جیسے شیر خدا کی شمشیر سے مرحب کے پاؤں اکھڑے تھے اور پھر ایسا لگا کہ دستِ قدرت بلند ہوا، اس دیونژاد کے دو ٹکڑے ہوگئے، صرف سوار کے ہی نہیں بلکہ اس کا سمند بھی نصف حصّوں میں بٹ گیا، لشکرِ کفر میں خوف کا ماحول تھا، دشت میں اُس دیو پہ کیا گزری! ملک نے فلک پہ یہ صدا دی اور اُس کی صدا کائنات میں پھیل گئی، تکبیر کی

Presented by www.ziaraat.com

صدا کرسی سے آنے لگی، عرشِ خدا پہ نالوں کا غلغلہ ہوا، امام حسینؑ جو بالکل خاموش تھے انھوں نے بھی سُنا آسمان کی جانب دیکھا اور خیمے کی جانب دوڑے حرم میں جوش و خروش تھا۔ ایسا لگتا تھا غم اور خوشی جڑواں ہیں۔ کرّوبیاں کا غلغلہ قابل دید تھا، اللہ کی درگاہ سے ایک نعرۂ تکبیر برآمد ہوتا تھا، چار جانب سے خروش اور فغاں (خوشی کے آنسو) نمایاں تھا، زمین اور آسمان بھی اسی کام میں مصروف تھے، میدان میں وہ بدنہاد کیا مارا گیا کوفیوں کے لشکر میں اک آگ سی لگ گئی تھی، شکست ہوگئی تھی اھرمن کا دل دردِ ذلت سے تڑپتا تھا، میدان سے شہزادہ نامور لشکر کی طرف واپس پلٹا کوئی ایسا نہ تھا جو اُس کے گھوڑے کا پیچھا کرتا، سب نے جنگ کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ اس کی رزم سے سب کے دل غمگین ہو چکے تھے، کوئی ایک سپاہی بھی اُس لشکر کا لڑنے کے قابل نہ تھا، ایسا لگتا تھا کہ حیدرؑ آگئے ہیں۔ اوران کی ہیبت سے سارا لشکر پراگندہ ہوگیا ہے، دشتِ کیں خالی ہوگیا ہے!، وہاں سے شاہ دیں کی جانب شادماں لوٹ گیا اپنے گھوڑے سے اُترا اُس پر درود ہو خوشی خوشی خاک کو بوسہ دیا خاک پر اپنے چہرے کو جھکا دیا، اور یزدان کی ستائش اس انداز سے کی کتنا اچھا ہو کہ جانان کے رُخ کو ایک مرتبہ پھر دیکھوں آرائش جاں کے لیے زندگی مل جائے، اور میں اپنی جان ترے قدموں پہ فدا کروں شاہ دیں نے اُس کی باتیں جب سنیں دل سے آہ حزیں نکلی۔ چہرے پہ آنسو یوں بہہ رہے تھے کہ آفتاب سے تاب چلی گئی ہو آنکھ کے چشمہ سے آب رواں ہوا اور آنسو بھری آنکھوں سے اُسے جواب دیا کہ دستِ خدائے جلیل سے پئے گا چشمہ سلسبیل سے پانی۔ علیؑ تیرے روشن چہرے پر پیار کریں گے، زہراؑ تیرے جسم سے خدنگ نکالیں گی، اپنی پلکوں سے تیرا روشن جسم صاف کریں گی، یہاں تو دلھن کے پہلو سے جدا ہو رہا ہے جناں کی دلھن تیری خدمت کریں گی، اگر تو اپنی ماں کو چھوڑ رہا ہے، میری ماں تجھے

Presented by www.ziaraat.com

ممتا دیں گی، کردگار جلیل کے نزدیک کلیم اور خلیل پر تجھے فوقیت ہے نبی تجھے اپنی آغوش میں لیں گے، نبی کا دوش تیرا دوش ہوگا، مہر نبوت سے ممتاز ہیں تیرے جسم کے مفتخر زخم۔ شہزادہ نے جب شاہ کی گفتار سنی دل چاند جیسا روشن ہوگیا اپنی پیشانی کو خاک پہ رکھا، اور اُچھل کر زین پر سوار ہوگیا، کیسا شادمان وفرحاں سوئے پیکار گیا! دل خوشی سے بھرا ہوا۔ کام میں مگن، خروشاں خروشاں سوئے رزمگاہ چلا تو جنگ آوروں کے رنگ اُڑ گئے۔ کینہ وروں نے دشمنی کرنا شروع کی اور نفرت کی تلوار اُس پر کھینچ لی اور زمین کے کناروں کو آسمان سے ملا دیا، مچھلی دریا سے خشکی پر تڑپتی تھی، زمین جیسے اپنے مدار سے ہٹ گئی تھی، یمین ویسار سے اس طرح مورچہ بندی تھی کہ تلواروں کی چمک سے زمین ارغوانی ہوئی جاتی تھی شہزادے کے حملے سے لشکر کفار کی شکست نظر آرہی تھی لشکر کے سرداروں کے دل ذلت سے ڈوبے جارہے تھے، اور اس کے ہاتھ میں اعجاز پیغمبری تھا، کہ اس کا پنجہ گویا پنجۂ حیدری تھا، ابھی یہ کارزار جاری تھی کہ ایک ندا گونجی درگاہِ کردگار سے کہ میری راہ میں جہاد کرنے والے، جان دینے والے، دوست کی خاطر سر دینے والے، اور پسندیدہ ہے کہ دوست کے ہاتھوں سے کچھ لینا جو دوست کو پسند ہو وہی اس کو پسند ہو، دوستی کے رسم وراہ میں ایسا ہی ہوتا ہے، اور اُس دلدار کے کانوں میں یہ صدا پہنچی دل میں جوش وخروش اور زیادہ پیدا ہوگیا، (ملاقات کے لیے) اور شجاعت کے ہاتھوں کو جیب میں ڈال لیا اور اُس پہلوان نے رکاب سے پاؤں جدا کردیا، ہاتھوں سے عناں کو رہا کردیا، اپنے ہاتھوں سے بوجھل دل کے ساتھ سنان کو پھینک دیا اور تلوار کو غلاف کے اندر نہاں کردیا، رزم وجنگ کو فراموش کردیا، اپنی سواری پر بے قرار تھا دل سوگوار مگر روح شادمان کبھی فوج پہ نگاہ تھی اور کبھی شہؑ بے پناہ پر کبھی خیموں کی طرف نظر کی اور کبھی آسمان کی جانب دیکھا، ایسا تھا کہ فوج کی جانب اپنے اسوار کو نہ بڑھاتا تھا

Presented by www.ziaraat.com

اور نہ ہی ہمت تھی کہ شاہ کے پاس جائے خون بھری آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا کبھی خدا کی جانب اور کبھی خدائی کی طرف۔ خدا کی جانب اپنا رُخ کیا تو خدا نے بھی اپنا رُخ اُس کی جانب کیا، نگاہوں کے سامنے سے پردے ہٹ گئے تو کیا دیکھا!، خدا کا چہرہ نظر آیا۔ خیر البشر نظر آئے۔ تعریف کرتے ہوئے ابوتراب کھڑے (استقبال میں) نظر آئے آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور ہاتھوں میں جام آب اور کہتے ہیں کہ تو نے میرا کام انجام دیا ہے، اور تھوڑی دیر بعد ہمارے ساتھ آبِ کوثر پینا۔ میری آنکھیں تیرے دیدار کے لیے روشن ہیں تو جلدی کر کہ یہ وقت ختم ہونے والا ہے، کس طرح بیان کروں کہ کیا دیکھا اور کیا سُنا؟ دل سے شیریں روح جارہی تھی، اسی طرح ایک آہ کی اور اشک بھری آنکھوں سے مسلسل خیمہ گاہ کو دیکھتا رہا، جان و دل کا کچھ ہوش نہ رہا کہ لشکر کفار نے خروش دکھایا، عمر نے اپنے لشکر سے کہا کہ جلدی حملہ کردو اور اپنے گھوڑے اس کی طرف بڑھاؤ، ادھر قاسمؑ کے ہاتھ اور جسم جیسے قدرتی طور پر کام کرنے سے رُک گئے، اور عدو شمشیر، گرز اور سنان لیے ہوئے بڑھے پورا لشکر اُس پر ٹوٹ پڑا، گرز تیغ اور سنان اُس پر تان لیں کمانوں سے اُس پر تیر چھوڑے گئے، تیغ گویا اللہ کو لگتی تھی، اور سنانیں کبریائی جسم کو چیر رہی تھیں نوکِ سناں جب اُس کے سر کو لگی میکائیل سپر بن گئے، اور جب تیغِ کیں لگیں تو روح الامین نے اپنے کو پیٹ ڈالا۔

لشکر کا حضرت قاسمؑ پر حملہ کرنا

فرشتوں کے دل زخمی ہو گئے اور دامن خون سے بھر گیا، آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہوئے، اور شمشیرِ کہن نے جب اپنا کام دکھایا آسمان کا دل دھڑکنے سے رُک گیا، تیر اور سنانین اس کے جسم میں لگ رہی تھیں اور شادی غم میں بدل گئی، اس کا جسم گھوڑے پر جھولنے لگا تیروں سے بھرا ہوا جیسے زیور ہو کسی نے اس کے پہلو پہ خنجر سے

Presented by www.ziaraat.com

وار کیا، اس کا جسم سوفاروں کی پیکان سے کام کے قابل نہ رہا، سنان کی نوک سے دل بے قرار تھا، اس کے جسم میں پیکان ہی پیکان تھے اور نبی کے دل کو تڑپا رہے تھے، چہرے پہ خون سے نقش و نگار بن گئے تھے امام حسنؑ خون کو صاف کر رہے تھے، پشتِ زین سے وہ زمین پہ گر گیا گویا ایک آسمان زمین پہ گر پڑا آواز دی اور شاہ دین کی جانب دیکھا زخموں میں خاک بھری جاتی تھی، کہا کہ نخلِ امید بار آور ہو جائے گا آپ آخری دم تشریف لے آئیں۔

پشت زین سے قاسمؑ کا زمین پر گرنا

شاہ دین نے جب آواز قاسمؑ سنی روتے ہوئے قاسمؑ کی جانب دوڑنے لگے، گھوڑے پہ سوار ہوئے اور میدان کی طرف ذوالفقار لیے چلے، غضبناک ہوتے ہوئے، زمین پہ قہر خدا نمایاں ہونے لگا، زور آزمائی نظر آنے لگی مخلوق کو دستِ خدائی دکھایا۔

حضرت امام حسینؑ کا قاسمؑ کی لاش پہ آنا

فوجیں میدان چھوڑ کر بھاگنے لگیں، کسی میں ہمت نہ تھی سپاہی گردش بھول گئے، اور جب اُس کشتۂ جفا کو شاہ نے دیکھا آسمان کو دیکھا اور گریہ فرمایا، اس کے جسم کو اپنی آغوش میں لیا جسم کے سارے زخم نظر آئے، چاک چاک بدن پر اپنے دل کو چاک کیا، اپنے سر پہ خاکِ کربلا ڈالی، اور اپنا چہرہ اس ماہ رُو کے رُخ پہ رکھا اور اُس کے خون سے چہرہ رنگین کیا کردگار کی بارگاہ میں فریاد کی بھیگی ہوئی آنکھوں سے دولھا کو دیکھا دولھا نے آنکھیں کھولیں، خدا کے چہرے کو دیکھ کر دل کی کلی کھلی شاہؑ کے رُخ کو دیکھا تو نئی زندگی ملی خون سے بھری آنکھوں سے شہ کے چہرے کو دیکھا کیسے دیکھا ہائے کیسے دیکھا میں کیا بیان کروں۔

اور کہا کہ کتنا اچھا مرنا ہے آج اس کشتہ زار میں آپ میری بالیں پر آئے ہیں کتنی

Presented by www.ziaraat.com

اچھی ہے میری قسمت! میرے خون میں روانی پیدا ہوگئی۔ مجھے جس چیز کی آرزو تھی مجھے مل گئی بس اب میں اُس کی طرف لوٹ جاؤں اے میرے آقا میری ایک اور آرزو ہے کہ جسے آپ کے علاوہ کوئی اور پورا نہیں کرسکتا مجھے اس رزمگاہ سے جلدی لے چلیں۔ اس سے پہلے کہ خولی میرا سرتن سے اُتارے دلھن میرے خون بھرے چہرہ کا دیدار کر لے آنکھوں ہی آنکھوں میں الوداع کہہ لے اور میرے خون سے اپنے کو گلگوں کرلے اپنے دولھا کے ساتھ نئی رقم کرے تاریخ۔ میں اس کی زینت ہوں وہ میری زینت ہے میں اس کا چہرہ دیکھوں وہ میرا چہرہ دیکھے۔ آپ میرے بے جان جسم کو دلھن کے پاس پہنچادیں اور اس بے جان جسم میں نئی زندگی آئے کہ میرا جسم اُس کی آرائش ہے۔ آغوش کا رشک محبوب کے پاس ہوتا ہے یہ کہتے کہتے جان آفرین کے سپرد جان کردی راز دان سے راز دل کہا اور مرگیا جانان کی آواز میں جان نہ رہی۔ جہاں کو رونے کے لیے چھوڑ گیا پوری خدائی قاسمؑ پر گریہ کناں تھی شاہ نے اپنا رُخ اس کے چہرے پر رکھا اور آسمان کی طرف نگاہ کی زبان بند تھی، دل بھتیجے کے راز سے آشنا زبان کے نیچے ایک آواز چھپی تھی۔ جہان آفرین کی آواز سنی مسلسل گریہ کی آواز آرہی تھی۔ کبریا کی درگاہ سے صدا آئی کہ اے حسینؑ صبر کر تیرے صبر پہ قربان۔ پردوں میں چھپا ہوا راز فاش ہوگیا راز آفرین نے سرور سے راز بتادیا۔ پس سرور نے اس کشتہ شدہ کو خاک سے اُٹھایا غم کے مارے دست اندیشہ سے اُٹھایا۔

حرم کے خیمہ میں قاسمؑ کی لاش کا آنا

اور وہ کشتہ شدہ اپنے سے بے خود تھا۔ زین پر بیٹھے اور لاش کو آگے سے اُٹھایا گریبان دل کو چاک کرتے ہوئے اس کے پیکر کو فتراک بنائے ہوئے لاش کے ہر زخم سے فغان کی آواز آتی تھی کہ کیا غم اگر میرے جسم سے سر جدا ہوگیا۔

Presented by www.ziaraat.com

کتنا اچھا ہے وہ کہ تیرے فتراک کی زینت ہوگیا کتنا اچھا ہے وہ جسم کہ جو تیری خاک سے ہو، کتنا اچھا ہے وہ دل کہ جو تیری تیغ سے کاٹا جائے اور اب شاہ خیمہ کی جانب بڑھ رہے ہیں چار جانب سے آہ وفغاں کی آواز آرہی ہے۔ مگر کس منہ سے خیمے میں جائیں اُس پہ زمین وآسمان گریہ کررہے تھے اہلِ حرم کو خبر کیا ملی کہ ایک کہرام مچا سب خود ہی شاہ کی جانب بڑھنے لگے۔ اُس لاش کو لاکر رکھا شاہ نے خیمہ میں، ایک قیامت کا گریہ ہوا۔ گریہ کرتے ہوئے اس کے جسم سے جوشن کو اُتارا اور اہلِ حرم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ارے اس کو دیکھو یہ راہِ خدا میں مارا گیا ہے اہلِ حرم شاہ کی فریاد سنتے تھے اور روتے تھے خدا کے لیے اس کے پیارے پیارے رخسار دیکھو خدا کے لیے اس کے بال اور چہرہ پہ نظر کرو اپنے ہاتھوں سے منہ پیٹتے تھے بالا وپست کے خداوند کے حضور فغاں کی آواز لامکان تک جاتی تھی زمین وزماں کے فاصلے ختم ہوگئے تھے ہر نشیب وفراز شہزادۂ قاسمؑ پر گریہ کرتا تھا۔ ہر نقشِ ہستی گریہ وبکا میں مصروف تھا بار بار شاہ لاش کو دیکھتے اور روتے صبر کی عنان ہاتھ سے چھوٹی جاتی تھی۔ خواہر کی طرف روتے ہوئے آئے بھائی کی نشانی کی موت پہ بال بکھرائے ارے وہ مرگیا وہ میری جان تھا اللہ کے نزدیک پسندیدہ تھا جو اس پر روئے گا اور بال بکھرائے گا خیرالبشر کے نزدیک شفاعت یافتہ ہوگا۔ بہن نے جب بھائی کا گریہ سنا شہزادہ قاسمؑ کی لاش پہ خروشاں دیکھا کہ ایک سروقد ہے خسروانی قبا میں جس پہ ظلم وجور ہوا سر سے پاؤں تک ساری بیبیاں اسی کے ساتھ گریہ کرنے لگیں کہ آسمان کی گردش رکنے کے آثار ہوگئے کوئی لاش پہ بال بکھراتی تھی کوئی لاش پہ نوحہ کرتی تھی، کوئی اس کے منہ سے لپٹی جاتی تھی، کوئی اس کے قد وقامت کے صدقے ہوتی تھی کوئی اس کے پاؤں پہ اپنا سر ملتی تھی، کوئی اس کے چہرہ پہ پیار کرتی تھی کوئی اس کا خون صاف کرتی تھی۔ دلھن اپنے آپ کو خاک میں

Presented by www.ziaraat.com

چھپاتی تھی اس کے پاؤں پہ اپنا منہ رکھتی تھی۔ کبھی اُس کشتہ شدہ کو مخاطب کرتی تھی زمین وآسمان اس کی گریہ وزاری سے ہلتے تھے کبھی اس کے ہاتھوں کو اپنی آغوش میں لیتی کبھی اس کے جسم کے زخم کو دیکھتی کبھی پیکان کو اس کے جسم سے کھینچتی کبھی اس کا خون اپنے چہرہ پہ ملتی کبھی ڈھاڑیں مار مار کر روتی، کبھی اس کا خون بھرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتی کبھی اس کے غم میں اپنے منہ کو پیٹنے لگتی۔ کبھی اس کا خون بالوں میں لگاتی، کبھی اپنے چہرے پہ ملتی، کبھی روتی کبھی پیٹتی اور کبھی کہتی جب تو نے فوج کو شکست دے دی تھی، تو لوٹ کر خیمہ میں (زندہ) کیوں نہیں آیا کس نے تیرے سر کو زخمی کیا کس کی تیغ کارگر ثابت ہوئی، کس نے تجھ کو سنان ماری، تیرے کاندھوں پہ تیر کس نے مارے خنجر کہن سے تجھے کس نے ہلاک کیا یہ کہتی جاتی اور روتی جاتی، ایک ایک زخم پہ آنسو بہاتی، خون کے آنسو اس کے چہرے سے گرتے تھے اور یہی آنسو دولھا کے زخم کی دوا تھے، نالہ وفریاد کرتے کرتے بے ہوش ہوگئی کان میں دولھا کی آواز آئی کہ آسمان کے برابر بھی پیکان ہوتے تو میرا جسم اس کا خریدار ہوتا۔

اس جان کی بدلے دشمن کے تیر خریدنا بہتر ہے، اپنے جسم سے چاہنے والوں کے ہاتھوں کا پیکان کا کھینچنا مجھے پسند ہے۔ اور جب دلھن کے کانوں میں قاسمؑ کی آواز آئی دل میں ایک خروش اُٹھا اور ساتھ ہی ایک سکوت بھی، اُس کا خون اپنے چہرے اور بالوں پر ملتی جاتی پھر اپنے والد (حسینؑ) کی طرف روتے ہوئے رخ کیا اور کہا اے دو جہاں کے فریاد رس اس بیکس پر اپنا لطف فرمایئے یعنی مجھے وہ راز بتایئے، باپ نے بیٹی کی زبانی راز کا ذکر سنا دوڑ کر بیٹی کو گلے سے لگالیا، اس کے دکھ بھرے چہرے کا دیدار کیا اور اُس حزینہ سے پُرحزیں گفتگو کی اے بیٹی تو عرش بریں کی زینت ہے، تیرے غم میں فردوس ماتم گذار و سوگوار ہے تجھ پر کسی کو فوقیت نہیں ہے تو نے وہ کام کیا ہے جہاں

Presented by www.ziaraat.com

آفرین تیرا معترف ہے اور غمگسار ہے چہرے پہ خون کے آنسو بہے جاتے تھے اور بیٹی کو تسلی دیتے جاتے تھے اے میری بیٹی اب ایسے ماتم کی بنیاد پڑنے والی ہے جو روز بروز بڑھتا جائے گا، بیٹی ابھی تُو دیکھے گی میرا سر نوکِ سنان پر، تیرا دولھا تو میدان میں مارا گیا ہے، اور میں اس کی لاش یہاں لے آیا ہوں، کسی نے اُس کی لاش کی بے حرمتی نہیں کی اور کسی خونی نے اس کا سر جدا نہیں کیا، اُس کی لاش پر تو سب گریہ کناں ہیں اور تو بھی رو رہی ہے میری لاش پر تو کوئی گریہ بھی نہ کرے گا، اور جب خونی میرے جسم سے سر جدا کرے گا، کوئی نہ ہوگا اس وقت جو میرے بقیہ جسم کو آغوش میں لے نہ بہن ہوگی اور نہ بیٹی، میری لاش کو وہیں چھوڑ دیں گے۔ میری بیٹی اس کشتہ کے لیے تو اتنا غم مت کر کہ میرے جیسا بھی اس کے غم میں غمگسار ہے، دیکھو اس کے بال خون سے خضاب ہوئے ہیں اور اس کی ماں نے اس کے بالوں کو کیسا بل دے کر سجایا ہے، تو نوحہ گر ہے اس کی ماں نوحہ گر ہے، میں نوحہ گر ہوں۔ مگر ہائے افسوس کوئی نہ ہوگا جو مجھ پر نوحہ گر ہو۔ مگر آج سے قیامت کے دن تک، دنیا کی آنکھ میرے لیے اشک ریز ہوگی زمین اور آسمان تک، میرے سارے دلبند مجھ سے دور ہونگے، اور یہ ستمگر اس دشت ہولناک میں میری لاش پر گھوڑے دوڑا دیں گے اور میرا جسم چاک چاک ہو جائے گا، میرے سر پہ شمر کی تیغ بھی روئے گی، خونی کا خنجر بھی مجھ گریہ کناں ہوگا، تو میرے جسم کا کوئی پتہ نہ پائے گی، البتہ میرا سر کبھی نوکِ سنان پر نوک نیزہ پہ دیکھے گی، کوئی مجھ پہ رونے والا نہ ہوگا۔ گھوڑوں کی سُم بھی مجھ پہ غمگسار ہوگی، کوئی نہ ہوگا سوائے تیغ کے جو میری غمخوار ہوگی میری ساتھی میری سناں ہوگی جو میرا ساتھ دے گی کوئی ایسا نہ ہوگا جو پوچھے کہ ایسا کیوں کیا گیا بیٹی تو اپنے مرنے والے پر اطمینان رکھ، اپنے دل کو اندیشہ سے پاک رکھ، یہ دیکھو میں اس کی لاش سے خاک صاف کر رہا ہوں خولی اب نہیں آئے گا اس پر تلوار تانے ہوئے،

Presented by www.ziaraat.com

چھوٹے بڑے سب مجھ پر گریہ کریں گے، خستہ دل کے ساتھ شاہ نے یہ راز بیان کیا، کچھ دیر تک ایک بے ہوشی کا ماحول رہا، شاہ کی گفتار سے جہاں میں ایک فغاں بپا ہوا، زمین و آسمان سے ایک شور بلند ہوا، اہلِ حرم کے خیموں سے ایک گریہ جاری ہوا جس کی آواز فلک تک جاتی تھی، میں کیا کہوں کہ اب میرے دل کو تاب نہیں ہے، اس باب میں اب کیسے تحریر کروں، خامہ حشر تک خون روتا رہے گا۔ بیان روتا ہے اور قلم کے آنسو رواں ہیں۔ (''حملۂ حیدری'' فارسی سے ترجمہ)

Presented by www.ziaraat.com

باب ۔۔۔۔۔۔ ۶

عقدِ شہزادۂ قاسمؑ

دلائل و براہین

علّامہ سیّد جعفر الزّماں نقوی البخاری لکھتے ہیں:-

اس دور میں اس مسئلۂ عروسی پر بہت لے دے ہورہی ہے، اس میں زیادہ تر وہ لوگ سرگرم ہیں جنہوں نے تحقیق کی بجائے اسے انا کا مسئلہ بنایا ہوا ہے، ہمارا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ان کا ذکر کرنا مناسب ہے، بلکہ ہم تو ان اہل علم کو دعوتِ فکر دینا چاہیں گے جو سفر تحقیق میں مصروف ہیں اور جویندۂ منزل احقاق ہیں۔

میری مجالس کی کتب میں شہزادہ قاسمؑ کے عقد کے بارے میں چند احباب نے پڑھا تو انہوں نے یہ سوال کیا کہ اس روایت کو آپ نے قبول کیا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ .....کیونکہ اس روایت پر ہمارے پاکستان کے چند لوگوں کو اعتراض ہے، وہ اسے درست تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں، اس لیے آپ اس کے بارے میں قدرے تفصیل سے بات کریں۔

دوستو! اصول یہ ہے کہ کسی بھی روایت کو اگر عالمانہ انداز میں زیرِ بحث لایا جاتا ہے اور اس کی توثیق و تضعیف کی جاتی ہے تو اسے کچھ پیمانوں پر پرکھا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں میں ان پیمانوں کا ذکر کر کے اپنی بات کو شروع کروں گا۔

Presented by www.ziaraat.com

دوستو ہر روایت کی عموماً حیثیات خمسہ (پانچ حالتوں) میں سے ایک حالت ضرور ہوتی ہے، دیکھئے۔

(۱) حیثیت نافیہ: یعنی کسی روایت کی ہر کتاب میں نفی موجود ہو اور کسی کتاب میں اثبات موجود ہی نہ ہو۔

(۲) بعض کتابوں میں اس کی نفی موجود ہو اور بعض میں ذکر تک نہ ہو۔

(۳) حیثیت مخلوطہ: یعنی اس روایت کی بعض کتب میں توثیق موجود ہو اور بعض میں تضعیف .... یعنی کچھ کتابیں اسے درست مان رہی ہوں اور بعض غلط بتا رہی ہوں اور بعض میں اس کا ذکر موجود نہ ہو۔

(۴) حیثیت اثباتیہ: یعنی اس کا اثبات ہی اثبات ہو نفی کسی بھی کتاب میں نہ ہو اور بعض کتابوں میں ان کا ذکر نہ ہو۔

(۵) حیثیت غیر متذکرہ: یعنی کسی بھی کتاب میں اس کا ذکر موجود نہ ہو۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت عموماً نہیں ہوتی۔ اب ہم ان حوالوں سے اس وایت کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس روایت کی متقدمین میں سے کسی نے نفی نہیں کی ہے، ہاں متاخرین نے ایسا کیا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھ رہے ہیں کہ مقتل و روضہ کی جدید و قدیم لاتعداد کتابوں میں اس کا اثبات موجود ہے۔ لاکھوں مقامات پر ایامِ عزا میں اس عقد کی یاد میں شبیہات بنائی جاتی ہیں، لاکھوں کروڑوں نثر نگاروں اور شاعروں نے اس پر خامہ فرسائی کی ہے، پوری دنیا میں حجلۂ عروسی کی شبیہ بنائی جاتی ہے، ایران، عراق، شام، مصر، لبنان، پاکستان، ہندوستان، افغانستان بلکہ جہاں جہاں بھی شیعہ قوم آباد ہے وہاں شہزادہ قاسمؑ سے منسوب شبیہ سیج، مہندی یا اس طرح کی کوئی دوسری شبیہ بنائی جاتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اب جہاں صورتِ حال یہ ہو کہ نفی میں مواد موجود ہی نہ ہو اور اثبات میں لاتعداد روایات موجود ہوں تو پھر اسے درست ماننے میں کوئی امر مانع نہیں رہتا۔

اعتراض: بعض احباب نے یہ بات کہی ہے کہ بعض متقدمین مثلاً شیخ مفید علیہ رحمہ اور شیخ صدوق علیہ رحمہ جیسے کچھ اور اساتذہ نے اس کا ذکر نہیں کیا، اور بعد والوں نے اسے نقل کیا ہے تو جناب شیخ فخر الدین طریحی کے حوالے سے کیا ہے اور اس کا اصل ماخذ ان کے سوا کوئی نہیں ہے، اس لیے اسے درست نہیں مانا جاسکتا اور یہ روایت ساقط الاعتبار ہے۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف

دوستو! پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی بڑے عالم کا کسی روایت کو نہ لکھنا اس کی تضعیف کے لیے کافی نہیں ہوتا، یا کسی عالم کا کسی روایت کو اپنی کتاب میں نقل نہ کرنا اس کی طرف سے اس روایت کو غلط ماننا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض روایات میں جنہیں جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے مگر اسے شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل نہیں کیا اور اسی طرح ان دونوں نے کسی روایت کو نقل کیا ہے اور اسی کو جناب سید علی بن طاؤس علیہ الرحمہ نے نقل نہیں کیا، تو کیا اس سے ہم یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ جس نے وہ روایت نقل نہیں کی ہے وہ اس روایت کو غلط مانتے تھے۔ کیا ہم ان کی رائے کو منفی میں شمار کر سکتے ہیں؟۔ اگر ہم یہ فرض کرلیں تو ہزاروں روایات اس مفروضہ کی بھینٹ چڑھ جائیں گی اور دین کا ایک بہت بڑا مواد ساقط الاعتبار ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح کسی عالم کا کسی روایت کو نقل نہ کرنا اس کی طرف سے اس کی نفی تصور نہیں ہوتا ہے، اسی طرح جس روایت کو کوئی عالم نقل کرتا ہے تو اس کے نقل کرنے کو اس کی تائید مانا جاتا ہے کیونکہ اگر انہیں اس روایت پر اعتماد نہ ہوتا یا

Presented by www.ziaraat.com

اسے درست نہ مانتے تو وہ اس کو بیان کرتے ہوئے کسی نہ کسی پہلو سے اس کی تردید ضرور کرتے۔ اس کلیہ کے تحت ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ جن جن فاضل علمائے اعلام نے اس روایت کو نقل کیا ہے وہ اسے درست تصور کرتے تھے اور ان کی رائے اس روایت کے اثبات میں مانی جائے گی، اس طرح ہزاروں علمائے اعلام کا اس روایت پر اعتماد ثابت ہوتا ہے، تو پھر اسے درست ماننے میں کیا امر مانع ہے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس روایت کو سب نے صرف صاحب مجمع البحرین شیخ فخر الدین طریحی کے حوالے سے لکھا ہے کسی اور کتاب سے نہیں لکھا، وہ اس روایت کے بیان کرنے میں واحد ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مفروضہ ناقص ہے، کیونکہ عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ ہر روایت پہلی مرتبہ جو فاضل عالم نقل کرتا ہے بعد میں اس روایت پر اعتماد کرنے والے اسی کتاب کے حوالے سے نقل در نقل کرتے چلے جاتے ہیں، جیسا کہ جناب علی بن محمد سمری کے نام جو شہنشاہ زمانہ کی توقیع مبارک ہے، اسے بعد کے سارے علما کرام نے شیخ طوسی علیہ الرحمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس کا آخری مآخذ وہی ہیں، تو کیا ہم اسے بھی رد کردیں؟ کہ اس کا مآخذ ایک ہی کتاب ہے، اور وہ اس روایت میں واحد ہیں۔

دوستو یہ حقیقت ہے کہ ہر روایت جو نقل ہوتی ہے پہلے تو اسے کوئی ایک ہی شخص لکھتا ہے مگر ہماری زیر بحث روایت تو کچھ اور لوگوں نے بھی اپنے حوالے سے لکھی ہے۔

اعتراض:

اس روایت پر اعتراض کرنے والوں نے صرف یہی لفظ یاد کر رکھا ہے کہ یہ روایت کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے، یعنی جناب شیخ مفید و جناب شیخ صدوق نے اسے نقل نہیں کیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اب ہمیں بھی یہ حق ہے کہ ہم ان معترضین سے پوچھ سکیں کہ جن کتابوں کو وہ معتبر کہہ رہے ہیں کیا ان کی ساری روایات سو فیصد درست ہیں؟ کیا وہ انہیں سو فیصد درست مانتے ہیں؟

اس بات سے ہر عالم وصاحب مطالعہ آشنا ہے کہ متقدمین لوگوں نے جو کتب لکھی ہیں وہ تجمیعاً لکھی ہیں، تحقیقاً نہیں لکھیں، انہوں نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ روایات کو جمع کیا ہے اور تحقیق کو آنے والی نسلوں کے لیے چھوڑا ہے، اس لیے ان کی کتابوں میں آج ہم بہت سا ایسا مواد بھی دیکھتے ہیں جو تحقیق کی کسوٹی پر ساقط الاعتبار قرار پاچکا ہے، لیکن ان روایات کو جن لوگوں نے اپنی کتابوں میں بلا تضعیف دوبارہ نقل کیا ہے گویا انہوں نے ان کی تائید کی ہے اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان روایاتِ ناقصہ کو دوبارہ کسی نے نقل نہیں کیا اور وہ اپنے مآخذ اول ہی میں دفن رہی ہیں اور بعد والوں نے اسے نقل کیا ہے تو ساتھ ہی تضعیف کی نشان دہی بھی کی ہے۔

جیسا کہ جناب حسن مثنیٰ کے بارے میں ہے کہ امام مظلوم نے انہیں فرمایا کہ ہماری دختران میں سے ایک دختر کو عقد کے لیے منتخب فرمائیں، ایک تو ان کی زوجہ گرامی فاطمہ کا نام لکھا ہے اور دوسرا نام جناب معصومہ سکینہؑ کا لکھا گیا ہے، کہ فرمایا ان دونوں میں سے جس کے ساتھ چاہو عقد کرلو اور وہ شرم سے خاموش رہے، پھر آپ نے ان کا عقد بڑی شہزادی سے فرمایا یہ واقعہ کچھ معتبر کتابوں میں لکھا ہوا ہے آپ ان معتبر کتابوں کے نام بھی دیکھ لیں انساب الاشراف ۱/۲۲۶..... تاریخ دمشق از ابن عساکر ۱/۶۶..... تہذیب التہذیب ۲/۲۶۳ تہذیب المقال فی تشیع ۲/ ۳۰۹۔ کتاب رجال نجاشی ۲/۳۰۴..... کشف الغمہ ۲/۲۹۹..... الارشاد مفید ۱۹۶

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ معصومہ سکینہؑ کی دنیا میں آمد جناب حسن مثنیٰ کے عقد کے بعد

Presented by www.ziaraat.com

ہوئی تھی اور کربلا میں جناب حسن مثنیٰ کے جو فرزند شہید ہوئے تھے معصومہ سکینہؑ سے وہ ایک سال چھوٹے تھے اسی طرح علامہ مجلسی کی کتاب تذکرۃ الآئمہ میں شہزادہ قاسمؑ کی عمر نو سال لکھی ہوئی ہے حالانکہ واقعۂ کربلا جب رونما ہوا تو اس وقت ان کے بابا پاک کی شہادت کو گیارہ سال بیت چکے تھے، ایسی لاتعداد روایات میں معتبر کتابوں میں سے دکھا سکتا ہوں جو ساقط الاعتبار ہیں اور حقیقت سے بعید ہیں.....اب اس پر خود غور کریں کہ جب معتبر کتابوں میں منقولہ مواد بھی سارا درست نہیں ہے تو پھر ان کا کسی روایت کو نہ لکھنا کسی روایت کی تضعیف کیسے ثابت کرسکتا ہے؟ جبکہ ان کا وہ منقولہ مواد بھی کسی واقعہ کی توثیق کا ضامن نہیں ہے۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ کچھ خاص لوگوں کا ان کتابوں کے بارے میں ڈبل اسٹینڈرڈ ہے یعنی ان میں سے جو چاہیں درست کہہ دیں اور چاہیں رد کردیں، یعنی من پسند اور اپنے مخصوص عقائد کی تائید میں جو مواد ملے اسے بلا تحقیق و بلا نقد و تبصرہ درست کہہ دیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ فلاں معتبر کتاب میں موجود ہے اور اپنے مخصوص عقائد کے خلاف جو مواد انہی کتابوں میں موجود ہو اسے عقلی دلیلوں سے رد کردیا جاتا ہے، بلکہ فرمانِ معصوم کو بھی رد کردیا جاتا ہے اپنے عقائد یا مقاصد کے خلاف جو فرامین معصومین ہوں انہیں رد کرتے وقت نہ کتاب کے معتبر پن (اعتبار) کا خیال رکھا جاتا ہے، نہ رواتِ حدیث کا، اور نہ ہی اس کتاب کے فاضل مؤلف و مصنف کا احترام مانع ہوتا ہے اس طرح ایک ہی کتاب دن میں دس مرتبہ معتبر بنتی ہے اور پچاس مرتبہ ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے۔

عالمانہ رویہ:

دوستو کسی بھی چیز کے بارے میں عالمانہ رویہ یہ ہوتا ہے کہ کسی پر اپنی رائے کو مسلط نہ کیا جائے کیونکہ یہ علمی جارحیت ہے اور علمی جارحیت جہالت ہوتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

عالمانہ رویہ یہ ہے کہ جو لوگ سیج پاک (مہندی) برآمد کرتے ہیں انہیں جبراً نہ روکا جائے کیونکہ جب ان سیج (مہندی) برآمد کرنے والوں کو جبراً روکا جائے گا تو سیج (مہندی) برآمد کرنے والوں کو بھی جبر کا حق حاصل ہو جائے گا اور وہ بھی مخالفین سے جبراً سیج (مہندی) برآمد کروانے پر اُتر آئیں گے، اس طرح سوائے فساد فی الارض کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا اور عقل کی بجائے جذبات سے کام لیا جائے گا تو دونوں طرف سے نقصان ایک ہی قوم کا ہوگا جیسا کہ اس دور میں غیر عالمانہ رویہ اختیار کیا جا رہا ہے اور سیج پاک (مہندی) کو جبراً رکوایا جا رہا ہے، جبراً سیج پاک (مہندی) برآمد نہ کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اسی طرح یہ جبری سلسلہ جاری رہا تو اس کے ردعمل کو کون روک سکتا ہے؟

سیج پاک (مہندی) ویسے بھی شیعہ کے شعائر میں بہ منزلت معروف ہے، قدیم تصویر خوانوں کی تصویروں میں، شبیہ خوانوں کی شبیہوں میں، قدیم روضہ خانوں کی کتب روضہ میں واقعۂ عروسی کا ذکر بھی موجود ہے اور سیج پاک کی شبیہ بھی موجود ہے، کچھ عرفا کو بذریعہ کشف بھی اس کی تائید و تاکید ہوئی ہے تو پھر اس پر اعتراض کیسا؟

یہ بھی ہے کہ علما اور عوام کو امر بالمعروف کا حکم ہے، اس لیے اس کی مخالفت کرنا نہی عن المعروف کے برابر ہے، اس لیے اس کے خلاف کچھ کہنا مناسب ہی نہیں ہے ورنہ کفارہ تو انہیں مخالفین ہی کو بھگتنا پڑے گا۔

جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ اس روایت کو سینکڑوں کتب نے نقل کیا ہے اور متقدمین میں سے کسی نے اس کی نفی نہیں کی اور متاخرین نے نفی کے لیے کوئی علمی کلیہ استعمال نہیں کیا بلکہ صرف کیوں اور کیسے ہی تک بات کی ہے اور اپنے جذبات پر قیاس کیا

Presented by www.ziaraat.com

ہے نہ کہ کوئی علمی طریقہ استعمال کیا ہے۔اس کی نفی میں کوئی روایت موجود ہی نہیں ہے۔

مرحلۂ ثانی:

دوستو جب کسی روایت کی چھان بین ہوتی ہے تو اسے کچھ مراحل سے گزارنے کے بعد اس کی توثیق یا تضعیف دلائل کے ساتھ ہوتی ہے یعنی اسے درست یا نا درست مانا جاتا ہے، جس میں سے سب سے اوّل اس کے حیثیات خمسہ دیکھی جاتی ہیں، اس کے بعد اسے کچھ حوالوں سے دیکھا جاتا ہے مثلاً

(۱) کیا یہ روایت علاقائی روایات وقوانین سے متصادم تو نہیں؟

(۲) کیا اس روایت میں اخلاقیاتی حوالے سے کوئی قباحت تو موجود نہیں ہے؟

(۳) کیا یہ روایت شرعی ومذہبی مسلّمات کے منافی تو نہیں ہے؟

(۴) کیا یہ روایت مراتب ومناصب واسٹیٹس اور شان کے خلاف تو نہیں ہے؟

(۵) کیا روایت خلافِ معروف عام تو نہیں ہے۔

دوستو اب ہم اس حوالہ پہ بھی بات کرتے چلیں۔

علاقائی روایتی حوالہ:

پھر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ منقولہ روایت جس علاقے سے تعلق رکھتی ہے اس علاقے کی روایات سے تو متصادم نہیں ہے؟ کیونکہ روایت کو اس کے علاقائی حوالے سے دیکھنا ہوتا ہے نہ کہ اپنے علاقے کی روایات کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے جیسا کہ ہم صوبہ سرحد کے پٹھان قبائل میں دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو قتل کردے اور قاتل ومقتول کے قبائل کے مابین فوری جنگ کا خطرہ پیدا ہو جائے تو کوئی بڑا سردار جو غیر جانب دار ہو وہ آکر ان قبائل کو بلاتا ہے اور ان کے سامنے ان کے درمیان میں ایک پتھر اُٹھا کر

Presented by www.ziaraat.com

رکھ دیتا ہے، جو اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ اس کا فیصلہ امن سے ہونا ہے، تم کو لڑنا نہیں ہے اور وہ نہیں لڑتے، اور اگر قاتل کا قبیلہ معافی کا خواہش مند ہو تو وہ برادری کے چار آٹھ بزرگ لے کر جاتا ہے اور مخالفین کے دروازے پر جا کر ایک دنبہ ذبح کر دیتا ہے اور خود باہر کھڑے ہو جاتا ہے، جب اہل خانہ کو پتہ چلتا ہے کہ ان کے دروازہ پر دنبہ ذبح ہو چکا ہے تو مقتول کا وارث پھر اپنی طرف سے ایک دنبہ ذبح کر کے اسے تیار کرواتا ہے اور آنے والوں کے لیے بیٹھنے اور کھانے کا انتظام کرتا ہے، اس کے بعد انھیں کھانا کھلایا جاتا ہے، پھر ان سے آنے کی وجہ پوچھی جاتی ہے، جبکہ وہ جانتا ہے کہ کیوں آئے ہیں مگر وہ دستور کے مطابق پوچھتا ہے اور آنے والے بزرگ سردار یا ملک صاحبان قاتلین کا مدعا پیش کرتے ہیں، اس پر اس قتل کی دیت مقرر ہوتی ہے جو مقتول کا وارث مقرر کرتا ہے، جب اس کی مطلوبہ رقم اس کے حوالے کی جاتی ہے تو وہ اس میں سے دو دو چار ہزار ان قبائل کے سرداروں کو دستار (پگڑی) کے طور پر واپس کرتا ہے اور پھر ان کی دعائے خیر یعنی صلح ہو جاتی ہے۔

اب جب ہم اس روایت پہ بات کریں گے تو اسے انڈیا یا یورپ یا عرب کے تناظر میں نہیں دیکھیں گے، بلکہ اسے صوبہ سرحد کے تناظر میں دیکھیں گے اور پھر اس کی توثیق یا تضعیف کریں گے۔

اسی طرح واقعۂ عقد کو جب ہم زیرِ بحث لائیں گے تو اسے عرب روایات کے تناظر ہی میں دیکھیں گے نہ کہ پاکستان کے تناظر میں..... اگر آپ عرب روایات کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ عین جنگ کے موقعہ پر دولھا بنانا ان کی قبائلی روایت بھی تھی..... جو لوگ روایات عرب پر مبنی کتب اور کمپیوٹر مواد دیکھ چکے ہیں، جو لوگ ٹریڈیشنل انتھروپالوجی (روایتی بشریات) اور سوشل اتھنالوجی (عمرانی نسلیات) کی اسٹڈی کر چکے ہیں اور

Presented by www.ziaraat.com

عریبک ٹریڈیشنز کا مطالعہ کر چکے ہیں وہ ایسا کوئی اعتراض دماغ میں نہیں پال سکتے، کیونکہ عرب روایات میں تو ایسے موقعوں پر خصوصی طور پر دولھا بنایا جاتا تھا، کیونکہ عرب معاشرہ کی یہ ایک روایت تھی کہ دولھا صلح کی علامت اور آخری کوشش ہوتا تھا، یعنی جب دو قبائل میں دشمنی حد سے زیادہ تجاوز کر جاتی یا ناقابل صلح ہو جاتی تھی اور ایک قبیلہ لڑتے لڑتے انتہائی کمزور ہو جاتا تھا تو دوسرا قبیلہ اس پر فیصلہ کن حملہ کرتا تھا۔ اس نازک موقعہ پر کمزور قبیلہ صلح کو اپنی بقا کے لیے لازم سمجھتا تھا، تو وہاں وہ صلح کے دو راستے اختیار کرتا تھا، اس کا پہلا راستہ یہ ہوتا تھا کہ وہ عین حملہ یا گھیراو کے وقت اپنی کسی عورت کو میدان میں یا مخالفین کے ہاں بھیج دیتا اور وہ جا کر کہتی تھی کہ میں ان کی عزت تمہارے پاس چل کر آئی ہوں اور آپ سے صلح کی بھیک مانگتی ہوں۔

مخالف کے اس عمل سے غالب دشمن فوراً صلح کر لیتا تھا، بلکہ اس عورت کی بہت عزت افزائی کی جاتی تھی، اس کو برقعے اور کچھ تحائف دیئے جاتے تھے، اور اس قبیلے کا سردار اس کے سر پر چادر ڈال کر اسے بہن کا درجہ بھی دیتا تھا، اگر مخالفین کی ایک عورت کے بجائے عورتوں کا کوئی وفد آتا تھا تو اس وفد کی ساری عورتوں کو اسی طرح نوازا جاتا تھا اور انہیں چادریں دے کر بہنوں کا درجہ دیا جاتا تھا، ہاں اگر کوئی غیور اس بات پر راضی نہ ہوتا کہ وہ اپنی عورتوں کو دشمن کے پاس بھیجے تو وہ اپنے کسی نوجوان کی شادی کا اہتمام کر کے اسے دولھا بنا کر میدان میں یا دشمن کے پاس بھیج دیتا تھا، اور وہ دولھا ان سے جا کر معافی اور صلح کی بات کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں ان کا دولھا تمہارے پاس چل کر آیا ہوں، ان کی بیٹی کا سہاگ تمہارے پاس چل کر آیا ہوں، اور گذارش کرتا ہوں کہ آپ ہماری خوشی کو غم میں نہ بدلیں، ہاں اگر مارنا ہے تو مجھے مار کر سردار کی بیٹی کو بیوہ کر کے اپنی دشمنی کی حسرت پوری کر لیں، مگر باقی قبیلہ والوں کو کچھ نہ کہیں اور ان سے صلح کر

Presented by www.ziaraat.com

لیں۔ کیونکہ قدیم عرب قبائل روائت پرست تھے اور عار اور شرمندگی کی بدنامی سے بہت ڈرتے تھے اور ان کے ہاں یہ روایت بھی تھی کہ بیٹی چاہے دشمن کی ہے وہ قبیلے کی اپنی بیٹی ہے، اور وہ کہتے تھے کہ بہو بیٹیاں مشترکہ ہوتی ہیں چاہے جس قوم یا قبیلہ کی بھی ہوں، اس لیے وہ صلح کی پیشکش کرنے والے سردار کی بیٹی کو بیوہ کرنا پسند نہیں کرتے تھے، کیونکہ اس طرح پورے قبائل میں ان کی ناک کٹ جاتی تھی ایسے موقعہ پر دولھا کی گذارش پر مخالف قبیلہ کو معاف کر دیا جاتا تھا، اور بعض وسیع الظرف لوگ تو اس کی شادی کے اخراجات تک خود ادا کرتے تھے۔

آج بھی یہ رسم و رواج و روایت ان قبائل میں کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہے کہ جو پاکستان میں عرب سے آئے ہیں، جیسا کہ بلوچستان کے بلوچ قبائل میں آج بھی یہ رسم موجود ہے کہ جب برادری کا کوئی بھائی روٹھا ہوا ہو اور کسی طرح بھی راضی نہ ہو رہا ہو اور وہ شادی غمی میں شریک نہ ہو رہا ہو۔ تو اس وقت سہرہ باندھ کر دولھا کو اس کے پاس بھیج دیا جاتا ہے اور وہ فوراً اس کے ساتھ شادی میں آجاتا ہے کہ اب تو دولھا چل کر آگیا ہے اس کو خالی لوٹانا اس کی اپنی توہین شمار ہوتی ہے میں نے عربیک ٹریڈیشن کے حوالے سے ایک مرتبہ یہ بات اپنے محترم بزرگ مبلغ اعظم الثانی جناب علامہ قاضی سعید الرحمٰن صاحب سے کی، تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بات تاریخ العرب میں اب بھی موجود ہے اس کے بعد انہوں نے اسی تفصیل کے ساتھ تاریخ عرب سے اس روایت کو بیان کیا تھا۔ مجھے اس کتاب کے مصنف کا نام یاد نہیں رہا کیوں کہ بہت پہلے ان سے بات ہوئی تھی، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ عرب میں دولھا صلح کی آخری کوشش کا نام تھا۔

اب اس حقیقت کو بھی دیکھ لیں کہ امام مظلوم نے امت ملعونہ پر اتمام حجت کے لیے وہاں اپنی پاک دختر کا عقد فرمایا اور دولھا کو میدان میں صلح کا نمائندہ یا پیام بر بنا کر

Presented by www.ziaraat.com

روانہ فرمایا، وہاں یہ شادی کوئی عام شادی نہیں تھی بلکہ صلح کی ایک تقریب تھی، جناب شہزادہ قاسمؑ کو اتمامِ حجت کے لیے دولھا بنایا گیا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ امام حسنؑ کو بھی معلوم تھا کہ واقعۂ کربلا ہونا ہے اور اس میں اتمامِ حجت کرنا بھی لازم ہوگا، تاکہ کل روز قیامت کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ امام مظلوم نے روایات عرب کے مطابق صلح کی پیشکش نہیں کی تھی، اس لیے امام حسنؑ نے آخری وقت یہی وصیت فرمائی تھی کہ کربلا میں میرے اس بیٹے کو دولھا بنایا جائے جو میرے سرہانے بیٹھا ہے اور اس وقت شہزادہ قاسمؑ کی عمر مبارک تین یا چار سال کی تھی اور انہیں اس واقعہ کا انجام بھی معلوم تھا، اس لیے انہوں نے اس کام کے لیے اپنے بیٹے کو منتخب فرمایا کہ ہم بھی بنی امیہ کی طرف سے کی جانے والی صلح کی پیشکش مان چکے ہیں، اب ان کی باری ہے، وہ بھی ہماری صلح کی پیشکش کو دو حوالوں سے دیکھیں گے کہ ایک تو ہمارے احسان کے حوالے سے، دوسرا روایاتِ عرب کے حوالے سے، اس طرح ایک تو اتمامِ حجت کا عمل کامل ہو جائے گا اور امن کا شہزادہ صلح کا پیغمبر شہید ہوگا تو ساری دنیا آلِ امیہ پر اس حوالہ سے لعنت کرے گی یہ بات سارا عرب اور امت ملعونہ بھی جانتی تھی کہ بنی ہاشم کے دو سردار ہیں، ایک امام حسنؑ اور دوسرے امام حسینؑ اور اس لیے سردار موجود کی پاک دختر کو دلھن بنایا گیا اور بڑے سردار یعنی امیر کائنات کی دستار کے وارث کے بیٹے کو دولھا بنایا گیا، اور اس میں یتیمی کو بھی اتمامِ حجت کا اہم جزو بنایا گیا۔

اخلاقیاتی حوالہ:

دوستو! اگر ہم اخلاقی حوالے سے دیکھیں تو اس روایت میں کوئی غیر اخلاقیت نہیں پائی جاتی، ہاں جن لوگوں نے بات کی ہے تو انہوں نے شہزادہ پاک کے سن مبارک کے حوالے سے کی ہے، اور ان فاضل مہربانوں نے فرمایا ہے کہ شہزادہ قاسمؑ کمسن بچے

Presented by www.ziaraat.com

تھے اور کسی کمسن بچے کی شادی کرنا کسی بھی امام کی شان کے منافی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے علامہ مجلسی کے **لم یبلغ الحلم** کے جملے سے یہ سب کچھ اخذ کیا ہے کہ وہ کمسن تھے، جبکہ عربی میں حلم دس سال سے زیادہ اور پندرہ سال سے کم عمر کے نوجوان کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ صاحب ریاض القدس نے اس پر بحث بھی کی ہے اور ہماری تحقیق یہ ہے کہ بوقت شہادت شہزادہ قاسمؑ کی عمر ۱۴ سال ۵ ماہ سے بھی زیادہ تھی، اور عرب کے گرم موسم میں اس عمر کا لڑکا بالغ ہو جاتا تھا، اس لئے عرب میں اِن سے بھی کم عمر کے بچوں کی شادی کرنا عام تھا۔

فقہ اور تاریخ دونوں سے ہمارے مؤقف کی تائید ہوتی ہے کیونکہ فقہ کہتی ہے کہ لڑکی نو سال کی عمر میں اور لڑکا تیرا سال کی عمر میں بالغ مانا جائے۔

(کم از کم عرب کے گرم موسم میں یہ کلیہ درست مانا جا سکتا ہے)

برادرانِ اہلِ سنّت کی فقہ میں تو عرب کی لڑکی سات سال میں بالغ مانی جاتی ہے اور اسی سے اُم المومنین عائشہ کی شادی پر دلیل لائی جاتی ہے جو سات سال کی عمر میں ہوئی تھی۔

ایک قابلِ توجہ امر یہ بھی ہے کہ جہاں دشمن زیادہ ہوں وہاں بقائے نسل کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے، اور ہم ظہورِ اسلام سے قبل کی عرب جنگوں میں دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ نوجوانوں کو عموماً جنگ میں نہیں جھونکا جاتا تھا، یعنی جب تک کوئی صاحبِ اولاد نہ ہوتا، جنگ میں نہیں جاتا تھا، اور ظہورِ اسلام کے بعد کی جنگوں میں بھی جن کے نام بڑے بہادروں میں آتے ہیں وہ معمر لوگ تھے، جیسا کہ عمرو بن عبدود نے امیر کائناتؑ سے عرض کی تھی کہ آپ میرے دوست جناب عمرانؑ کے لخت جگر ہیں، اس لئے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ واپس چلے جائیں، اسی طرح دیگر جنگوں میں ہوتا تھا اور ظہور اسلام کے بعد پہلی مرتبہ ولید ملعون کے بعد خالد بغیر اولاد کے جنگ میں

Presented by www.ziaraat.com

شریک ہوا تھا۔ یعنی اس دور میں بقائے نسل کا خصوصی خیال رکھا جاتا تھا اور اس خیال سے بلوغ کے فوراً بعد شادی کرنے کا رواج عام تھا، اس لئے نوعمری میں شادی کرنا کوئی غیر اخلاقی فعل نہیں مانا جاتا تھا۔

اگر ہم فرض کرلیں کہ چودہ، پندرہ سال کی عمر میں شادی کرنا کم عمری کی شادی ہے اور یہ اخلاقی طور پر جائز نہیں ہے تو پھر ہمیں اِن روایات کو بھی دیکھنا پڑے گا کہ نہیں تاریخ سے مس رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ خود ملکۂ عالمین سیدہ النسا العالمینؑ کی شادی خانہ آبادی نو سال کے ظاہری سن میں ہوئی، امام محمد تقیؑ کی جب مامون الرشید کی بیٹی اُم الفضل سے شادی ہوئی تھی تو اِن کی عمر صرف گیارہ سال کی تھی، شہزادہ قاسمؑ جتنے بھی کمسن مانے جائیں پھر بھی عقد کے وقت اِن کی عمر گیارہ سال سے تو زیادہ ہی تھی۔ جب اس عمر میں اِن کے اپنے ہی گھر کی ایک مثال موجود ہے اور شادی کرنے والے خود امام تھے تو پھر اِن کے جد اطہرؑ کا اپنے 15/14 سال کے یتیم بھتیجے کی شادی کرنا اِن کی شان کے منافی کیسے ہوسکتا ہے؟ اور اِن کا یہ فعل کس طرح غیر اخلاقی تصور کیا جاسکتا ہے؟

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بعض کم بین لوگ واقعۂ کربلا میں شہزادہ کو ایک انتہائی کمسن اور نفیس و نازک بچہ ثابت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں تھا، بلکہ ارزق شامی ملعون کے بیٹے سے جنگ میں اِن کی جسمانی پختگی کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ جب آپ نے اُس کے تنومند جوان بیٹے کو بالوں سے پکڑ کر ایک ہاتھ میں اُٹھا لیا اور پھر اِسے اِس انداز میں زمین پر دے مارا کہ اس کی کوئی ہڈی سلامت نہ رہی، تو یہ کام کوئی کمسن بچہ نہیں کرسکتا، جیسا کہ تاریخ و مقاتل کے یہ الفاظ گواہ ہیں۔

فرفعه و ضربه علی الارض بحیث لم یبق له عظم الا ان کسر۔ (ریاض القدس ۲/۴۸)

Presented by www.ziaraat.com

ایک ہاتھ سے کسی جوان کو اُٹھالینا اور پھر اسے اوپر اُچھال کر زمین پر اس طرح مارنا کہ اس کی ہڈی پسلی ایک ہوجائے، یہ کسی کمسن یا نازک ونفیس بچے کے بس کا روگ نہیں ہے۔

اِن لوگوں نے لفظ ''حلم'' سے تو قیاس کیا ہے مگر اُنہوں نے اس عبارت کو نہیں دیکھا

☆ **فلم یزل الغلام یقبل یدیه و رجلیه......**

یعنی شہزادہ پاکؑ کے بارے میں لفظ غلام کا استعمال ہوا ہے جو کہ ایک کامل جوان کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ شہزادہ علی اکبرؑ کے بارے میں

☆ **فقد برز الیهم الغلام** کا جملہ استعمال ہوا ہے اور اسی سے کچھ فاضل علما نے انیس بیس سال سے زیادہ عمر کا ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

کیا اس لفظ سے شہزادہ قاسمؑ کی جوانی پر استدلال نہیں کیا جا سکتا؟ جو لوگ تاریخ مقتل کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ شہزادہ قاسمؑ کے بارے میں لفظ غلام کئی مرتبہ بولا گیا ہے جو ان کے بھرپور جوان ہونے کی دلیل ہے۔

کچھ فاضل علمائے متقدمین نے شہزادہ قاسمؑ کا سن مبارک سولہ سال بھی لکھا ہے، طبری نے سن مبارک دس سال لکھا ہے، ابومخنف نے چودہ سال لکھا ہے، صرف علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ وہ بالغ نہ تھے، چونکہ ہم بتا چکے ہیں کہ امام محمد تقیؑ کی شادی گیارہ سال میں ہوئی تھی اس لئے اُنہیں لاکھ کمسن ثابت کیا جائے اِن سے کم سن ثابت نہ ہوں گے، جب ایک واقعہ اِن کے خاندان کا موجود ہے تو پھر اس اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔

ایک قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ اس گھر اطہر کے شہزادے عام لوگوں کی نسبت جلدی جوان ہوتے تھے کیونکہ اِن کی نشو ونما یا بڑھوتری کی رفتار عوام الناس کے کہیں زیادہ

Presented by www.ziaraat.com

ہوتی تھی، جیسا کہ گیارہ سال کے سن میں جناب ابوالفضل العباسؑ نے صفین میں جو جنگ کی تھی، اس میں جب آپ کو باباپاکؑ کا لباسِ جنگ پہنایا گیا تھا تو وہ اِن کی قامت پر پورا اترا تھا اس لئے ساڑھے چودہ سال کے تنومند شہزادہ کو ایک انتہائی کمسن بچہ بنا کر پیش کرنا اور پھر اسی سے واقعہ عقد کی نفی پر دلیل لانا غیر عالمانہ رویہ ہے۔

غیر شرعی و مذہبی حوالہ:

دوستو! اگلے مرحلہ میں روایت کی توثیق و تضعیف کے لئے اسے شرعی پیمانے پر تولا جاتا ہے کہ کیا اس روایت میں کوئی ''غیر شرعیت'' تو نہیں ہے؟

الحمدللہ! آج تک اس پر کسی نے کوئی شرعی اعتراض وارد نہیں کیا، ہاں جن لوگوں نے شرعی حوالہ سے بات کی ہے تو اُنہوں نے مولا امام حسنؑ کی وصیت پر شریعت کے حوالہ سے اعتراض کیا ہے، میں اِن کا نام نہیں لوں گا، اُنہوں نے اپنی کتاب میں وصیت والی روایت پر اس انداز سے تنقید کی ہے جس سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ اُنہیں عزاداری کے خلاف ہائر کیا گیا ہے۔

اُنہوں نے لکھا ہے کہ شرعی وصیت کا کلامِ الٰہی میں ایک مخصوص مذکور ہے کہ دو گواہوں کے سامنے وصیت کی جائے اور یہ کیسی وصیت ہے کہ جس کا کسی کو علم تک نہ تھا، صرف امام مظلومؑ ہی کو بغیر گواہوں کے وصیت کر دی گئی جو شرعی وصیت کے قوانین پر پوری نہیں اُترتی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے چونکہ ویسے بھی مراسم عزداری کو ختم کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے، اس لئے اِن سے تو ہماری بات ہی نہیں ہے، ہاں جو لوگ حقیقت پسند ہیں اِن سے گزارش کروں گا کہ جو قوانین عام لوگوں کے لئے ہوتے ہیں اس میں استثنا ضرور ہوتا ہے، جیسا کہ عام عدالت میں دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے مگر شہنشاہ انبیاؐ نے

Presented by www.ziaraat.com

کچھ اصحاب کرام کو گواہی کا مکمل نصاب قرار دیا تھا اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کیس میں ایک طرف ایک ہزار گواہ ہوں اور دوسری طرف جناب ابوذر غفاری گواہ ہوں تو قاضی شرعی کو اِن ہزار لوگوں کے مقابلے میں اِن کی گواہی قبول کرنا پڑے گی، کیونکہ اِن کی گواہی کو رَد کرنا اُنہیں نعوذ باللہ جھوٹا ثابت کرنے کے مترادف ہے اور اُنہیں جھوٹا ثابت کرنا شہنشاہ انبیاؐ کی حدیث پاک کی تکذیب کے مترادف ہے، کیونکہ اُنہوں نے اِن کی سچائی کے بارے میں فرمایا تھا کہ اِن جیسا سچا زیرِ آسمان کوئی ہے ہی نہیں اِس لئے ہزاروں لوگوں کو جھٹلانا لازم ہے اور اُنہیں سچا ماننا واجب ہے اور رَد کرنا کفر ہے یہ تو عوام کی بات تھی اب ہمارے سامنے شہنشاہؑ کربلا کی ذات ہے تو اِن کے سامنے اگر کروڑوں فرشتے بھی گواہی دیں تو ہمیں فرشتوں کی عصمت پر شک کر لینا چاہیئے۔ مگر شہنشاہؑ کربلا کی عصمت پر شک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ ایسے معصوم ہیں کہ جو سہو اور نسیان تک سے اجل وارفع واعلیٰ ہیں، اب اگر یہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بھائی نے وصیت فرمائی تھی تو پھر کسی گواہ کی ضرورت ہی نہیں ہے جیسا کہ ہماری کتب غیبت میں جنابِ کامل بن ادریسؑ کے سامنے شہنشاہ زمانہ نے اپنے بابا پاکؑ کی ایک طویل وصیت بیان فرائی ہے اور اس پر آج تک کسی بڑے سے بڑے عالم نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ یہ کیسی وصیت ہے کہ جو قوانین شرع کے معیار پر پوری نہیں اتری جب اِن پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے تو پھر امام مظلوم پر کیسے یہ اعتراض لاگو ہو سکتا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ شہنشاہؑ کربلا نے جس وصیت کا ذکر فرمایا ہے ممکن ہے اِس کے گواہ موجود ہوں اور ناقلِ روایت کو معلوم نہ ہوں سو چا جائے تو کسی صورت میں وصیت پر اعتراض جائز نہیں ہے۔

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ وصیت پر اعتراض تو سراسر جاہلیت و کفر ہے کہ جب امامؑ

Presented by www.ziaraat.com

نے فرما دیا تو کسی کو پوچھنے کا حق نہیں ہے کہ آپ نے کس حوالے سے فرمایا ہے، کیونکہ یہ رویہ تو فدک کے کیس جیسا ہے کہ وہاں بھی شریعت کے نام پر ڈاکہ ڈالا گیا تھا کہ گواہ پیش کریں، گواہ پیش ہوئے تو کہا نساب پورا نہیں ہے، جب نساب پورا ہو گیا تو کہا بیٹوں کی گواہی والدہ کے حق میں قابلِ قبول نہیں ہے۔ یہ صرف ڈاکہ ڈالنے کے بہانے تھے۔

حفظ مراتب کا حوالہ:

اگلے مرحلے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ روایت جس شخصیت کے بارے میں ہے کیا اس کے خلافِ شان تو نہیں ہے؟ ان کی عظمت اور اسٹیٹس کے خلاف تو نہیں ہے؟ اس حوالے سے آج تک اس پر کسی نے کوئی اعتراض لاگو کیا ہی نہیں کیوں کہ دختر کی شادی بھتیجے سے کرنا کسی کے خلاف شان نہیں ہوتا جبکہ بھتیجا بھی سعادت مند، نیک اور جانثار ہو اور اس کے دوسرے بھائی بھی اس شرف سے مشرف ہوں تو پھر شان و عظمت کے خلاف تصور کرنا بھی درست نہیں ہے۔

معروف عام کا حوالہ

پانچویں مرحلے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ زیر بحث روایت معروف عام کے خلاف تو نہیں ہے؟ کیونکہ شرعاً اور مذہباً امر بالمعروف کا حکم ہے، یعنی جو معروف ہو روایت کو اس کے خلاف نہیں ہونا چاہئے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ روایت انتہائی معروف ہے اور جو اسے رَد کرتے ہیں وہ خلافِ معروف کا ارتکاب کرتے ہیں، کیونکہ آج دنیا کے جس گوشے میں بھی شیعہ عزاداری کرتے ہیں وہاں اس شہزادی کی شادی و عقد کا ذکر خصوصی طور پر ہوتا ہے۔ اور

Presented by www.ziaraat.com

عشرۂ محرم میں ایک دن اس تقریب کے لئے مخصوص ہوتا ہے، حجلۂ عروسی (سیج) بنائی جاتی ہے یا مہندی کی شبیہ برآمد ہوتی ہے، اس میں ایران، عراق، شام، مصر، لبنان، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، کشمیر بلکہ یورپ تک جہاں بھی شیعہ ہیں وہ کسی نہ کسی طرح سے شادی کا ذکر کرتے ہیں اور امام مسمومؑ کے لخت جگر کی حسرت آمیز شادی پر گریہ و بکا کرتے ہوئے یہ ثابت کر کے دکھاتے ہیں کہ خود کو عرب کہنے والے کس قدر گرے ہوئے لوگ تھے کہ انہوں نے ساری اسلامی اور عربی روایتوں کو توڑا ہے، محرم الحرام میں جنگ کر کے اُنہوں نے روایت عرب کو توڑا ہے کہ جسے اسلام نے بھی باقی رکھا تھا کہ امیر کائناتؑ کی جب صفین کے مقام پر جنگ ہوئی تو وہاں عین جنگ کے دن محرم کا چاند نظر آ گیا تھا تو دونوں لشکروں نے ہتھیار اتار کر رکھ لئے تھے اور پورا مہینہ وہاں قیام رکھا اور جنگ نہیں کی اور جب صفر کا چاند نظر آیا تو پھر جنگ ہوئی مگر کربلا میں یہ قانون بھی توڑا گیا۔

اور یہ رسم حجلۂ عروسی اِن تمام علاقوں میں صدیوں سے رائج ہے کہ جہاں جہاں عرب سے تعلق رکھنے والے قبائل پہنچے ہیں آج ہم جو سیج پاک برآمد کرتے ہیں یہ اس حجلۂ عروسی (خیمۂ عروسی) کی شبیہ ہے کہ جو خیمۂ عروسی کے نام سے آج بھی کربلا میں موجود ہے۔

میرے ایک دوست اپنے ہی حوالے سے فرما رہے تھے کہ ہم نے آیت اللہ محمد شیرازی سے حجلۂ عروسی کے بارے میں سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے گھر سے بھی برآمد ہوتا ہے ''از خانہ ما بیرون می آید '' اسی طرح ایران میں تو بڑے بڑے علمائے عظام کے گھروں سے سیج (حجلۂ عروسی) کی شبیہ برآمد ہوتی ہے۔

خود کربلا معلٰی (عراق) میں تو خیمۂ عروسی آج بھی موجود ہے اور اسی کی ساری منتیں

Presented by www.ziaraat.com

مہندی کی ہوتی ہیں اور ہم آج بھی کہتے ہیں کہ جس شریف انسان کو بچی کی شادی کا مسئلہ دَرپیش ہو، وہ مہندی کی منت مان کر تصدیق کر لے کہ منت پوری ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟

اگر منت پوری ہو جائے تو پھر اسے اس روایت کی تائید ایزدی تصور کرے۔

اخلاقی دلیل:

ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ امام مظلومؑ جہاں دیگر مناصب اعلیٰ کے مالک تھے وہاں وہ اخلاق انبیاءؑ کے مبلغ بھی تھے اور جناب داؤدؑ نے ایک نا بالغ یتیم بچے کی شادی صرف اس لئے کی تھی کہ ایک بیوہ ماں کی آرزو کو پورا کرنا وہ اپنا اخلاقی فرض سمجھتے تھے اور اِن کے اس فرض کی ادائیگی پر خالق نے مہر جواز اسی صورت میں صادر فرمائی کہ اس بچے کی عمر چالیس سال بڑھا دی (اس کی تفصیل مجلس میں موجود ہے)

تائیدات:

اب یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ اس مسئلہ سے متعلق جہاں دوسری دلائل و تائیدادت موجود ہیں، وہاں معصومینؑ کی طرف سے بھی اس ضمن میں ہر دَور میں تائیداتِ منامی (خواب) بھی صادر ہوتی رہی ہیں اور کوئی بھی دَور ایسا نہیں رہا ہے کہ جس میں یہ تائیدات منامی (خواب) نہ ملی ہوں۔

اس ضمن میں شاید کوئی یہ سوچے کہ عالم خواب میں معصومینؑ کی زیارت محلِ توقف ہے تو اِن لوگوں سے عرض کروں گا کہ سرورکونینؐ نے فرمایا تھا کہ☆ **من رأنی فی المنام فقد رأنی**.....

یعنی جس نے بھی خواب میں ہماری زیارت کی ہے گویا اس نے بیداری میں

Presented by www.ziaraat.com

زیارت کی ہے، کیونکہ ابلیس اس شکل میں کبھی متشکل نہیں ہوسکتا ...... اور یہ حدیث متفقہ بین تشیع ہے اور اس پر امامیہ کا اتفاق ہے کہ کسی بھی معصومؑ کی شکل میں کوئی غیر متشکل نہیں ہوسکتا اور اِن کی زیارت عالم خواب و بیداری میں برابر ہوتی ہے، اس پر ہمارے علمائے اعلام نے اپنی کتاب میں کچھ ابواب بھی قائم کیے ہیں اور رؤیائے صادقہ بھی نقل کیے ہیں اور اِس پر جنابِ ابراہیمؑ اور جنابِ یوسفؑ کے خوابوں سے استدلال بھی کیا ہے۔

اور صاحب دارالسلام علامۃ الجلیل جناب شیخ محمود عراقی نے تو اپنی کتاب غیبت دارالسلام میں منامات (خواب) کا ایک طویل باب بھی قائم کیا ہے، اس لئے جو تائیدات معصومینؑ واقعۂ عروسی کے ضمن میں عالم خواب میں حاصل ہوئی ہیں انہیں بھی درست ماننا لازم ہے اور اس واقعۂ عروسی کے ضمن میں بہت سے رؤیائے صادقہ اور تائیدات معصومینؑ موجود ہیں اور بہت سی تائیدات تو نقل ہی نہیں ہوسکیں، ہاں بعض علمائے اعلام نے ان تائیدات معصومینؑ کو بطور دلیل کے بیان فرمایا ہے جیسا کہ صاحب نفائس الاخبار ہیں یا علاّمہ دربندی ہیں تو اُنہوں نے اِن واقعات کو بطور دلیل بھی پیش کیا ہے۔

صاحب نفائس الاخبار لکھتے ہیں:

بدان کہ بعض از علما ابرار زیاد اصرار دارد در کتاب خود بر اینکہ از برائے قاسمؑ زفاف اتفاق افتاد و خبر مذکور را مدرک حکم قرار دادہ واز برائے مطلب خود ادلہ اقامہ کردہ ماند، خوند اِن ذاکرین این قضیہ را در بالای منابر در مجالس علما و تقریر علما را دلیل آوردہ و دیگر آنکہ شعرا آنرا در قصاید و مراثی ادراج نمودہ اند و دیگر آنکہ متداول است در میان مردم کہ تعزیہ قاسمؑ برپا می کنند، بہ تفصیل عروسی و دیگر خوابہا ئیکہ جمیع از علما دیدنک کہ در عالم رویا خدمت حضرت سید الشہداؑ مشرف شدہ از وقوع این قضیہ ایشان را اخبار فرمود۔

Presented by www.ziaraat.com

(بحوالہ کتاب نفائس الاخبار صفحہ ۲۹۵)

یہ جاننا چاہیئے کہ علمائے ابرار میں سے زیادہ لوگ اپنی کتابوں میں عروسی شہزادہ قاسمؑ کو متفقہ علیہ قرار دیئے جانے پر اصرار کرتے ہیں اور وہ اس روایت کو فیصلہ کن (حکم) قرار دیتے ہیں اور وہ اپنے مطلب و مقصد پر ان چیزوں سے دلائل لاتے ہیں، یعنی ذاکرین کا اس واقعہ کو علمائے اعلام کی مجالس میں برسر منبر پڑھنا اور اِن کا اِنہیں نہ روکنا اس کو اس امر کی صداقت کی دلیل بناتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ شعرانے اِس روایت کو قصائد اور مرثیوں میں منظوم کیا ہے اور عوام شہزادہ پاکؑ کی تعزیتی مجالس کو عروسی کی تفصیل کے ساتھ قائم کرتے ہیں۔ (یہ بھی ایک دلیل صداقت ہے)

کثیر علما عظام نے دیکھا ہے کہ وہ عالم خواب میں امام مظلومؑ کی بارگاہ قدس میں مشرف بہ زیارت ہوئے اور اس واقعہ کی تصدیق چاہی اور سرکارؑ نے اس کی خبر دی۔

(تو یہ بھی اس واقعہ کی صداقت پر ایک ناقابلِ تردید دلیل ہے)

صاحب اسرار الشہادہ علامہ دربندی نے ایسے رویائے صادقہ کا ذکر کیا ہے کہ جن میں واقعہ مذکور کی معصومینؑ کی طرف سے تصدیق و تائید ہوئی ہے۔ پاک و ہند کے بعض علمائے عظام کو بھی اسی طرح عالم خواب میں خود معصومینؑ نے اس واقعۂ عروسی کو بیان کرنے کی تاکید فرمائی جیسا کہ جناب مولوی ہدایت حسین نجفی اور سید الواعظین سید آغا حسین شاہ صاحب کے نام قابل ذکر ہیں ایسی لاتعداد تائیداد و احکامات خود ہمارے بزرگوں کو آئمہ ھدیٰؑ کی طرف سے موصول ہوئی ہیں۔

کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ خیمۂ عروسی تو شاہانِ قاچار و صفوی نے بنوایا تھا اور یہ کوئی صداقت کی دلیل نہیں ہے میں اُن سے عرض کروں گا کہ شاہانِ صفوی و قاچار نے جو کام کیئے ہیں وہ مراجع عظام کے مشورہ سے کیئے ہیں اور شاہانِ صفوی بھی عرب کی

Presented by www.ziaraat.com

روایت کو جانتے تھے اس دَور کے مراجع عظام بھی قدیم عرب روایات سے کماحقہ واقف تھے، اس لئے انہوں نے اجازت دی اور شاہانِ وقت نے حجلہ عروسی تیار کروایا تھا۔ کیونکہ ہمارے یہاں کے عربی دان لوگ ساری روایات کو ہندوستان و پاکستان کے تناظر میں دیکھتے ہیں اور عرب روایات کو بالکل جانتے تک نہیں ہیں، اس لئے وہ صرف ''کیوں'' اور ''کیسے'' کی طرح کے اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں۔

دوستو یہاں تک آپ نے دیکھ لیا کہ اِن سارے مراحل میں اس روایت عقد کی توثیق ہوتی ہے اور اسے درست ماننے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے سوائے ضد کے اب ہم یہاں چند متفرق اعتراضات کے بھی اجمالی طور پر جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ اس کا کوئی گوشہ خالی نہ رہ جائے۔

اعتراض:

کچھ مہربانوں نے یہ فرمایا ہے کہ اگر امام مظلومؑ نے اپنے لختِ جگر کی شادی ماہ محرم میں کی ہے تو پھر ہمیں سنت امام کے مطابق محرم میں شادیاں کرنا اور خصوصی طور پر روزِ عاشور شادی کرنا جائز ہونا چاہیے تھا، ہمارے لئے ان ایام عزا میں شادی کرنا کیوں حرام مانا جاتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حرمت عمومی کی دو اقسام ہیں۔

(۱) حرمت واقعی (۲) حرمت واقعیتی و واقعاتی۔

یعنی ایک چیز کا حرام ہونا کلی طور پر ہوتا ہے مگر ایک چیز ایسی بھی ہوتی ہے کہ جو اصالتاً حرام نہیں ہوتی بلکہ کسی واقعہ کی وجہ سے یا کسی دوسری وجہ سے حرام ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ شادی کرنا اصالتاً جائز ہے لیکن ایک شخص اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتا ہے اور وہ کسی سعد تاریخ کو منتخب کرتا ہے، کسی معصوم کے یوم میلاد کو یا کسی دیگر سعد

Presented by www.ziaraat.com

تاریخ کو شادی طے ہو جاتی ہے، عین شادی کے روز اس کی والدہ یا والد فوت ہو جاتا ہے یا قتل ہو جاتا ہے تو وہ شادی ملتوی کر دیتا ہے، اور اس پر اس وقت شادی کرنا حرام ہو جاتا ہے کیونکہ والد کی وفات یا قتل کے دن شادی کرنے سے شریعت روکتی ہے، یہ حرمت واقعیتی ہے نہ کہ واقعی ہے، کیونکہ شادی کرنا واقعی حرام نہیں ہے۔

اسی طرح واقعۂ کربلا سے قبل اس تاریخ کو شادی کرنے کی منع نہیں تھی اور شہنشاہِ کربلاؑ نے بھی یہ شادی کی تھی تو واقعہ ہونے سے پہلے کی تھی، ہاں اگر واقعۂ کربلا کے بعد کسی امام نے روز عاشور شادی کی یا کسی شہزادہ کی شادی کی ہے تو پھر ان کی بات پر غور کیا جاسکتا ہے، مگر ہمارے آئمہ ہدیٰ کا معمول تو یہی رہا ہے کہ ایامِ عزا میں ہمیشہ سوگوار رہے، حتیٰ کہ بعض آئمہ ہدیٰ روز عاشور سر برہنہ پا برہنہ عزاداری فرماتے تھے اِن ساری باتوں سے جو بھی ثابت ہو روایت عقد کی نفی نہیں ہوتی۔

اعتراض:

شادی کی روایات کے بارے میں ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اس میں کوئی خلافِ شان کلمات بھی ہیں۔

اس کے جواب میں عرض کروں گا کہ اس روایت کی بنیاد میں قباحت نہیں ہے یعنی شادی ہوئی ہے، اب اس کی تفصیلات میں کچھ دیگر مواد شامل ہو جائے تو اس سے اصل واقعہ کی نفی نہیں ہوتی، جیسا کہ ہمارے سامنے ہر شہید کی شہادت کے واقعات میں حتیٰ کہ تاریخ آئمہؑ میں بھی کچھ نہ کچھ مبالغہ موجود ہے اور صاحبانِ عقل اس مبالغہ سے صرف نظر کرتے ہوئے اصل بات کو تسلیم کرتے ہیں اور جو خلافِ شان مواد ہے اس کی نفی بھی کر دی جاتی ہے نہ کہ اصل روایت یا واقعہ سے انکار کیا جاتا ہے اور اگر ایسا کیا جائے تو یہ بھی ایک جارحانہ رویہ ہے جو کسی عالم کے شایانِ شان نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

شادی کی روایت کے اجزا کو میں اپنی مجلس میں بیان کروں گا، یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ ہمارے متقدمین روضہ خوان بعض چیزوں کو اعتباراً بیان کرتے تھے جیسا کہ زخموں کو سہروں کے پھول کہتے تھے، خون آلود سرخ زمین کو سیج کہتے تھے، خون کو مہندی سے تشبیہ دیتے تھے، سنگباری کو دولہا پر نثار موتی نچھاور کرنا بیان فرماتے تھے، تو اعتبار کو کسی عالم نے کبھی بھی حرام نہیں کہا ہے، یہ ایک طرح کا کنایہ، استعارہ، تشبیہ، اعتبار ہے جو حسن کلام و بیان ہوتا ہے اور یہ محاسن کلام میں شامل ہے۔

اعتراض:

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

ہمارے فاضل مہربان اعتراض کرتے ہیں کہ سیج کا بنانا درست نہیں ہے اس پر انہوں نے غلیظ تصورات کو پیش کر کے سیج بنانے سے روکنے کی کوشش کی ہے۔

اس کے جواب میں عرض کروں گا کہ یہ ایک نفسیاتی حربہ ہے کہ کسی اچھی چیز کو بری شکل میں پیش کر دیا جائے تا کہ وہ اچھائی رُک جائے، جیسا کہ میرے سامنے ایک صاحب کسی سے فرما رہے تھے کہ یہ جو شیعوں میں رونے سے نجات کا تصور ہے کہیں یہ عیسائیت سے تو نہیں آیا؟ اور اس کے مقابل جو فاضل شخص بیٹھے ہوئے تھے وہ اس تصور ہی سے انکار فرما رہے تھے کہ ہمارے ہاں رونے پر نجات کا کوئی تصور موجود ہی نہیں ہے کیونکہ یہ تو عیسائیت کا نظریہ ہے اس پر میں نے مداخلت کی اور کہا بھائی صاحب میں تو یہ بھی سوچتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اس کی وحدت کا نظریہ اسلام میں کہیں یہودیت سے تو نہیں آ گیا کیونکہ اسلام سے پہلے اللہ کو ایک سمجھنے والا مذہب اِن کا تھا اور یہ نظریہ ہم نے ان سے چرایا ہے۔

اِس پر اس نے کہا کہ ایسا کچھ نہیں ہے، تو میں نے گزارش کی بھائی جو سچائی ہو وہ کسی کی ذاتی جاگیر یا پراپرٹی نہیں ہوتی، کسی مذہب کی ملکیت نہیں ہوتی، اس لئے رونے پر

Presented by www.ziaraat.com

نجات کا تصور صرف اسلام میں نہیں بلکہ سارے مذاہب میں موجود ہے۔ ایسے نفسیاتی حربوں کو آپ آسانی سے دیکھ سکتے ہیں، جیسا کہ ایک صاحب نے جوش ملیح آبادی کے سامنے نماز کے رکوع وسجود کی ایسی قبیح تصویر بنائی تھی کہ انہوں نے پھر پوری زندگی نماز نہ پڑھی اور کہتے تھے کہ عبادت کا یہ انداز غیر شریفانہ ہے اسی طرح آج کوئی سٹیج پر اپنی غلیظ ذہنی گندگی اچھالتا ہے تو یہ گندگی اس کے منہ پر پڑے گی، ہمیں ایک اچھی چیز کو نہیں چھوڑنا چاہیئے، کیونکہ اگر گندی ذہنیت سے دیکھا جائے تو ہر اچھی چیز کی ایک بدترین تصویر بنائی جاسکتی ہے، مگر یہ دشمنانہ سوچ تو ہوسکتی ہے، کوئی شیعہ یا عقیدت مند ایسی گندی باتیں سوچ ہی نہیں سکتا۔ انہی اشارات کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

(جعفر نقوی)

شادی شہزادۂ قاسمؑ

عزادارانِ گرامی!

قدیم عرب کے متعلق تمام مؤرخین لکھتے ہیں کہ عرب قوم کا معاشرہ بہت بگڑا ہوا تھا ذراسی بات پر جنگیں شروع ہوجاتی تھیں اور وہ جنگیں صدیوں تک جاری رہتی تھیں، مثلاً عرب کی ایک دشمنی کا واقعہ ہے کہ دو قبائل کے درمیان ایک جنگ اونٹوں کو پانی پلانے سے شروع ہوئی تھی، ایک قبیلہ والے کہتے تھے کہ ہم اونٹوں کو پانی پہلے پلائیں گے اور دوسرے قبیلہ والے کہتے تھے کہ نہیں ہم پانی پہلے پلائیں گے، یہاں سے لڑائی شروع ہوئی جو پورے چار سو سال تک جاری رہی، دونوں طرف سے ہزاروں لوگ مارے گئے، اسی طرح نحوست کے طور پر عرب میں ناقہ بصوص اور براجن کتیہ مشہور تھی جن کی وجہ سے طویل جنگیں ہوئی تھیں۔ ایسے ہی ایک اور مثال بھی ہے کہ ایک قبیلہ کا

Presented by www.ziaraat.com

سردار ایک جنگ میں قتل ہوگیا تو اس قبیلہ والوں نے اس کی بیوہ کو قبیلے کا سردار بنا دیا، ایسے ہی ایک اور قبیلہ کا سردار قتل ہوا تو اُنہوں نے بھی اپنے سردار کی بیوہ کو سردار بنالیا۔

اِن دونوں سردار عورتوں کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ ہم ایک دوسرے سے اپنی برتری ثابت کریں، دونوں عورتیں اس موقعے کی تلاش میں تھیں، ایک دن ایک عورت نے یہ تجویز کی کہ ایک شریک قبیلہ کو دعوت دوں، وہ تمام قبیلہ مع سردار جب مہمان ہوگا تو اس موقعہ پر اپنی برتری کا کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کرلوں گی۔ یہ سوچ کر اس قبیلہ کو دعوت دی گئی، جس وقت وہ قبیلہ آ گیا، باہر دستر خوان لگ گئے، اس میزبان سردار عورت نے اپنی کنیزوں کو کہا کہ جس وقت مہمان سردار عورت میرے خیمہ میں کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو تم نمک دانی اس کے قریب رکھ کر آہستہ سے باہر نکل جانا، اس کی کنیزوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔

جس وقت سب کنیزیں باہر چلی گئیں تو اس میزبان خاتون نے مہمان خاتون سے کہا کہ ذرا یہ نمک دانی اُٹھا کر مجھے دے دیں، اس کا مقصد یہ تھا کہ جب یہ نمک مجھے اُٹھا کر دے گی تو میں اس سے برتر ثابت ہو جاؤں گی کیونکہ میں نے اس سے نوکرانیوں والا کام لیا ہے، یہ سوچ کر اس نے جس وقت نمک مانگا تو مہمان خاتون نے اُٹھ کر چلانا شروع کر دیا کہ اس نے مجھے یہ کیوں کہا ہے کہ مجھے نمک اُٹھا دو، میں کوئی اس کی کنیز تھی۔

اس کا یہ شور سن کر مہمان قبیلہ والوں نے تلواریں بے نیام کرلیں اور میزبان قبیلہ کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں طرف سے کافی لوگ قتل ہوئے اور پھر کافی عرصہ تک یہ دشمنی باقی رہی۔ (اسرار الشہادت)

اِن واقعات سے عرب نسل کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، لیکن معاشرہ

Presented by www.ziaraat.com

جتنا بگڑا ہوا ہی کیوں نہ ہو اس میں کچھ نہ کچھ قوانین ضرور موجود ہوتے ہیں جو صلح اور قیام امن کی انسانی خواہش کا تقاضہ ہوتے ہیں، ایسے ہی عرب میں یہ روایتی قوانین موجود تھے جو ماحول کو ازسرنو راہ پر لگا دیتے تھے۔ مثلاً

جو قبیلہ مسلسل جنگوں میں تھک جاتا تھا یا اتنا کمزور ہو جاتا تھا کہ اس میں جنگ کرنے کی سکت نہ رہتی تھی تو اس وقت مخالف قبیلہ والے اس کی کمزوری کو سمجھتے ہوئے آخری حملہ کرتے تھے تاکہ دشمن قبیلے کی نسل ہی ختم کر دی جائے۔ اس نیت سے جب وہ مخالف کو گھیر لیتے تھے اور کمزور قبیلہ یہ محسوس کر لیتا تھا کہ ہم اِن کے ساتھ اب نہیں لڑ سکتے اور اگر لڑیں گے تو ہماری نسل ختم ہو جائے گی تو ایسے موقعہ پر عرب میں دو قانون تھے جس سے صلح ہو سکتی تھی۔

پہلا قانون یہ تھا کہ کمزور قبیلہ فوراً اپنی کسی عورت کو برقع پہنا کر میدان میں بھیج دیتا تھا، وہ عورت آ کر کہتی تھی کہ میں تمہارے دشمنوں کی عزت تمہارے پاس چل کر آئی ہوں، ہمیں معاف کر دو، میں اِن کی عزت تمہارے پاس معافی مانگنے کے لئے آئی ہوں، یہ سن کر مخالف قبیلہ فوراً صلح پر آمادہ ہو جاتا تھا کہ اب تو اِن کی عزت ہمارے پاس چل کر آئی ہے۔ اب جنگ ختم کر دو۔ (اسرار شہادت)

دوسرا قانون یہ تھا کہ مخالف قبیلہ اگر اپنی کسی عورت کو بھیجنا توہین سمجھتا تھا تو پھر کسی نوجوان کو دولہا بنا لیتا تھا، اس کو سہرے پہنا کر میدان میں بھیج دیتا تھا، وہ آ کر کہتا ہے کہ میں دولہا چل کر آیا ہوں، آج ہماری خوشی کا موقعہ ہے، تم اسے غم میں تبدیل نہ کرو، میں دولہا منت کرتا ہوں کہ ہمیں معاف کر دو یہ سن کر مخالف قبیلہ والے فوراً معاف کر دیتے تھے بلکہ اس قسم کی معافی مانگنے پر وہ شادی میں شریک بھی ہوتے تھے اور شادی کے اخراجات بھی وہ خود برداشت کرتے تھے۔ (اسرار شہادت)

Presented by www.ziaraat.com

اس روایت کو عرب میں جناب داوٴدؑ نے رائج کیا تھا اور اس کی وجہ ایک واقعہ بنا تھا جس کو ''قصص النادرہ'' اور ''صاحب ریاض القدس'' نے لکھا ہے کہ :-

جناب داوٴدؑ نے ایک یتیم بچہ پال رکھا تھا، جس وقت وہ پانچ چھ برس کا ہوا تو اُنہوں نے اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا، اس کو درس دینے میں مصروف تھے کہ عین اس وقت جناب عزرائیل نازل ہوئے اور عرض کی کہ جس کی تعلیم کا آپ نے آج آغاز کیا ہے اس کی موت ایک ہفتہ کے بعد واقع ہو جائے گی، اس بچے کو دنیا سے رخصت ہو جانا ہے۔

انہوں نے بچے کو پاس بلایا اور فرمایا کہ شہر کے فلاں تاجر کو ہماری طرف سے پیغام دو اور خواستگاری کرو اور کچھ مال بھی عطا فرمایا، اس بچے نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تاجر کو پیغام خواستگاری دیا جو اس نے قبول کر لیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جناب داوٴدؑ نے اپنی قوم کو یاد فرمایا اور اُنہیں اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ خالق کی طرف سے اس بچے کے لئے پیغام اجل پہنچ چکا ہے اور اس کو ایک ہفتہ بعد مر جانا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب یہ بچہ پیدا ہوا ہو گا تو اس کے والدین کی خواہش ہو گی کہ یہ جوان ہو گا تو اس کی شادی کریں گے، اس کی خوشیاں دیکھیں گے۔

اب اگرچہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں مگر ان کی خواہش کی تکمیل کی خاطر ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بچی کی قربانی دے، ہم اس نابالغ بچے کی شادی کی رسومات ادا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کے ماں باپ کی یہی تمنا تھی۔ قوم میں سے ایک شخص آمادہ ہو گیا اور اس نے اپنی بچی پیش کی اور شادی کی رسومات ادا ہونا شروع ہو گئیں۔

Presented by www.ziaraat.com

دوسری طرف اُنہوں نے اس کے غسل وکفن کا انتظام کرنا شروع کر دیا، جس وقت اس کی شادی کی رسومات مکمل ہوگئیں تو سب لوگ بہت اداس تھے کہ ہفتہ کے بعد یہ بچہ دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

پھر ہوا یوں کہ موعود ہفتہ گزر گیا مگر وہ بچہ زندہ رہا، جب ایک مہینہ گزر گیا تو اس کے بعد جناب داوٴدؑ نے جناب جبریل کو یاد کیا اور اُن سے پوچھا کہ ہمارے یتیم بچے کو تو کچھ بھی نہیں ہوا حالانکہ اس کے لئے موت کا وعدہ تھا۔

اس وقت انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی صفت رحیمیت نے رحمت کو وسیع فرمایا جس کی وجہ سے اس بچے کی موت کو چالیس برس تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔

بروایت دیگر اس وقت وحی نازل ہوئی اور خالق نے فرمایا کہ تم نے س بچے کی خوشیوں کا اہتمام کیا ہے، اس لئے ہم نے مناسب نہیں سمجھا کہ اس کی خوشی کو غم میں تبدیل کریں، ہم نے اس کی عمر چالیس برس بڑھا دی (اسرار شہادت ۴۵۶)

اور اب آپ اُمت کے لئے یہ قانون بنا دیں کہ اگر کسی کی شادی ہو رہی ہو تو جتنی بڑی دشمنی ہی کیوں نہ ہو اس موقعہ پر اِن کی خوشی کو غم میں تبدیل نہیں کریں گے یہی قانون عربوں میں صدیوں سے آ رہا تھا، اس لئے امام مظلومؑ نے کربلا میں اتمامِ حجت کے لئے پاک بھائی کی نشانی کو سہرے پہنائے تھے کہ کل یہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ امام مظلومؑ نے صلح کی کوشش نہ کی تھی۔

اب ہم جب سوشل انتھروپالوجی (Social Anthropology) اور (Social Anthology) سوشل انتھالوجی کے حوالے سے اس رواج کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہی رواج محمد بن قاسم ہندوستان میں ساتھ لایا تھا، بلکہ تمام عرب نژاد قبائل میں یہ رواج آج بھی موجود ہے کہ کسی خاندان میں جتنا بڑا اختلاف ہی

Presented by www.ziaraat.com

کیوں نہ ہو، اگر دولہا سہرے پہن کر مخالفین کو منانے جائے تو کوئی انکار نہیں کرتا بلکہ پنجاب میں بھی جو عرب النسل قبائل آباد ہیں اِن میں بھی رواج ہے کہ اگر برادری کا کوئی فرد شادی میں شریک نہ ہو رہا ہو تو دولہا کو اِس کے پاس بھیج دیا جاتا ہے اور دولہا کو امن و صلاح کا پیامبر سمجھتے ہوئے کوئی خالی واپس نہیں لوٹاتا اور اس کے ساتھ برابری میں شامل ہو جاتا ہے، یہ رواج کسی نہ کسی شکل میں پاکستان کے تمام صوبوں میں موجود ہے، بلوچستان ہو یا سرحد، سندھ ہو یا پنجاب اِن کے تمام علاقوں میں دولہا کے ساتھ صلح کا تصور کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔

شہزادۂ قاسمؑ کی شادی:

روز تاسوعا یعنی نو محرم کا دن ہے، سورج شفق کے خون میں غلطاں نظر آ رہا ہے، کربلا کی زمین پر نہر علقمہ کی مغربی طرف ملکہ عالمین بی بیؑ کی پاک بیٹیوں کے سات قناتوں کے درمیان خیام لگے ہوئے ہیں، اِن کے باہر اصحاب کے خیام لگے ہوئے ہیں، بعد از نماز عصر اور قبل از غروبِ آفتاب کا وقت ہے۔

اس وقت عمر ابن سعد ملعون نے جنگ کا آغاز کرنا چاہا، کیونکہ صلح کے تمام مذاکرات ناکام ہو گئے تھے، اس لئے باقی ایک جنگ کا راستہ رہا تھا، اس لئے اُنہوں نے جنگ کا فیصلہ کیا اور فوجوں کو خیام کی طرف روانہ کیا، اس وقت حضرت عباسؑ عین جوش کے عالم میں خیام میں تشریف لائے اور آ کر عرض کی آقا دشمن خیام کی طرف بڑھ رہا ہے، اب جنگ کی اجازت ہو تو ہم تلوار اُٹھائیں شہنشاہ مظلومیت امام حسینؑ نے فرمایا:

☆ ارجع الیھم فان ستطعت ابن توخرھم الی غدوۃ و تدافعھم عنا العشیۃ لعلنا نصلی لربنا اللیلۃ و ندعوہ و نستغفرہ فھوا یعلم انی کنت احب اللصلواۃ لہ و تلاوۃ کتابہ و کثرۃ الدعا و

Presented by www.ziaraat.com

الاستغفار...... (تاریخِ طبری)

میرے بھائی! تم جا کر ابن سعد ملعون سے ایک رات کی مہلت مانگو، آج رات ہم کو بہت سے کام مکمل کرنا ہیں۔

المختصر ایک رات کی مہلت مانگی گئی یا دی گئی، اس بات کی حقیقت کو محترم مصنف نے اپنے ایک قطعہ میں کچھ یوں واضح فرمایا ہے کہ:-

لوگ کہتے ہیں کہ شبیرؑ نے مہلت مانگی
ذہن میں چھوٹا سا نقطہ ہے، سماتا ہی نہیں
ایک شب کی انہیں سرکارؑ نے مہلت دی تھی
دینا آتا ہے انہیں، مانگنا آتا ہی نہیں

یہاں پر میں عرض کروں گا کہ جو واقعہ میں یہاں عرض کر رہا ہوں اس کو اکثر صاحبانِ مقتل نے روز عاشور کے وقائع میں لکھا ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ دن کا نہیں بلکہ شب عاشور کا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ امن کے تمام مذاکرات کی ناکامی کے بعد اتمامِ حجت کرنا حجت اللہ فی العالمین پر فرض تھا، اس لئے یہ ایک رات کی مہلت جہاں عبادت کے لئے مانگی گئی تھی وہاں اس کی لاتعداد اور مقاصد بھی تھے، اِن میں سے ایک اتمامِ حجت کا اہتمام بھی تھا اور یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ کربلا میں شب عاشور سے لے کر اپنی شہادت تک شہنشاہ کربلا امام حسینؑ نے مسلسل اتمامِ حجت کے عمل کو جاری رکھا، خطبات کے ذریعے، عمل کے ساتھ، رسومات اور قدیم رسم و رواج کے حوالے سے، گویا لمحہ بہ لمحہ اتمامِ حجت کا عمل جاری رہا

(اسرار الشہادت علامہ دربندی اور، ریاض القدس جلد دوم)

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ واقعہ عقد روز عاشور کا نہیں بلکہ شب عاشور کا ہے اور یہ اس

Presented by www.ziaraat.com

وقت کا واقعہ ہے جس وقت چراغ خاموش ہونے کے بعد صرف خواص باقی رہ گئے تھے۔

خیام سے باہر کربلا کی زمین پر شاہی قالین بچھا ہوا ہے، اس قالین کے مرکزی مقام پر ایک مسند لگی ہوئی ہے جس پر شہنشاہ کربلا تکیے کا سہارا لے کر تشریف فرما ہیں اور عمومی طور پر سب اصحاب کو اور خصوصی طور پر بنی ہاشم کو آنے والے واقعات وحالات اور شہادت کے بارے میں آگاہ فرمایا جارہا ہے۔

☆...... **یا اهلی وشیعتی اتخذا هذا اللیل جملاً......**

فرماتے ہیں اے میرے پاک گھر کے افراد اور میرے شیعہ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم رات کو ناقہ بنا کر اس پر سوار ہو کر نکل جاؤ، دشمن کو صرف ہماری ذات مطلوب ہے، اس موقعہ پر ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا:

جناب ابوحمزہ ثمالی جناب امام علی زین العابدینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت باقی ماندہ اصحاب وانصار میں سے سب نے یہ عرض کی کہ آقا ہم آپ کو بالکل نہیں چھوڑیں گے تو اس وقت شہنشاہِ کربلا امام حسینؑ نے فرمایا:

☆ **یا قوم انی غداً اقتل و تقتلون کلکم معی ولا تبقی منکم واحدا......** (الخرائج والجرائح)

اے میرے جانثارو کل کے دن ہم کو بھی معراج شہادت پر فائز ہونا ہے اور تم سب نے ہمارے ساتھ اس سعادتِ عظمیٰ سے مشرف ہونا ہے اور تم میں سے کوئی ایک بھی شہادت سے محروم نہیں رہے گا، امام مظلومؑ نے جس وقت یہ ارشاد فرمایا تو سب نے حمد و شکر کیا، امام علی زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ اس وقت شہزادہ قاسمؑ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی:

☆ **و انا فیمن یقتل؟...... فاشفق علیه فقال له یا بنی کیف**

Presented by www.ziaraat.com

الموت عندك ...... قال یا عم احلی من العسل...... (کلمات الامام)

آقا کیا میرا نام بھی شہدا کی فہرست میں موجود ہے؟ مظلومؑ کربلا نے فرمایا بیٹا پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں موت کیسی لگتی ہے۔

شہزادۂ قاسمؑ نے عرض کی حضور مجھے تو موت شہد سے بھی زیادہ میٹھی محسوس ہوتی ہے کیونکہ نوخیز جوانوں کو میٹھی چیزیں بہت زیادہ اچھی لگتی ہیں۔ اس لئے اُنہوں نے شہد سے زیادہ میٹھی کہہ کر موت کے ذائقے کو لذیذ کر دیا۔

یہ جواب سن کر امام مظلومؑ نے اِن کو کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ خاموشی اختیار فرمائی، جس کی وجہ سے شہزادہ قاسمؑ نے یہ محسوس کیا کہ شاید ہمارا نام شہدا کی فہرست میں موجود نہیں ہے، اس کے بعد اُنہوں نے عرض کی کہ آقا میرا نام بھی شہدا میں شامل فرمائیں۔ امام مظلومؑ فرماتے ہیں۔

☆ **یا بن الاخ انت من اخی علامة واریدان تبقی لی لا تسلی بك......** (مقتل طریحی)

کہ تم میرے بھائی کی نشانی ہو، تم اِن کی مکمل شبیہ ہو، جس وقت ہمارا دل اپنے بھائی کے لئے اداس ہوتا ہے تو آپ پر نگاہ فرما لینے سے ہماری تمام اداسی دور ہو جاتی ہے، ہم کس دل سے آپ کا نام شہدا میں شامل کریں۔

جناب قاسمؑ حکم امام زمانہ سمجھتے ہوئے مایوس ہو کر کچھ دور جا کر زمین پر بیٹھ گئے، ادھر اِن کے پانچ بھائی نام لکھوانے حاضر ہوئے اور اِن کے نام لکھ لئے گئے، یہ دیکھ کر جناب قاسمؑ کا دل بہت غمگین ہوا اور وہ روتے ہوئے ایک خالی خیمہ میں آ بیٹھے۔

فجلس القاسم منا لما واضعا راسه علی رکبته (مقتل طریحی)

انہوں نے اپنے گھٹنوں پر سر رکھ کر رونے کی پیاس بجھائی، اچانک اِن کو خیال آیا

Presented by www.ziaraat.com

کہ جس وقت بابا امام حسنؑ کا آخری وقت تھا اور میں نے اِن کے قدموں پر سر رکھا تھا تو انہوں نے اس وقت ایک تعویز عطا فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ جب تمہارا دل بہت غمگین ہوتو اس تعویز کو کھول کر پڑھنا، مایوسی دور ہو جائے گی۔

یہ سوچ کر شہزادہ قاسمؑ نے بازو سے تعویذ کھول کر دیکھا، وہ تعویز نہ تھا بلکہ ایک وصیت نامہ تھا اور اس کی عبارت یہ تھی۔

☆ یا ولدی قاسمؑ اوصیك انك اذا رایت عمك الحسینؑ فی طف کربلا وقد احاطت به الا عداء فلا تترك آله وسلم ولا تبخل علیه بروحك وکلمانهاك عن البراز فعاوده لیاذن فی البزاز لتخوض فی السعاده الابدی...... (طریحی)

حضرت امام حسنؑ نے لکھا تھا کہ اے میرے لعل ہم تمہیں وصیت فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے پاک چچا کو کربلا کے ویرانہ میں مصائب میں مبتلا دیکھنا کہ دشمنانِ خدا و رسولؐ نے انہیں گھیرا ہوا ہو تو اس وقت جہاد سے پیچھے نہ ہٹنا، دشمنانِ خدا سے جنگ ضرور کرنا اور چچا جان سے اپنی جان پیاری نہ کرنا اور ہر صورت میں چچا سے جنت کی اجازت لینا، تا کہ ابدی سعادت ہمیشہ کے لئے تمہارے قدموں میں سر بہ سجود رہے۔

(اسرار الشہادت)

پہلے تو شہزادہ قاسمؑ رو رہے تھے، جیسے ہی یہ وصیت نامہ پڑھا تو رُخِ تاباں پر مسکراہٹ پھیل گئی، خدا جانے کہ اِن کو شہادت کتنی پیاری تھی، شہزادہ فوراً اُٹھے اور جلدی سے چچا کی طرف روانہ ہوئے۔

اِدھر شہنشاہؑ کربلا کی نگاہ پڑی، لعل کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گئے کہ اب کوئی ایسی سفارش لے کر آ رہے ہیں کہ جس کو شاید ہم رد نہ کر سکیں گے۔ آپ اپنے خیمہ میں

Presented by www.ziaraat.com

تشریف لے آئے، شہزادہ قاسمؑ بھی آپ کے خیمہ میں پہنچ گئے جس وقت شہزادہ قاسمؑ قریب آئے تو امام مظلومؑ نے فرمایا کہ کوئی موت کے لئے بھی سفارش کرتا ہے؟ شہزادے نے مسکرا کر وصیت نامہ پیش کیا۔

امام مظلومؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، رو کر فرماتے ہیں کہ کیا ایسے مشکل وقت میں بھی مجھے بھائی نے آزمایا تھا؟ (اسرار الشہادت)

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امام حسنؑ علم امامت سے یہ جانتے تھے کہ کربلا میں اتمام حجت کے لئے دولہا بنانے کی ضرورت پیش آئے گی اور اُمت ملعونہ اس دولہا کو شہید بھی کر دے گی، اس لئے اُنہوں نے اپنے سب سے پیارے فرزند جناب امیر قاسمؑ کو اس کام کے لئے منتخب فرماتے ہوئے یہ وصیت نامہ بصورت تعویز اِن کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی اپنے بھائی کو بھی وصیت فرمائی تھی کہ تم اس موقعہ پر میرے لعل کو دولہا بنانا، اس لئے امام مظلومؑ نے فرمایا:

☆ **قال یا بن الاخ هذا الوصیة لك من ابیك و عندی وصیة اخری من ابیك لی و لا بد من انفاذها......** (مقتل طریحی)

اس کے بعد فرمایا کہ ایک وصیت تو یہ تھی جو انہوں نے تمہیں فرمائی تھی، ایک وصیت انہوں نے ہمیں بھی فرمائی تھی، وہ بھی ہم کو مکمل فرمانا ہے، یہ فرما کر اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور خیام حرم کے اندر جا کر۔

☆ **طلب عوناً و عباساً وجمیع اهل بیتهٗ** (مقتل طریحی)

پہلے بھائیوں کو یاد فرمایا، بہنؑ کو بھی یاد فرمایا، جس وقت تمام خاندانؑ جمع ہو گیا تو فرمایا کہ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ پاک بھائی کی نشانی کی شادی کا اہتمام فرمائیں، اس کی بیوہ ماںؑ کی آس پوری ہو جائے کہ ایک مرتبہ اپنے شہزادہؑ کے سر پر سہرے کو دیکھ لیں۔

Presented by www.ziaraat.com

معظّمہ کائناتؑ حضرت زینبؑ نے جناب فضّہ کو حکم فرمایا کہ جلدی جا کر ہر خیمہ میں اطلاع دیں کہ آج پاک شبیرؑ کے خیمہ میں جناب امام حسنؑ کے پاک لعلؑ کی شادی ہو رہی ہے، ہر پاک بی بیؑ کو دعوت ہے، آج وقت مختصر ہے اور رسومات بہت زیادہ ہیں، یہ سن کر سب مستورات اپنے خیام سے روتی ہوئی روانہ ہوئیں اور امام مظلومؑ کے خیمہ میں جمع ہوئیں، اس وقت پاک بیبیوں نے آپس میں مشورہ کرنا شروع کیا کہ دلھن کے لئے تو کافی چیزیں درکار ہوتی ہیں، یہاں پر سہروں کے لئے پھول بھی موجود نہیں مہندی ہے تو اس کو تیار کرنے کے لئے پانی موجود نہیں ہے، رسومات ادا کرنے کے لئے وقت نہیں ہے، اب کیا کیا جائے؟

آپس میں مشورہ کے بعد ایک خیمہ کو جو کہ سب خیام کی پشت پر یعنی پاک خیام میں سے بالکل جنوب کی طرف تھا (جو کہ آج بھی موجود ہے) کو مختص فرمایا گیا (سفرنامہ حج) اس خیمہ کو حجلۂ عروسی قرار دیتے ہوئے خیمۂ عروسی بنایا گیا، جس میں پاک دلھن کو بٹھایا گیا، آپ زائرین کرام سے پوچھیں وہ خیمہ آج بھی کربلا میں موجود ہے اس خیمہ کو کافی عرصہ تک تو مستورات جا کر دیکھتی تھیں کہ خیمہ کے پردوں پر مہندی کے نشانات اس رنگ میں موجود رہے کہ جیسے اس خیمہ کے پردے سے کسی نے مہندی والے ہاتھ صاف کئے ہوں، اس خیمہ میں پاک دلہن کو آ کر بٹھایا گیا، پہلا مسئلہ تھا مہندی تیار کرنے کا، اس کی ذمہ داری جناب شریکۃ الحسینؑ بی بی نے اُٹھائی، انہوں نے ایک برتن میں مہندی لی اور اپنے خیمہ میں تشریف لے آئیں اور اپنی آنکھوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج مجھے مہندی کے لئے پانی کی ضرورت ہے، کیا اس مشکل وقت میں تم میری امداد کر سکتی ہو؟

حکم ملنے کی دیر تھی، آنکھیں ساون کے بادل کی طرح کھل کر برسیں اور چند لمحوں

Presented by www.ziaraat.com

میں برتن میں اتنا پانی جمع ہو گیا کہ جس سے بہ آسانی مہندی بنائی جا سکتی تھی۔

صاحبانِ عرفان ذاکر جناب سیّد ذوالفقار علیؒ شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جن پاک ہاتھوں کے لئے یہ مہندی تیار کی جارہی تھی ان کی نسبت سے واقعی یہ پاک مہندی اتنی ہی ذی عزو شرف تھی کہ جسے بنانے کے لئے آبِ زمزم یا آبِ کوثر مناسب ہی نہیں تھا، اس لئے اس پاک مہندی کو نبی زادیؑ کے مقدس آنسوؤں سے تیار کیا گیا تھا کیونکہ اس سے زیادہ متبرک پانی ممکن ہی نہیں تھا۔

یہی مہندی پاک تھی کہ جس کے متعلق صاحبانِ مقتل لکھتے ہیں کہ شامِ غریباں جب شامی ملاعین نے پاک خاندان تطہیر کے تبرکات لوٹے گئے تو انہیں یہ مہندی نظر آئی، انہوں نے جس وقت پاک مہندی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو یہ مہندی فوراً راکھ بن گئی تھی، کیونکہ یہ اتنی مقدس مہندی تھی کہ جس کو کوئی غیر معصوم مس نہیں کر سکتا تھا۔

(خصائص الکبریٰ)

پاک دلہنؑ نے اس طرح تیار کی گئی مہندی کو دیکھا تو رو کر فرمایا کہ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ یہ مہندی کس طرح اپنے ہاتھوں پر لگاؤں، جبکہ میں یہ جانتی ہوں کہ کچھ دیر بعد میرا سہاگ باقی نہیں رہے گا اور مجھے یہ مہندی آنسوؤں ہی سے اُتارنا پڑے گی، پاک دلہنؑ کی یہ بات سن کر مستورات میں گریہ کا کہرام بپا ہوا، دلہن پاک رو رہی تھیں، تمام مستورات بھی رو رہی تھیں سب منت سماجت کر رہے تھے کہ دلہن مہندی لگاؤ، مگر دلہن کی آنکھیں نہیں ساون کے بادل ہیں جو برس رہے ہیں، رو کر فرماتی ہیں کہ مہندی تو سہاگ کی ہوتی ہے کہیں بیوگی کی مہندی بھی کسی نے لگائی ہے؟ جس وقت پاک دلہنؑ نے یہ کہا تو معظمہ کائناتؑ نے پاک دلہنؑ کا سر اطہر چوم کر فرمایا کہ بیٹی جس طرح بھی ممکن ہو صبر کرتے ہوئے یہ رسم ادا کرنے دو کیونکہ ہم سب پر امام زمانہؑ کے حکم کی تعمیل

Presented by www.ziaraat.com

واجب ہے، اِن کی خواہش کی تعمیل تو ہر حال میں کرنا ہی ہے، پاک دلہنؑ نے جس وقت یہ فرمان سنا تو رو کر عرض کرتی ہیں پھوپھی جان! آپ کا فرمان بھی حق ہے مگر میری مجبوریوں پر بھی نگاہ فرمائیں یہ مہندی کی رسم چند گھڑیوں کی رسم ہے، بیوگی کا درد زندگی بھر کا ہے، یہ آنسوؤں سے تیار کی گئی مہندی کچھ دیر بعد آنسوؤں ہی سے اُتر جائے گی، مگر اس کا رنگ قیامت تک باقی رہے گا۔

پھوپھیوںؑ کا حکم مانتے ہوئے پاک دلہن نے مہندی لگائی، اِدھر امام مظلومؑ نے اپنے خیمہ میں اپنی بیوہ بھاوج کو یاد کیا، جب وہ تشریف لائیں تو سرکار رو کر فرماتے ہیں:

☆ **قال لام القاسمؑ الیس للقاسمؑ ثیاب جدد فقالت لا** (مقتل طریحی)

بھابھی! مجھے آپ کے یتیم کو دولہا بنانا ہے، ہر ماں اپنے بیٹے کی شادی کے لئے پہلے سے لباس تیار رکھتی ہے، کیا آپ نے بھی شہزادہ قاسمؑ کے لئے کوئی جوڑا تیار کیا تھا، کیا وطن سے روانہ ہوتے وقت اس کی شادی کے لئے آپ نے کوئی پوشاک بھی ساتھ لی تھی؟

معظّمہ بی بیؑ حضرت اُمّ فروہ سر جھکا کر عرض کرتی ہیں کہ مجھے تو دکھوں نے وقت ہی نہیں دیا کہ میں اس کی شادی کی پوشاک تیار کرتی، میرے پاس تو اس کے لئے ایسا کوئی لباس بھی نہیں ہے جو اس کا پہنا ہوا نہ ہو۔

امام مظلومؑ فرماتے ہیں کہ اچھا آنکھیں صاف کریں، اس موقعہ پر رونا مناسب نہیں ہوتا، اس کے بعد بہن حضرت زینبؑ کی طرف دیکھا۔

☆ **فقالؑ لا ختہ ایتینی بالصندوق فاتتہ بہ و وضع بین یدیہ ففتحہ واخرج منہ قباء الحسنؑ والبسہ القاسمؑ قباء الحسنؑ والف عمامتہ علی راسہ** (مقتل طریحی)

پاک ہمشیرؑ سے کو فرمایا کہ تبرکات والا صندوق منگوائیں، یہ سن کر پاک بی بیؑ نے

Presented by www.ziaraat.com

کنیزوں کو حکم فرمایا کہ وہ صندوق فوراً لے کر آئیں، جس وقت وہ صندوق امام مظلومؑ کے سامنے آیا تو انہوں نے اس صندوق کو کھولا، اس میں سے اپنے پاک بھائی مولا امام حسنؑ کی ایک پوشاک برآمد کی، ہاتھوں میں اُٹھا کر آنکھوں سے لگائی، اس کے بعد پاک دولہا بیٹے کو پاس بلایا، بھائی کی پوشاک دولہا کے زیب تن فرمائی، اس کے بعد پاک بھائی کا عمامہ اُٹھایا اور دولہا کے سر پر سجایا۔

☆ **ثم ان الحسین ثیابه علی صورة الکفن و شد سیف بوسط القاسمؑ** (اسرار الشہادت)

امام مظلوم نے لختِ جگر کو ایسے پوشاک پہنائی جیسے کسی نوجوان کو کفن پہنایا جاتا ہے، کمر کے ساتھ تلوار آراستہ فرمائی، لباس پہنانے کے بعد۔

☆ **ثم اِنّ الحسین شق ازیاق القاسم و قطع عمامته نصفین وا ولها علی وجهه۔** (اسرار الشہادت)

عمامہ پاک کے سروں پر لگی ہوئی کناری جدا کر دی، پھر ایک طرف سے عمامہ پاک کو کچھ حد تک دو حصوں میں تقسیم کر دیا، اس کے ایک حصہ کے ساتھ تحت الحنک بنائی، دوسرے حصہ کو پیشانی پر ایسے لٹکایا جیسے مقنع باندھا جاتا ہے، اس کی وجہ علامہ دربندی نے یہ لکھی ہے کہ:-

☆ **ان تعرفه عرسه بهذه العلامة حین عبور حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم وبناته من مصارع القتلی** (اسرار الشہادت)

یعنی اس زمانہ میں دولہا کا مقنع ایسے بنایا جاتا تھا اور امام مظلومؑ نے یہ پسند فرمایا تھا کہ جب خاندان تطہیر کے پاک پردہ دار مقتل میں تشریف لے آئیں تو اِس نشانی سے پاک دولہا کو پہچان لیں۔

Presented by www.ziaraat.com

المختصر جناب قاسمؑ کو دولہا بنانے کے بعد مولا کریم کربلا کافی دیر تک اپنے یتیم بھتیجے کو سینہ سے چمٹا کر گریہ فرماتے رہے، اِن کا منہ چوم کر فرماتے تھے کہ کاش آج آپ کے بابا پاک موجود ہوتے اور آپ کو اس رنگ میں دولہا کے روپ میں دیکھتے۔

حجلۂ عروسی کے سامنے دولہاؑ اور دلہنؑ کی مسند لگائی گئی سامنے دلہن کے جہیز کا سامان رکھا گیا، سب رشتہ داری موجود تھے، سب آنکھیں گریہ کناں تھیں، جناب غازیؑ نے جناب قاسمؑ کو آکر مسند پر بٹھایا، مظلوم کربلاؑ نے دریافت فرمایا کہ کیا میری چند گھڑیوں کی دلہن بیٹیؑ دلہن بن گئی ہے؟

جناب معظّمہ عالیہ حضرت زینبؑ نے عرض کی کہ آپ کا انتظار ہے، یہ سن کر امام مظلومؑ دختر کے خیمہ میں تشریف لے آئے۔

فمسك بيد ابنته التي كانت مسماة للقاسمؑ فعقد له عليها (طریحی)

اپنی پاک شہزادیؑ جو پہلے سے ہی شہزادہ قاسمؑ کے نام سے منسوب تھیں، اِن کو خیمۂ عروسی میں بلوایا گیا، جس وقت وہ دُلہن کے روپ میں تشریف لائیں اور امام مظلوم نے پاک بیٹی کو دلہن بنے دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، پیشانی پر بوسہ دے کر فرماتے ہیں میری لائق بیٹی تمہارے بابا کی مجبوریاں ہیں ورنہ اِن دکھ درد کے حالات میں تمہیں دلہن نہ بناتا، یہ فرما کر پاک شہزادیؑ کا ہاتھ پکڑ کر جیسے دلہنوں کو سہارا دیا جاتا ہے، ویسے ہی سہارا دے کر خیمہ سے باہر لائے، سب مستورات نے اُٹھ کر استقبال کیا امام مظلوم نے پاک دلہن کو جناب قاسمؑ کی مسند کے ساتھ بٹھایا، اِس کے بعد جناب غازی پاکؑ نے خطبۂ نکاح ادا فرمایا، یہ ایک عجیب منظر تھا کہ دولہا اور دلہن ایک ساتھ تشریف فرما ہوئے، سر اطہر پر قضا کا سایہ تھا، مگر چونکہ حکم امام کے تحت یہ رسوم کرنا تھیں تو دولھا کی پاک والدہؑ دستور کے مطابق سب مخدراتِ عصمتؑ کو جہیز دکھانے میں

Presented by www.ziaraat.com

مصروف تھیں، وہ ایک ایک چیز کو اُٹھا کر پہلے آنکھوں سے لگاتیں، پھر چومتی تھیں، اشک غم پلکوں کے بند توڑ کر بہہ رہے تھے اور روکے نہیں رُکتے تھے، سب مستورات پوچھتی ہیں کہ آج تو خوشی کا موقعہ ہے آپ کیوں رو رہی ہیں، یہ چند لمحے تو مسکرا لیں، پاک بی بیؑ رو کر فرماتی ہیں کہ میں یہ جہیز تو دکھلا رہی ہوں مگر دل میں وسوسہ ہے کہ دلہنوں کے جہیز پر کسی بیوہ کو نہیں آنے دیا جاتا، کسی بیوہ کو سامان کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے، یہ میری بہو کا جہیز ہے اور جبکہ میں بیوہ ہوں اس لئے مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے اور میں یہ سوچ رہی ہوں کہ کہیں کوئی بدشگونی نہ ہو جائے، میں یہ بھی جانتی ہوں کہ جیسے پاک دلہنؑ کا سہاگ آج کا مہمان ہے، ویسے ہی پاک دلہنؑ کا جہیز بھی آج ہی کا مہمان ہے کیونکہ کل شام غریباں کو شاید کوفہ و شام سے آئے ہوئے لوگ یہ سب کچھ لے جائیں۔

سب مومنین مل کر دعا کریں کہ اس ایک شب کی دلہنؑ کو ابدی خوشیاں نصیب ہوں اور بیوہ ماںؑ شہزادہ قاسمؑ کی خوشیاں دیکھ کر شاد ہوں، امام زمانہؑ کے سائے میں دولہا اور دلہن کی شادی کے شگن دوبارہ ادا کیے جائیں اور شادی کی یہ خوشیاں ابد الآباد تک منائی جاتی رہیں۔

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّل فَرَجَھُمْ بِقائِمِھِمْؑ عجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ اَجْمَعِیْن

Presented by www.ziaraat.com

باب ۷

حضرت قاسمؑ کا تذکرہ اردو شاعری میں

مرثیے در حال حضرتِ قاسمؑ

مرزا دکنی

مرزا تخلّص، ابوالقاسم نام، ساکن گول کنڈہ۔ گول کنڈہ کا آخری سلطان تانا شاہ کا درباری شاعر تھا۔ مرثیہ کہنے میں کافی شہرت اور مقبولیت حاصل کرلی تھی۔ میر حسنؔ نے بھی اپنے تذکرے میں اس مرزاؔ کا ذکر کیا ہے۔

مرزاؔ نے حضرت قاسمؑ کے حال کا طویل مرثیہ کہا ہے:-

کہو قصّہ شجاعت کا سو قاسمؑ کی شہادت کا
یزیداں کی عداوت کا کہو یاراں صدا صد حیف

مرزاؔ نے اس مرثیے میں ازرق سے حضرت قاسمؑ کی جنگ کا تفصیلی حال نظم کیا ہے۔

سفارش حسین رضوی لکھتے ہیں:-

''مرزا نے میر انیسؔ کے جناب قاسمؑ کے حال کے مرثیے کی، جس کا مطلع ہے:-

پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زار صبح

داغ بیل ڈیڑھ پونے دو سو برس پہلے ڈال دی تھی۔ میر انیسؔ کے مرثیے کی عمارت

Presented by www.ziaraat.com

اس بنیاد پر تعمیر ہوئی ہے''۔(اُردو مرثیہ صفحہ ۱۰۴)

اصغؔر دکنی

اصغؔر بھی ایک قدیم مرثیہ گو ہے، حضرت قاسمؑ کے حال میں اس کا مرثیہ مشہور ہے:۔

جب چڑھے لڑنے کوں قاسمؑ تب کہے رورو دُلھن
اے نجومی سانچ کہہ کس وقت پر لاگے لگن
تھے کھڑے کیسے یو مجھ کوں چھوڑ گئے ابن حسنؑ
تخت چڑھتے بخت اُلٹے یہ ہوا کیسا شگن

تحقیؔق دکنی

یہ بھی ایک قدیم مرثیہ گو ہے۔ حضرت قاسمؑ کے حال میں تحقیؔق کا ایک مرثیہ دستیاب ہے۔

قاسمؑ اِس رن میں بنا بن کے چلا جاتا ہے
تار سہرے کے دیکھو سر سیں چھڑا جاتا ہے
بولے یو بیوہ دولھن دولھا میرا جاتا ہے
گھر عروسی کا دیکھو ہائے لوٹا جاتا ہے

فتح اللّٰؔہ دکنی

یہ بھی ایک قدیم مرثیہ گو ہے۔ فتح اللّٰؔہ نے بھی ایک مرثیہ حضرت قاسمؑ کے حال میں کہا ہے:۔

دن بیاہ کے شامیاں نے قاسمؑ بنے کوں مارا
بستا جو گھر حسنؑ کا کر ظلم سوں اُجارا

Presented by www.ziaraat.com

دلھن نے توڑ سہرا سر پیٹ یو پکارا

کہوں میں چھوڑ مجھ کوں دولھا کہاں سدھارا

فضلِ علی فضلؔی دہلوی

محمد شاہ بادشاہِ دہلی کے عہد میں فضلؔی نے فارسی ''روضۃ الشہداء'' کو ''کربل کتھا'' کے نام سے اردو نثر میں تحریر کیا ہے۔ یہ واقعۂ کربلا پر لکھی گئی عمدہ کتاب ہے دہلی کے نثری ادب میں اردو کی پہلی کتاب ہے۔ فضلؔی مرثیے بھی کہتے تھے۔ ''کربل کتھا'' میں شہادتِ حضرت قاسمؑ پر ایک مجلس موجود ہے جس میں حضرت قاسمؑ کے حال کے مرثیے بھی ہیں:-

حیف اے قاسمؑ، اب کنگن تیرا اور شوانی وُو پیرہن تیرا

تِس پہ ہوتا ہے اب مرن تیرا پیرہن ہووے ہے کفن تیرا

میرے بھائی حسنؑ کے جیو جگر اب چلا توں چچا کے تئیں تج کر

اے بھتیجے تیرے چچا اوپر آ کھڑا ہے گا دوکھ کٹھن تیرا

واری ماں پیٹتی ہے تجھ پہ پڑی کہتی یہ کیا مصیبت آئی بڑی

اے بچّے، تجھ بن ایک ایک گھڑی دوبھر ہوئی، ہائے، بالپن تیرا

علی قلی ندیؔم دہلوی

علی قلی ندیؔم، دہلی کے رہنے والے تھے، میر مسکیؔن دہلوی کے شاگرد تھے، ندیؔم نے ایک مرثیہ حضرت امام حسنؑ کی شہادت پر کہا ہے جس میں یہ شعر بھی ہے:-

نئی نسبت میں شاہ قاسمؑ کا

سر جدا تن سے یا حسنؑ دیکھو

Presented by www.ziaraat.com

میر عبداللہ مسکیںؔ دہلوی

میر عبداللہ مسکیںؔ دہلی کے رہنے والے تھے، محمد شاہ، بادشاہِ دہلی کے عہد میں مشہور مرثیہ گو تھے۔ خاصی تعداد میں مرثیے کہے ہیں۔ حضرت قاسمؑ کے حال میں ایک مرثیہ بہت مشہور ہے:۔

جب کہ قاسمؑ نے پہن گلے میں شہانہ باگا
باندھ سر سہرا چلا بیاہنے شب کا جاگا
موت کی آنکھ میں کیا خوب یہ نوشہ لاگا
ہو کے خوش وقت لگی کہنے بدھاوا گاگا

یہ شہادت کی تمھیں آن مبارک باشد
شادیٔ مرگ مری جان مبارک باشد

شاہ نجم الدین آبروؔ دہلوی

آبروؔ دہلوی، سراج الدین علی خاں آرزوؔ دہلوی کے شاگرد تھے ۲۰/دسمبر ۱۷۲۲ء میں وفات ہوئی۔ مرثیے بھی کہے ہیں۔ ایک مرثیے میں حضرت قاسمؑ کا ذکر اس طرح کیا ہے:۔

قاسمؑ نے دیکھا قصد لڑائی کا شاہ کا   تنہائی اُن کی اور ہجوم اس سپاہ کا
مارا جگر کے درد سیں نالہ اک آہ کا   دامن پکڑ اس اوجِ حقیقت کے ماہ کا
معروض اس طرح سے کیا ماجرا کے تئیں

کاے شاہ میرے باپ کے قائم ہو تم مقام   ہم کو تمھاری ذات کا ہے آسرا تمام
تم سے ہمارا چھوٹنا دنیا میں ہے حرام   رخصت قتال کی مجھے اوّل دو یا امام
یہ آرزو ہے جیو میں تمھارے خدا کے تئیں

قاسمؑ کی بات سُن کے یہ رویا بزرگوار   کاے جان تو امام حسنؑ کا ہے یادگار

Presented by www.ziaraat.com

کرتا ہوں اپنے بیٹوں سے تجھ کو زیادہ پیار   رخصت نہیں تجھے کہ کرے جا کے کارزار
گھر بیٹھ چاہتا ہے جو میری رضا کے تئیں

میر محمد علی محبؔ دہلوی

محبؔ دہلوی، سوداؔ دہلوی کے ہم عصر تھے، دہلی سے حیدر آباد دکن چلے گئے تھے۔ سالار جنگ میوزیم حیدر آباد دکن میں اُن کے مرثیوں کی بیاض موجود ہے۔ دو مرثیے حضرت قاسمؑ کے حال کے بھی ہیں ایک مرثیے کا مطلع ہے:-

غمگین ہو، چڑھا بیاہ پہ یہ کس کا بنا ہے
نوبت بجی ماتم کی یہ کیوں؟ سہرا کِھلا ہے
یہ کیسا ہے دولھا، کہ کفن سر کو بندھا ہے
دولھن کے چلا گھر کو یا اب گور چلا ہے
موت مشاطہ ساتھ ہے، لینے والی جان
قاسمؑ اب دن بیاہ کے چلے ہیں قبرستان

دوسرا مرثیہ ہے:-

ہائے قاسمؑ کی سواری رن میں پہنچی جس گھڑی
لینے سر سم دھنگانا یک بیک موت آ اڑی
چاند سے منھ پر لگی تروار جیوں گل کی چھڑی
ہولہو کی دھار تھی، دولھے کے سہرے کی لڑی

مرزا محمد رفیع، سوداؔ دہلوی

سوداؔ دہلوی نے شاعری کی ہر صنف میں اپنی طبیعت کی جودت وندرت کے نمونے پیش کیے ہیں، مرثیے بھی خوب خوب کہے ہیں۔ آصف الدولہ کے عہد میں لکھنؤ آئے،

Presented by www.ziaraat.com

آغا باقر کے امام باڑے میں لکھنؤ کی سرزمین پر محوِ خواب ہیں۔ سوداؔ نے حضرت قاسمؑ کے حال کے متعدد مرثیے کہے ہیں لیکن مندرجہ ذیل مرثیہ بہت مشہور ہیں:-

مطلع

یارو ستمِ نو یہ سُنو چرخِ کہن کا　　ٹھانا ہے عجب طرح سے بیاہ ابنِ حسنؑ کا
سنجوگ یہ کچھ باندھا ہے دولھا سے دلھن کا　　جو تار کفن کا ہے سو ڈورا ہے لگن کا

مطلع

کیا کروں شادی قاسمؑ کا میں احوال رقم　　واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جس دم
بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشہ نے قدم　　گائے تقدیر و قضا نے یہ بدھاوے باہم

قاسما مرگِ جوانانہ مبارک باشد
جلوۂ شمع بہ پروانہ مبارک باشد

کپڑے بنے تھے جو پہننے کے لیے بیاہ کی رات　　کیا گھڑی تھی وہ کہ نوشہ کی ہوئی قطع حیات
یوں بدا تھا کہ سیئے جائیں کفن دوز کے ہات　　شہ نے پہنے تو کہا موت نے کر تسلیمات

بہ قدت خلعت شاہانہ مبارک باشد
جامہ پُرخون شہیدانہ مبارک باشد

میر تقی میرؔ

میر تقی میرؔ کی زندگی خود ایک مرثیہ تھی، آصف الدولہ کے عہد میں لکھنؤ پہنچے تو رونے رُلانے کے لیے مرثیہ ہاتھ آ گیا، مرثیوں کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔ ایک مرثیہ شہادت حضرت قاسمؑ پر بھی کہا ہے:-

قاسمؑ کی شادی اُس دن رچائی　　جس دن کہ شہؑ سے کچھ بن نہ آئی

Presented by www.ziaraat.com

دلھن نے سسے ایسی بنائی وہ بزم جِن نے ساری رُلائی

بھائی نہ تھے جو ہوتے براتی بزمِ عروسی رونق بھی پاتی
سو تو جلائی ہر اک نے چھاتی آگے ہی جاجا گردن کٹائی

دولھا اگر تھا ظاہر نویلا لیکن نہایت بیکس ، اکیلا
بابا کا مرنا اس طور جھیلا طاقت سے آگے ایذا اُٹھائی

بابا ہوا تھا ہو کر کے مسموم شفقت، عنایت، غیروں سے معلوم
ایک جو چچا ہے سو بھی ہے مظلوم ڈھونڈھے ہے اپنے غم سے رہائی

خلیفہ محمد علی سکنؔدر دہلوی

جن قدیم مرثیہ نگاروں نے شہرت عام پائی اُن میں سکنؔدر کا نام اہم ہے۔ ۱۸۰۰ء میں وفات ہوئی۔ اُن کے مرثیے دوسو سال گذرنے کے باوجود مقبول عام ہیں۔ اُن کا ایک مرثیہ حضرت قاسمؑ کے حال کا بہت مشہور ہے:-

بیاہ کے دن سرِ قاسمؑ پہ جو تیغا لاگا
کٹ کے سہرا جو گرا کھل گیا منھ کا آگا
دیکھا نوشہ کے لوہو کا جو سوہا باگا
ہو کے قربان قضا بولی بدھاوا گاگا

دن شہادت کے تمھیں آن مبارک باشد
جلوۂ موت مری جان مبارک باشد

سکنؔدر کا ایک مرثیہ اور حضرت قاسمؑ کے حال میں مربع ہے جس میں ۳۴ بند ہیں:-

بنے قاسمؑ کے سر سہرا بندھا کے

Presented by www.ziaraat.com

خادم علی خادمؔ دہلوی

خادمؔ دہلوی، میر تقی میرؔ کے شاگرد تھے، عہد آصف الدولہ میں دہلی سے لکھنؤ آ گئے تھے۔ اُن کا ایک مرثیہ درحال حضرت قاسمؑ علی گڑھ یونیورسٹی میں موجود ہے:-

''قاسمؑ بنزار خصت ہوکر جب میداں کی طرف چلا''

شیخ غلام ہمدانی مصحفیؔ امروہوی

مرثیہ

کبراؑ نہ کیوں کر آپ کو صرفِ بکا رہے ابنِ حسنؑ جب اس سے منھ اپنا چھپا رکھے
کیوں اے فلک روا ہے یہی تکمہ کے اس آستینِ چاک کو معجر کے واسطے

دولھا کے غم سے رو رو کے دلھن ہو یوں ہلاک ڈالیں براتی خانۂ ماتم میں سر پہ خاک
سہرا بنے تیار گریبان چاک چاک قاسمؑ بنے سے سرو سیم بر کے واسطے

مرزا گدا علی گداؔ

مرثیے درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ جب دیا میدان کا قاسمؑ کو حضرت نے جواب بند۴۹
۲۔ جب مادرِ قاسمؑ نے قاسمؑ کو بنا دیکھا بند۳۹
۳۔ ماں نے جب کبراؑ کو مسند پر بٹھایا مومنو بند۳۳
۴۔ میں برات کو کہوں اے یارو یا میّت کا ساتھ بند۳۷
۵۔ جب حنا بندی کی آئی رات مہر و ماہ کی بند۳۱
۶۔ جس کا کنبہ خاک وخوں میں لوٹتا ہو ہائے ہائے بند۴۰

Presented by www.ziaraat.com

گدؔا......مرثیہ (بند۴۰)

جس کا کنبہ خاک و خوں میں لوٹتا ہو ہائے ہائے

قصّہ کوتہ جب وہ دولھا ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا
اور گِرا میدان میں گھوڑے سے وہ نو کتخدا
وہ چچا لاش اس بنے کی اپنی چھاتی سے لگا
لے چلا جب گھر کی جانب پیٹتا روتا ہوا

دیکھا کیا ڈیوڑھی پہ ماں اُس کی چودھویں کے ماہ کی
منتظر با چشمِ تر بیٹھی ہے اس نوشاہ کی

میر حیدرؔی

۱۔ شادی کہوں میں اس کو ماتم کی آج رات
۲۔ مومنو رن میں مچی جب شادیٔ ابنِ حسنؑ بند۳۵
۳۔ یارو وہ شادی کہ جس میں نالہ و فریاد ہو بند۳۷

سلام

دیکھ کر شادیٔ قاسمؑ کو یہ کہتا تھا ہر اک اس طرح کا بھی کہیں بیاہ بھلا ہوتا ہے
یہی کچھ رسم ہے ہوتی کہ دلھن ننگے سر اور سر دولھا کا نیزہ پہ چڑھا ہوتا ہے

حیدرؔی......مرثیہ

اُٹھ کے تب قاسمؑ کی ماں نے اپنی چھاتی سے لگا بیاہ کا جوڑا جو وہ بیکس بدن پر پہنے تھا
پھاڑ کر اس کو دیا شکل کفن اس دم پنہا پھر سپر تلوار بندھوا ہاتھ میں نیزہ دیا
اور کہا یوں شاہ سے کچھ عرض کرنے آئی ہوں
آپ کے اکبرؑ کا فدیہ اپنا قاسمؑ لائی ہوں

Presented by www.ziaraat.com

احسانؔ لکھنوی

مرثیہ (بند ۳۰) درحال حضرت قاسمؑ

چین نہ دن کو ہے نہ رات کو آرام ہے

سُن کے یہ شبیرؑ واں شور مچانے لگے		پھینک کے پگڑی کے تئیں خاک اُڑانے لگے
دیکھ کے کبرا کا منھ آنسو بہانے لگے		جس گھڑی قاسمؑ کی آلاش اُٹھانے لگے
ماں نے یہ اس کی کہا ہیں مری گودی پلے
اے مرے صاحب مرا لال کہاں لے چلے

مرزا پناہ علی بیگ افسردہ

مرثیے درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ بیاہ ہے قاسمؑ بنے کا مومنوں زاری کرو		بند ۳۱
۲۔ جنت چلا ہے قاسمؑ لے کر برات اپنی		بند ۳۲
۳۔ اے فلک کیسا ترے دور میں یہ بیاہ ہوا		بند ۲۵

مرثیہ

کیوں حنائی در و دیوار ہیں ویران سبھی		سُرخیٔ خون تو مخفی ہے بظاہر سبزی
کیا حسنؑ سیدِ مسموم کے گھر ہے شادی		کون دولھا ہے بنا، کون بنی بیوہ بنی
کس کا یہ تختۂ گلزار لُٹا شادی میں
کس کی مہندی تھی جو یہ خون بہا شادی میں

افسردہ......مرثیہ

قاسمؑ یہ لگے کہنے کہ اے بھینا کہوں کیا		تلواروں سے ٹکڑے ہوا سر پر مرے سہرا

Presented by www.ziaraat.com

گردن ہے قلم میری میں ہوں خون میں ڈوبا   تھا موت کا حیلہ وہ میرا بیاہ کہاں تھا

کہیو مری دلھن کو نہ رووے مرے غم سے

دے صبر خدا جلد اُسے اپنے کرم سے

سلام......افسردہ

جیسا قاسمؑ گیا بن بن کے بنا تھا بن میں

ایسا دولھا کوئی دنیا میں بنایا نہ گیا

لاشِ قاسمؑ سے کہی مادرِ قاسمؑ نے یہ بات   کیوں تری فصل بہاری گل رعنا نہ رہی

غنچے باغوں میں چٹکتے ہیں پڑے تم ہو خموش   کیوں زباں اے مرے گلرو تری گویا نہ رہی

یہ کہتے تھے قاسمؑ کے لاشے سے اکبرؑ   کہ لو ہم بھی مُلکِ عدم دیکھتے ہیں

لاش قاسمؑ کی دیکھی حسنؑ نے جب کہ آکر   پارہیرے کی دل سے کٹی تھی کربلا میں

آج کاسمؑ کیسو یہ بیاہ کیو موری بِٹیا کو بن میں تباہ کیو

آپ جنت کی تو راہ لیو گلے پھولن ڈار کے ہار گئیو

دلگیر کے مرثیے

درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ جب قاسمؑ اپنی ماں سے رخصت طلب ہوا   بند۵۱   جلد پنجم

۲۔ جب عزم ہوا بہرِ وغا ابنِ حسنؑ کا   بند۶۱   جلد پنجم

۳۔ جب قاسمؑ نوشاہ گرا خانۂ زیں سے   بند۵۳   جلداوّل

Presented by www.ziaraat.com

۴۔	جب کربلا میں شادیٔ ابنِ حسنؑ ہوئی	بند ۳۷	جلد سوم
۵۔	جب مادرِ قاسمؑ نے سُنا آتی ہے زینبؑ	بند ۴۳	جلد اوّل
۶۔	جب کہ قاسمؑ نے چچا جان کو تنہا دیکھا	بند ۳۴	جلد سوم
۷۔	جس دم شہؑ مظلوم گرے گھوڑے سے رن میں	بند ۴۰	جلد پنجم
۸۔	جب لے چلے شہؑ قاسمؑ ناشاد کا لاشہ	بند ۴۳	جلد چہارم
۹۔	جب چاہی رضا مرنے کی قاسمؑ نے چچا سے	بند ۴۴	جلد چہارم
۱۰۔	حسینؑ نے جو حسنؑ کی ادا وصیت کی	بند ۶۰	جلد اوّل
۱۱۔	سرسبز جب بہشت میں ابنِ حسنؑ گیا	بند ۵۰	جلد دوم
۱۲۔	عقد کبرٰا سے ہوا جب قاسمِ نوشاہ کا	بند ۴۵	جلد دوم
۱۳۔	فاطمہ کبرٰا جو بنائی بنی	بند ۴۳	قلمی
۱۴۔	قاسمؑ نے چچا سے جو اجازت طلبی کی	بند ۳۸	جلد چہارم
۱۵۔	کہہ دی یہ خبر آکے کسی نے جو دُلھن سے	بند ۴۶	جلد چہارم
۱۶۔	میدان کی مانگی جو رضا ابنِ حسنؑ نے	بند ۵۴	جلد پنجم
۱۷۔	میدان سے لاش آئی جو فرزندِ حسنؑ کی	بند ۵۲	جلد پنجم

مرثیہ (بند ۴۷) جلد اوّل

اے مومنو بن بیٹوں کی جب ہو چکی زینبؑ

اس شان سے فرزندِ حسنؑ رن میں چلا تھا اک سبز عمامہ سرِ اقدس پہ بندھا تھا
وہ شملہ جو چھوڑا تھا سو کاندھے پہ پڑا تھا گردانے ہوئے شان سے دامانِ قبا تھا
تحت الحنک اس وضع سے مکھڑے پہ پڑی تھی
بدلی سی بس اک چاند کے پہلو میں لگی تھی

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ(بند۵۵)

جلداوّل

جب دشتِ کربلا میں شہادت کی شب ہوئی

آپس میں دونوں بھائی تھے یہ کہہ رہے ابھی　　جو اُن کی آنکھ چہرۂ قاسمؑ پہ پڑ گئی
دیکھا شگفتہ جوں گُلِ خنداں ہے وہ جری　　گویا کہ اُس کو رن کی اجازت ہے مل چکی
کرتا ہے سجدہ، سجدے سے جب سر اُٹھاتا ہے
گردوں کی سمت دیکھتا ہے مُسکراتا ہے

مرثیہ(۶۰ بند)

حسینؑ نے جو حسنؑ کی ادا وصیت کی

کہا یہ مادرِ قاسمؑ نے اور کِیا نالہ　　گیا حضورِ حسنؑ میری گود کا پالا
شہیدِ راہِ خدا فدیۂ شہؑ والا　　مرا جری پسر ازرقؔ کا مارنے والا
مرا حسین پسر اور مرا دلیر پسر
غزال چشم مرا لال اور شیر پسر

مرثیہ(۳۶ بند)

جب مادرِ قاسمؑ نے سُنا آتی ہے زینبؑ

جب ڈیوڑھی پہ پہنچی بنے قاسمؑ کی سواری　　ماں اُس کی جو پردے سے لگی کرتی تھی زاری
سرورؑ کو جو دیکھا تو یہ کہنے لگی واری　　کیوں بھرگئی خوں سے ہوئی کیا شکل تمھاری
اس لاڈلے کو میرے یہ کیا ہو گیا رن میں
ہاں رات کا جاگا تھا سو یہ سو گیا رن میں

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ(۵۳ بند)

جب قاسمؑ نوشاہ گرا خانۂ زیں سے

جب قاسمؑ نوشاہ گرا خانۂ زیں سے　　اور شہ کو پکارا وہ اک آوازِ حزیں سے
گھوڑے کی عناں چھُٹ گئی دستِ شہِ دیں سے　　جاتے ہی اُٹھایا اُسے رورو کے زمیں سے
تھے خاک کبھی پوچھتے چہرے سے بنے کے
آنکھوں کو کبھی ملتے تھے سہرے سے بنے کے

مرثیہ(۴۵ بند)

عقد کبرٰا سے ہوا جب قاسمؑ نوشاد کا

مادرِ ابنِ حسنؑ نے یوں کیے رورو کے بین　　تم پہ اماں ہو صدقے اے حسنؑ کے نورِ عین
تم چچا کے عاشق اور عاشق تمھارے ہیں حسینؑ　　حق تعالیٰ نے بنایا کیا ہے عشقِ جانبین
شکر ہے آگے ہمارے صدقے عموں پر ہوے
جان دے کر اپنی پیارے صدقے عموں پر ہوے

مرثیہ(۵۰ بند)

سرسبز جب بہشت میں ابنِ حسنؑ گیا

ارزق کو تو نے مارا جو اے غیرتِ قمر　　زہراؑ گری تھی شکر کے سجدے کو خاک پر
تھا ایک تو حسینؑ کی تعلیم کا اثر　　زہراؑ کی یہ دعا سے ہوئی تھی تری ظفر
سر مُکھ جو تجھ سے وہ صفتِ فیل ہو گیا
ہر تیر اُس کو ریزۂ سجّیل ہو گیا

مرثیہ(۳۷ بند)جلد سوم

جب کربلا میں شادیٔ ابنِ حسنؑ ہوئی

Presented by www.ziaraat.com

قاسمؑ قدم پہ شاہ کے یہ کہہ کے گر پڑا کیا مانگوں میں ہے آپ نے سب کچھ مجھے دیا
یہ آرزو مری ہے یہی بس ہے التجا بابا تمھاری مجکو غلامی میں دے گیا
زہرؑا کی آپ مجکو غلامی میں دیجئے
مرنے کی رخصت آپ سلامی میں دیجئے

مرثیہ (بند۳۴) جلد سوم

جب کہ قاسمؑ نے چچا جان کو تنہا دیکھا

جب کہ قاسمؑ نے چچا جان کو تنہا دیکھا اور اُس شاہ پہ اک حادثہ برپا دیکھا
موج زن دشت میں اک خون کا دریا دیکھا قبضۂ تیغ کی جانب بہ تمنّا دیکھا
دل سے رو رو کے کہا اب تجھے کیا کرنا ہے
زندگانی کی تمنّا ہے کہ اب مرنا ہے

مرثیہ (۳۸ بند)

قاسمؑ نے چچا سے جو اجازت طلبی کی

قاسمؑ نے چچا سے جو اجازت طلبی کی حالت ہوئی تغیر بہت سبطِ نبیؐ کی
شدّت نظر آئی جو اُسے تشنہ لبی کی تقریر تھی یہ سبطِ رسولؐ عربی کی
دانستہ گرفتارِ بلا ہوتے ہو قاسمؑ
اِس وقت میں کیوں مجھ سے جدا ہوتے ہو قاسمؑ

مرثیہ (۴۶ بند) جلد چہام

کہہ دی یہ خبر آ کے کسی نے جو دُلھن سے

پھر مادرِ قاسمؑ نے یہ شبیرؑ سے پوچھا صدقے گئی بیٹا مرا کچھ خوب لڑا تھا
گھبرایا تو رن میں نہیں کم سن مرا بیٹا پانی کی طرف تو نہیں اِس پیاسے نے دیکھا

Presented by www.ziaraat.com

زخمی وہاں سردار بھی دو چار کیئے تھے
بڑھ بڑھ کے مرے لعل نے کچھ وار کیئے تھے

مرثیہ (۴۳ بند) جلد چہارم

جب لے چلے شہؑ قاسمؑ ناشاد کا لاشہ

فضہ نے غرض خیمے کا پردہ جو اُٹھایا ڈیوڑھی پہ کھڑا روتا تھا زہرؑا کا وہ جایا
یعنی کہ ہے سرتا بہ قدم خوں میں نہایا اِس شکل سے زینبؑ کو برادر نظر آیا
اور گھوڑے پہ ہے قاسمؑ ناشاد کا لاشہ
شہؑ روتے ہوے لاتے ہیں داماد کا لاشہ

مرثیہ (۴۴ بند) جلد چہارم

جب چاہی رضا مرنے کی قاسمؑ نے چچا سے

دلگیؔر کا یہ مرثیہ حالاتِ حضرت قاسمؑ کے موضوع پر بہترین مرثیہ ہے، میر انیؔس اور مرزا دبیؔر اگر اس مرثیے پر اپنی توجہ مرکوز کر دیتے تو حضرتِ قاسمؑ کے حال کے تمام مرثیوں کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا۔ زیادہ تر مرثیوں کا موضوع شادیٔ قاسمؑ یا ازرؔق سے لڑائی ہے۔ دلگیؔر کا یہ مرثیہ حضرت قاسمؑ کی سیرت و کردار سے متعلق ہے اور اس موضوع پر یہ واحد مرثیہ ہے:۔

ہیں دیر سے امّاں تو مجھے دے چکیں رخصت قاسمؑ نے کہا آپ یہ کیا کہتے ہیں حضرت
یا شہؑ میری اماں ہیں بڑی صاحبِ غیرت کب اُن کو گوارا ہے کہ ہو آپ پہ آفت
سو بار ہیں فرما چکی مجھ خستہ جگر سے
مرنے کی رضا مانگ محمدؐ کے پسر سے

Presented by www.ziaraat.com

سیّد عبداللہ ناظمؔ لکھنوی

مرثیے درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ جس گھڑی قاسمؑ بنا خون میں غلطاں ہوا بند۳۴

میر خلیقؔ

درحال شہادت حضرت قاسمؑ

۱۔ قاسمؑ بنا مسند پر جب بن کے بنا بیٹھا بند ۳۴بند

۲۔ جب کھائی سناں سروِ ریاضِ حسنی نے بند ۲۰

۳۔ رن کی جب قاسمؑ وعباسؑ نے رخصت پائی بند ۳۶

۴۔ مومنو آئی جو اولادِ حسنؑ کی باری بند۴۴

۵۔ جب جنگ کے میدان میں کام آچکے قاسمؑ بند ۶۳

۶۔ جب قصد کیا قاسمؑ نوشاہ نے رن کا بند ۶۰

۷۔ حق نے دیا قاسمؑ سا جو فرزند حسنؑ کو بند۳۷

۸۔ شادی سے فراغت ہوئی جب ابنِ حسنؑ کو بند۳۶

۹۔ مہندی کی آج قاسمؑ نوشہ کی دھوم ہے بند۳۹

۱۰۔ قاسمؑ نے کہا ماں سے بنا دیکھ بنی کو بند۳۹

۱۱۔ جس گھڑی رن کی رضا شاہ نے دی قاسمؑ کو بند۴۰

۱۲۔ جب لاش کو نوشاہ کی شہ لے چلے گھر سے بند۳۶

۱۳۔ قاسمؑ بنا جہان سے جب کوچ کر گیا بند۳۶

۱۴۔ جب تیغ چلی سروِ گلستانِ حسنؑ پر بند۴۰

Presented by www.ziaraat.com

۱۵۔ رن میں جب شبیرؑ کے انصار سب مارے گئے بند۴۰

۱۶۔ جنگ میں قاسمؑ نوشاہ نے جب نام کیا بند۴۹

۱۷۔ جب وادی جنگاہ میں کام آچکے قاسمؑ بند۵۰

۱۸۔ رن میں باندھے ہوے سہرے کو جو آئے قاسمؑ بند۴۱

۱۹۔ مہندی کی آج قاسمؑ نوشہ کی دھوم ہے بند۳۹

میر خلیقؔ (۴۰ بند)

جب تیغ چلی سروِ گلستانِ حسنؑ پر سر تا بقدم زخم کھلے گل سے بدن پر
طاری ہوا غش رن میں جو اس غنچہ دہن پر یکبار خزاں آگئی شادی کے چمن پر
دکھلائی بہار اپنی عجب گلشن غم نے
سنبل سے کیے بال پریشان حرم نے

مرثیہ (۴۰ بند)

صف بندھ چکی میدان میں جب فوجِ ستم کی اور طبل بجے تیغ ہر اک برق سی چمکی
قاسمؑ نے بڑھا گھوڑے کو شمشیر علم کی اعدا نے ہراساں ہو یہ تقریر بہم کی
کس درجہ بہادر ہے یداللہ کا پوتا
کس شان سے آیا اسداللہ کا پوتا

مرثیہ (۴۰ بند)

رن میں جب شبیرؑ کے انصار سب مارے گئے بے خطا، بے جرم، ناحق، بے سبب مارے گئے
حضرت زینبؑ کے بھی فرزند جب مارے گئے اور قاسمؑ کے بھی بھائی تشنہ لب مارے گئے
بارِ غم سے وہ حسنؑ کا لاڈلا گھبرا گیا
دیکھ کر لاشے اسے جوشِ شجاعت آگیا

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ(۲۹بند)

مومنو آئی جو اولادِ حسنؑ کی باری　　ماں نے ان کی کہا حضرت سے باآہ وزاری
اپنے مرنے کی نہ بھائی کرو تم تیاری　　صدقے ہونے دو بھتیجوں کو یہ بھابی واری
اپنے بھائی کی وصیت پہ عمل کرنے دو
پہلے میدان میں بیٹوں کو مرے مرنے دو

مرثیہ(۳۶بند)

قاسمؑ بنا جہاں سے جب کوچ کر گیا　　عمّو کے دل پہ داغ جدائی کا دھر گیا
رن کو وہ یوں پکارتا با چشم تر گیا　　وہ میرا سہرے والا بھتیجا کدھر گیا
اسلوب کون سا ہے بھلا دل کے چین کا
ویران ہوتا جاتا ہے لشکر حسینؑ کا

مرثیہ(بند۳۴)

قاسمؑ بنا مسند پر جب بن کے بنا بیٹھا　　اور شرم سے زانوں پر سر اپنا جھکا بیٹھا
کہنے سے بزرگوں کے اک دم کو تھا آبیٹھا　　پر دل میں تھا جینے سے وہ ہاتھ اُٹھا بیٹھا
سہرا تو پڑا منھ پر پھولوں کا لٹکتا تھا
وہ چاؤ بھرا پھر پھر میدان کو تکتا تھا

مرزا فصیحؔ کے مرثیے

درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ جب تیغ کھینچی شاہ نے اور باگ لی رہوار کی　　بند ۶۰　　عبداللہ ابن حسنؑ
۲۔ جب جنگ کے میدان میں ابنِ حسنؑ آئے　　بند ۴۸　　حضرت قاسمؑ
۳۔ شادی سے فراغت جو ہوئی ابنِ حسنؑ کو　　بند۳۸　　حضرتِ قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

۴۔ کربلا میں شاہ کو جب روز عاشورا ہوا بند ۷۶ حضرت قاسمؑ

۵۔ کیا جواں شاہ کے ہمراہ تھے سبحان اللہ بند ۵۷ عبداللہ ابن حسنؑ

۶۔ لشکرِ شام میں جس دم نظر آئے قاسمؑ بند ۵۷ حضرت قاسمؑ

۷۔ لاش نوشاہ کی میدان سے لاتے ہیں حسینؑ بند ۵۰ حضرت قاسمؑ

مرثیہ (بند ۴۷)

لاش نوشاہ کی میداں سے لاتے ہیں حسینؑ

ماں کدھر اشک بہاتی ہے بنے قاسمؑ کی لاش اب خیمے میں آتی ہے بنے قاسمؑ کی

زخمی تلواروں سے چھاتی ہے بنے قاسمؑ کی جان اے بیبیو جاتی ہے بنے قاسمؑ کی

ہوگا کس دھوم سے نوشاہ کے گھر میں ماتم

کیسا جلد آگیا اس ماہ کے گھر میں ماتم

مرثیہ (بند ۴۸)

جب جنگ کے میداں میں ابن حسنؑ آئے

جب جنگ کے میداں میں ابنِ حسنؑ آئے خلعت کو عروسی کے بنا کر کفن آئے

اک دھوم پڑی قاسمؑ گُل پیرہن آئے ہر سمت سے تلواریں لیے تیغ زن آئے

نوشہ تو ادھر جنگ پہ تیار ہوا تھا

روتے تھے حرم خیمے میں کہرام بپا تھا

میر ضمیر کے مرثیے

درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ جب خیمے سے روانہ حسنؑ کا پسر ہوا

۲۔ روشن کیا جب نام چراغِ حسنی نے

Presented by www.ziaraat.com

۳۔ قاسمؑ ابنِ حسنؑ نے جو شہادت پائی بند۳۹

۴۔ قاسمؑ جب آ کے شاہ سے رخصت طلب ہوا بند۴۵بند

۵۔ لشکرِ شام میں جس دم نظر آئے قاسمؑ

مرثیہ(۴۰بند)

مطلع:۔ آبِ دمِ شمشیر سے جب پیاس بجھا کر

آبِ دمِ شمشیر سے جب پیاس بجھا کر فردوس میں پہنچے شہدا حلق کٹا کر
نوشہ نے کہا حق سے یہ ہاتھوں کو اُٹھا کر قاسمؑ کو بھی اب دَین سے بابا کے ادا کر

ارمان ہے فدیہ میں بنوں شاہ زمن کا
قرضِ حسنہ ہے یہ مرے پاس حسنؑ کا

مرثیہ(۶۵بند)

"مرنے پہ کمر باندھی جو شہؑ کے رفقا نے"

کام آ گئے رن میں رفقا شاہ کے سارے فرزند گئے مسلمؑ مظلوم کے مارے
زینبؑ کے پسر بھی سوئے فردوس سدھارے تب حضرت قاسمؑ ہوئے میداں میں اُتارے

واں جنگ کا سامان تھا اور دھوم پڑی تھی
یاں بیبیوں کو جان کی قاسمؑ کے پڑی تھی

مرثیہ(۵۱بند)

مطلع:۔ "گھوڑے سے جو نوشاہ گرا روے زمیں پر"

گھوڑے سے جو نوشاہ گرا روے زمیں پر اور شہؑ کو نہ آیا وہ نظر خانۂ زیں پر
اندوہ کا اک کوہ گرا سرورِ دیں پر فرمانے لگے ہاتھ کو رکھ اپنی جبیں پر

یاں ظالموں نے مار لیا ابنِ حسنؑ کو
کیا جا کے میں دکھلاؤں گا منھ اُس کی دلھن کو

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ (۷۰ بند)

مطلع:- میداں میں آمد آمد قاسمؑ کی دھوم ہے

میداں میں آمد آمد قاسمؑ کی دھوم ہے	اور زلزلہ میں کشورِ سلطانِ روم ہے
ارض و سما میں جن و ملک کا ہجوم ہے	اک حملے میں بہشت بزیرِ قدوم ہے
غل ہے کہ یہ ریاضِ حسنؑ کا نہال ہے
ابن کنندۂ درِ خیبر کا لال ہے

مرزا حسین علی خاں اثر لکھنوی (شاگردِ ناسخ)

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد | مرثیہ (بند ۴۴)

مطلع:- بنے قاسمؑ کی کروں گر میں بیاں شادی کا

بنے قاسمؑ کی کروں گر میں بیاں شادی کا	نام لیں پھر نہ کبھی اہلِ جہاں شادی کا
رات کو گھر میں تھا دولھا کے سماں شادی کا	صبح ہوتے ہی نہ تھا نام و نشاں شادی کا
بنے کے گھر کی ہوئی درپئے بربادیٔ مرگ
دیکھ کر بنری کا منھ بنرا ہوا شادیٔ مرگ

مرزا کلبِ حسین خان نادر (شاگردِ ناسخ)

مرثیہ

جب کہ اعدا نے نشانوں کے پھریرے کھولے

حضرت قاسمؑ کی شہادت پر ماں (اُمِّ فروہ) کے بین:

شانہ کس گیسو میں کروں گی قاسمؑ	سُرمہ کس نرگسی آنکھوں میں دوں گی قاسمؑ
صدقے کس چاند کی تصویر کے ہونگی قاسمؑ	مرگیا تجھ سا پسر اب نہ جیوں گی قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

ترے باعث سے تھی آفاق میں حرمت میری
تیری ماں جان کے سب کرتے تھے عزت میری

رباعی

عارض تھے جو بدر کمال قاسمؑ تو ابرو پُرخم تھے ہلال قاسمؑ
ہر خال فزوں تھا نجم رخشندہ سے خورشید تھا روے بے مثال قاسمؑ

تھا خاک پہ جسم ناتوانِ قاسمؑ دوڑاتے تھے گھوڑے دشمنانِ قاسمؑ
پامال مثالِ سبزہ میداں میں ہوے تھے ٹاپوں سے چور استخوانِ قاسمؑ

حجلے میں عجب مجلسِ غم برپا تھی سب سمدھنیں بیہوش تھیں غش کبریٰ تھی
روتے تھے رسولؐ ، پیٹتی تھی زہراؑ مرگِ قاسمؑ قیامتِ کبریٰ تھی

نواب باقر علی خاں تشفی لکھنوی (شاگرد ناسخ)

مرثیے درحال حضرت قاسمؑ

مرثیہ (بند ٦٦)

رو لو محبّو آج یہ مہندی کی رات ہے

یہ سُن کے مستعد ہوے لڑنے پہ اہلِ شام قاسمؑ نے بھی نیام سے بس کھینچ لی حُسام
میدان میں جنگ سے ہوے دوزادہ حرام پوتے نے رن میں خوب کیا مرتضیٰ کا نام
اہلِ ستم کی فوج کو مسمار کر دیا
ازرق کے چاروں بیٹوں کو فی النّار کر دیا

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ (بند۱۴۴)

مومنو ثانیٔ طوبیٰ یہ میرا منبر ہے

مومنو چاہیے اِس وقت خیالِ قاسمؑ مختصر کر کے بیاں کرتا ہوں حالِ قاسمؑ
آج ہے مدِّنظر وصفِ جمالِ قاسمؑ سب میں ہے مثلِ حسنؑ جاہ وجلالِ قاسمؑ
رُخِ انور کی چمک تابہ فلک جاتی ہے
چاندنی رات کو اُس چاند سے شرماتی ہے

امیر الدّولہ راجہ محمود آباد سر محمد امیر حسن خان حبیبؔ

مرثیہ (بند۴۶۵)

اے زباں قوّتِ اعجاز بیانی دکھلا

حضرت قاسمؑ پر لکھے گئے مرثیوں میں یہ سب سے طویل مرثیہ ہے، متعدد الفاظ اُردو لغت میں اضافہ ہیں:-

پشتِ مرکب پہ ہے راکب کہ ہے خاتم پہ نگیں پرتوِ حُسن سے ہے منزلِ مہ خانۂ زیں
جلوہ افروزِ فرس قاسمؑ نوشاہ نہیں یوسفِ اورنگِ سلیماں پہ ہوے آکے مکیں
قاف سے قاف تلک شہرۂ رعنائی ہے
اب تو پریوں کو بھی دعوائے زلیخائی ہے

میر انیسؔ

مرثیہ (۱۶۴ بند)

پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زار صبح

جب خیمۂ حسینؑ سے نکلا حسنؑ کا لال دیکھا کہ در پہ روتے ہیں سرورؑ بصد ملال
بس گر پڑا قدم پہ یہ کہہ کر وہ خوش خصال دیجے رضائے حرب مجھے بہرِ ذوالجلال

Presented by www.ziaraat.com

چلّائی ماں کہ سبطِ پیمبرؑ نہ روکیو
شبرؑ نے دی صدا کہ برادر نہ روکیو

مرثیہ (۱۴۲ بند)

جب حضرت زینبؑ کے پسر مر گئے دونوں

دی رن کی رضا شاہ نے جب ابنِ حسنؑ کو — کیا عید ہوئی مرنے کی اِس غنچہ دہن کو
شیرانہ چلا تیغ بکف خیمے سے رن کو — اعدا نے کہا دیکھ کے اس رشکِ چمن کو
نورِ حسنی چہرۂ زیبا سے عیاں ہے
ہم شوکت و شانِ اسداللہ یہ جواں ہے

مرثیہ (۹۸ بند)

جب صبح شبِ عقدِ چراغِ حسنؑ آئی

کرتی ہے عروسِ اجل آ آ کے اشارے — مشتاق ہوں میں اے حسنؑ پاک کے پیارے
اب چلیے جناں کیجئے حوروں کے نظارے — شبرؑ ہیں بہت دیر سے مشتاق تمھارے
اس دھوپ میں جنت کی ہوا کھایئے چل کر
سہرا بندھا دادی کو بھی دکھلایئے چل کر

مرثیہ (۱۶۲)

سب سے جدا روش مرے باغِ سخن کی ہے

نیزہ اُٹھا کے گوشِ فرس سے کیا بلند — نکلا شقی پرے سے اُڑاتا ہوا سمند
قاسمؑ پکارے او ستم ایجاد خود پسند — نیزے کا ہے غرور تو آ باندھ کوئی بند
کُھل جائے گا کہ ہم اسد حق کے شیر ہیں
نیزوں میں کھیل کر جو پلے وہ دلیر ہیں

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ (۵۲ بند)

جب ہوے عازمِ گلگشتِ شہادت قاسمؑ

جب ہوے عازمِ گلگشتِ شہادت قاسمؑ   جُھک کے مجرا کیا شہؑ کو ہوے رخصت قاسمؑ
چڑھ کے تازی پہ بصد شوکت و صولت قاسمؑ   فوجِ اعدا پہ چلے شیر کی صورت قاسمؑ
غُل پڑا جنگ کو فرزند حسنؑ آتا ہے
لاکھ سے لڑنے کو اک تشنہ دہن آتا ہے

مرزا دبیر

مرثیہ (۴۷ بند)

رن میں باندھے ہوے سہرے کو جو آئے قاسمؑ

سُن کے یہ گلشنِ جنت کو سدھارے نوشاہ   لاش کو لے کے چلے خیمے کو شاہِ ذی جاہ
تھا درِ خیمہ پہ فرزند حسنؑ عبداللہ   اُس نے چلاّ کے کہا ماں سے بصد نالہ و آہ
عرش پر دادی کے رونے کی صدا جاتی ہے
رن سے لُوٹی ہوئی قاسمؑ کی برات آتی ہے

مرثیہ (بند ۵۶)

میدان میں آمد ہے گُلِ باغ حسنؑ کی

ارمان بھری سُن کے یہ ہمشیر کی تقریر   ہاتھوں سے جگر تھام کے رونے لگے شبیرؑ
زینبؑ سے کہا شاہ نے پھر بہ دلِ تغیّر   سر رکھنے کو دولھا کے ملا تکیۂ شمشیر
راہیٔ سوے گلزارِ ارم ہوگئے قاسمؑ
جاگے تھے بہت رات کو اب سوگئے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ (۱۷ بند)

دشتِ جنگاہ میں جب آمدِ نوشاہ ہوئی

دشتِ جنگاہ میں جب آمدِ نوشاہ ہوئی ہر طرف جلوہ گر اک روشنیٔ ماہ ہوئی
محوِ دیدار صفِ لشکرِ گمراہ ہوئی رُخِ قاسمؑ پہ فدا قدرتِ اللہ ہوئی
نور سے ساغرِ خورشید تو معمور ہوا
ذرۂ ریگِ رواں بھی شررِ طور ہوا

مرثیہ (۷۰ بند)

خورشید کا طلوع ہے برجِ خیام سے

نزدِ خدا حسینؑ و حسنؑ کا ہے اک وقار دونوں پہ اک نگاہ کرم ہے ہر ایک بار
جیسا پسر حسینؑ کا اکبرؑ ہے گلعذار ویسا حسنؑ کا لعل ہے قاسمؑ بھی نامدار
اکبرؑ کو ہم شبیہ رسولؐ خدا کیا
قاسمؑ کو اپنے شیر کا نقشہ عطا کیا

مرثیہ (۵۴ بند)

جب صف آرائی کی میدان میں سپاہِ شام نے

قتلِ قاسمؑ کی ہوئی سبطِ پیمبرؐ کو خبر روتے دوڑے جانبِ میداں شہِ جنّ و بشر
اکبرؑ و عباسؑ بھی تھے ساتھ شہؑ کے نوحہ گر متصل قاسمؑ کے لاشے کے جو پہنچے آن کر
خون میں غلطاں جو دیکھا قاسمؑ دلگیر کو
آ گیا غش لاش پر نوشاہ کے شبیرؑ کو

مرثیہ (٦۸ بند)

خیمے سے شہؑ کے قدرتِ حق کا ظہور ہے
یعنی ورود قاسمؑ ابنِ غیور ہے

Presented by www.ziaraat.com

ہے خود فرقِ قاسمؑ نوشہ پہ جلوہ گر　　یا کوندتی ہے برق یہ طوبیٰ کے فرق پر
یا بوسہ زن ہے یہ سر پُرنور پر قمر　　یا ہے چراغ طور یہ روشن، کرو نظر
پر یہ نہ برق ہے نہ قمر نہ چراغ ہے
سودائے عشقِ حق کا یہ اس سر میں داغ ہے

مرثیہ(۴۷ بند)

آمد گلِ مرادِ حسنؑ پر خزاں کی ہے

آمد گلِ مراد حسنؑ پر خزاں کی ہے　　رخصت حرم سے قاسمؑ غنچہ دہاں کی ہے
منظور دل کو سیر ریاضِ جناں کی ہے　　ہر سمت دھوم خیمے میں آہ وفغاں کی ہے
سہرا ابھی سر پہ باندھے ہیں سر بھی کٹاتے ہیں
دولھا ابھی بنے ہیں ابھی مرنے جاتے ہیں

بادشاہِ اودھ نصیرالدّین حیدرؔ

مرثیہ(درحال حضرتِ قاسمؑ)بند ۱۷

ابنِ شہر آشوب سے یوں ہے بیان درد وغم

گرچہ قاسمؑ سِن میں چھوٹا تھا مگر دل تھا بڑا　　فوجِ اعدا کو جو دیکھا مستعد رن میں کھڑا
لشکرِ رُوبہ پہ جوں شیرِ نیستاں جا پڑا　　اس قدر اس لشکرِ بدکیش سے ڈٹ کر لڑا
سیکڑوں کو ایک دم میں اس نے بے دم کر دیا
مارے تلواروں کے لشکر سارا برہم کر دیا

میر انیسؔ

مرثیہ(بند ۲۰۲)

کیا دلفریب حُسنِ عروسِ کلام ہے

Presented by www.ziaraat.com

میّت پہ یہ ستم تہ افلاک ہائے ہائے　　گھوڑوں کی نعل اور وہ تنِ پاک ہائے ہائے
چور استخوان سینۂ صد چاک ہائے ہائے　　اور تار تار بیاہ کی پوشاک ہائے ہائے
ارمان تھے جتنے ماں کے وہ مٹی میں مل گئے
زخموں کے پھول سب تنِ رنگیں پہ کھل گئے

میر مونس

مرثیہ (بند ۱۶۲)

اے حجلہ نشیں پردۂ دل سے نکل اب تو
نعرہ کیا قاسمؑ نے کہ او کافر بدمست　　آمیں ہوں وہ جس نے ترے بیٹوں کو کیا پست
کیوں ناوکِ غم تیرے جگر میں نہ ہوں پیوست　　وہ چار، یہ دو ٹکڑے، وہ بے سر ہے یہ بے دست
کھیلے ہوئے ضیغم کے شکاروں کو اُٹھا لے
او پیلِ دماں پشت پہ چاروں کو اُٹھا لے

مرثیہ (بند ۵۷)

پھولا جب آسماں پہ گُلِ آفتابِ صبح
رخصت ہوا حسینؑ سے جب دلبرِ حسنؑ　　غُل تھا کہ رانڈ ہوتی ہے اک رات کی دلھن
گھوڑا اُٹھا کے پہنچا جو وہ شیرِ صف شکن　　ہیبت سے کانپنے لگے روئیں تنوں کے تن
حملوں سے صاف جنگ کا میدان کر دیا
قاسمؑ بنے نے فوج کا گھمسان کر دیا

مرثیہ (بند ۱۷۰)

طے کی خدیوِ مُلکِ سحر نے جو راہِ شب
محشر بپا تھا گھر میں کہ باہر سے آئی لاش　　مسند پہ لا کے قبلۂ دیں نے لٹائی لاش

Presented by www.ziaraat.com

پرخوں جو اپنے لال کی مادر نے پائی لاش　　رُخ کی بلائیں لے کے گلے سے لگائی لاش
چلائی سر کو رکھ کے تن پاش پاش پر
قاسمؑ بنے نثار یہ ماں تیری لاش پر

میر مونسؔ کا یہ مرثیہ مراثیٔ مونسؔ جلد ششم (۱۹۱۵ء) میں شائع ہوا۔ مہذبؔ لکھنوی نے غلطی سے یہ مرثیہ ''معیارِ کاملؔ'' میں علی میاں کاملؔ کے نام سے ۱۹۵۱ء میں شائع کیا۔

مرثیہ (بند۲۰۳)

مشاطۂ عروسِ سخن ہے زباں مری

بانو پکاری قاسمؑ ذیجاہ الوداع　　اے نورِ چشم، چودھویں کے ماہ الوداع
آواز دی پھوپھی نے کہ نوشاہ الوداع　　اے ابنِ فاطمہؑ کے ہوا خواہ الوداع
پھر چاند سی یہ شکل دکھانا نصیب ہو
دولھا بنا ہوا تجھے آنا نصیب ہو

میر مونسؔ کا یہ مرثیہ مندرجہ ذیل مطلع سے مشہور ہے:-
''اے مومنو جدائی ہے دولھا دلھن میں آج''

مرثیہ (بند۲۰۸)

اے طبع رسا شانہ کشِ زلفِ سخن ہو

عباسؑ پکارے کہ جگر بندِ حسنؑ واہ　　یہ ضرب یداللّٰہی تھی اے قلعہ شکن واہ
دکھلا دیا دادا کی لڑائی کا چلن واہ　　اے رات کے جاگے ہوئے اے تشنہ دہن واہ
سب فوج کے سر جھک گئے اس گیو کو مارا
مرحب کو تہہ تیغ کیا دیو کو مارا

Presented by www.ziaraat.com

میر عشق

مرثیہ (بند ۱۷۴)

دارِ فنا میں شادی و غم کی پکار ہے

تکتے تھے در سے اہلِ حرم صورتِ غزال تھا دشت میں یہ قاسمؑ گل پیرہن کا حال
تیغوں کے برچھیوں کے جراحت سے تھے نڈھال مہندی کے بدلے خوں سے تھے دونوں ہاتھ لال
سہرے کی جا کٹے ہوے کاکل کے ہار تھے
کپڑے بدن میں سُرخ تھے زخموں کے ہار تھے

مرثیہ (بند ۱۷۴)

میں طائر خوش نغمۂ گلزارِ حسنؑ ہوں

مانندِ حسنؑ خُلق کے خلاّق ہیں قاسمؑ احمدؐ کی طرح معدنِ اشفاق ہیں قاسمؑ
مثلِ شہؑ دیں موت کے مشتاق ہیں قاسمؑ مانندِ علیؑ جنگ کے مشاق ہیں قاسمؑ
حیدرؑ کی طرح یہ کرم حق سے لڑے ہیں
وہ مرحب و عنتر سے یہ ازرق سے لڑے ہیں

کلیم لکھنوی

مرثیہ (۱۹۷ بند)

شادی ہے کربلا میں یہ کس گلعذار کی

دامن قبا کا باندھ کے نوبادۂ حسنؑ بیٹھے فرس پہ صورتِ ضرغام ذوالمنن
خوشبو سمائی پھول میں آ کر چمن چمن منقارِ عندلیب میں مہکا گلِ سمن
سکّہ طلائے مہر پہ حیدرؑ کا پڑ گیا
گویا نگیں مُہرِ سلیماں پہ جڑ گیا

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ(۲۲۹بند)

اے حُسنِ بیاں آئینۂ نور دکھا دے

کس محفلِ شادی میں بپا سینہ زنی ہے کس شیر کی پوشاک شہانی کفنی ہے
گردش سے زمانے کی عجب شکل بنی ہے سکتے میں بنا ہے تو پریشان بنی ہے
کہتا ہے جو دل کس کی یہ رودادِ محن ہے
ہاتف کی ندا ہے کہ وہ فرزندِ حسنؑ ہے

میر نفیس

مرثیہ(بند۱۸۹)

ہاں اے عروس حجلۂ اعجاز رو دکھا

قاسمؑ نے کی یہ عرض کہ یا شاہِ نامدار سب اُس پہ ہیں نثار جو ہو آپ پر نثار
آتی ہے یہ صدائے پدر مجھ کو بار بار جنّت میں فاطمہؑ کو تمھارا ہے انتظار
آفت کا وقت ہے دل و جانِ بتول پر
اب تک نہ تم فدا ہوئے سبطِ رسولؐ پر

مرثیہ(بند۱۵۱)

ثنائے آلِ محمدؐ ہے افتخار سخن

لہو رواں ہے کھلے ہیں تمام زخم بدن ڈھلی ہے دہنی طرف فرطِ ضعف سے گردن
فرس پہ عالمِ غش میں ہے نورِ عینِ حسنؑ اجل حیات کا پامال کر رہی ہے چمن
قدم رکابوں کے حلقوں میں جم نہیں سکتے
بس اب سمند پہ نوشاہ تھم نہیں سکتے

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ (بند ۱۶۲)

باغِ سخن میں آمدِ فصلِ بہار ہے

زور ایک خشم ایک سا قہر و جلال ایک بل ابروؤں کا ایک نگاہوں کا حال ایک
جرأت کی راہ ایک طریقِ جدال ایک تیغ و سپر کے وقت جدل چال ڈھال ایک
شیرِ خدا نے مرحبِ نامی کو دو کیا
ابنِ حسنؑ نے ازرقِ شامی کو دو کیا

مرثیہ (بند ۱۴۸)

خاندانِ شہؑ لولاک کا مدّاح ہوں میں

پیار کرلوں تمہیں آؤ مرے جانی قاسمؑ ہم کو دکھلائی نہ پوری بھی جوانی قاسمؑ
تھے تمہیں حضرت شبّرؑ کی نشانی قاسمؑ ہوگی تر خون میں یہ پوشاک شہانی قاسمؑ
نکہتِ گیسوے پیچیدہ مجھے بھاتی ہے
تم سے بُو مجھ کو بڑے بھائی کی آجاتی ہے

مرثیہ (بند ۸۲)

پھر طبع سلیم انجمن آرائے سخن ہے

غُل تھا کہ رُخِ قاسمؑ ذی قدر کو دیکھو اس چاند کو دیکھو تو نہ پھر بدر کو دیکھو
رخسارۂ دوش و کمر و صدر کو دیکھو تیر اس کے لیے لیس ہیں اس غدر کو دیکھو
غنچہ بھی تو یہ تنگ دہانی نہیں رکھتا
دیکھو یہ وہ یوسف ہے جو ثانی نہیں رکھتا

میر رئیسؔ

مطلعے در حال حضرت قاسمؑ

۱۔ یارب عروسِ فکر کو حُسن و جمال دے

۲۔ ہاں اے زباں روانیٔ ذہنِ رسا دکھا

مرثیہ(بند...۱۷۱)

یارب عروسِ فکر کو حُسن و جمال دے

تلوار تولتے ہوئے قاسمؑ جدھر چلے　　خود بڑھ کے بہرِ نذر لعینوں کے سر چلے
گر سامنے سے بھاگ کے کچھ بدگہر چلے　　تلوار نے لپک کے صدا دی کدھر چلے

بھاگو نہ بار بار صفِ کارزار میں
آؤ ادھر کہ فوج کی بھرتی ہے نار میں

میر سلیسؔ

مطلعے درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ حرؑ سرخ رو اُٹھا جو حسینی سپاہ سے

۲۔ خورشید نے جب سر پہ رکھا تاج زری کا

۳۔ فرزندوں کو جب شہ پہ فدا کرچکیں زینبؑ

مرثیہ

حرؑ سُرخ رو اُٹھا جو حسینی سپاہ سے

ہے وصفِ چشمِ قاسمؑ گلگوں قبا محال　　لکھے قلم سے گر کوئی شاعر یہ کیا مجال
مضموں بندھا ہوا ہے جو نرگس سے دو مثال　　اے طبع تیز ہاں کوئی تشبیہ تو نکال

گردش ہے صاف قدرتِ حق کا ظہور ہے
کعبہ کے سات پردوں میں خالق کا نور ہے

میر وحیدؔ

مرثیہ(بند۱۹۶)

یارب مرے قلم کو جواہر نگار کر

Presented by www.ziaraat.com

بہرِ وغا جو قاسمِؑ گل پیرہن چلا　　رہوار کیا چلا کہ غزال ختن چلا
دُلدُل کا فارسوں کو دکھاتا چلن چلا　　طاؤس بن کے سیر کو سوے چمن چلا
مہمیز کی جو قاسمِؑ گلگوں عذار نے
پائی قدم کی گرد نہ بادِ بہار نے

مرزا محمد جعفر اوجؔ لکھنوی

۱۔ رخصت جو شہ سے لختِ دلِ مجتبیٰ ہوا　　حضرت قاسمؑ
۲۔ سرسبز فضلِ حق سے ہے باغِ سخن مرا　　حضرت عبداللہ بن حسنؑ
۳۔ سروِ حسنؑ سبز قبا آتا ہے رن میں　　حضرت قاسمؑ
۴۔ ہاں نوعروسِ نظم اُلٹ دے نقاب کو　　حضرت قاسمؑ
۵۔ یوں شیر زرہ پوش ہیں داغوں سے بدن کے　　حضرت قاسمؑ

مرثیہ (بند ۱۲۵)

باغِ سخن میں رنگ جما ہے بہار کا
ہاں ساقیا عطا ہو مئے ارغوانِ رزم　　ایسی شراب دے کہ بڑھے عزّ وشانِ رزم
پہنچے ثُرا سے تابہ ثُریا نشانِ رزم　　مُنکر بھی مان جائیں دم امتحانِ رزم
لکھتا ہوں جنگ قاسمؑ روشن ضمیر کی
تصویر ہے جہادِ جنابِ امیرؑ کی

مرزا شریف بیگ شریف دہلوی

ہندی مرثیہ (۲۱ بند)

کون دیس سے آئی بہنا جن یہ لگن دھرائی

Presented by www.ziaraat.com

ہے ہے کاسمؑ ہے ہے کاسمؑ سگرے مندر میں ہوئی
ساس نہار بہو کو کہتی ہے ہے سیّاں موئی
ما کہے موری بالی بچّی ہے ہے بیوہ ہوئی
دلھن کہتی رو رو میں بِن سیّاں آج ہوائی

ہمرے پتا اب کہتے ہیں رو رو مرگیا مورا بھتیجا
ہم کو جی سے بِسار کے دولھا موت دلھن پر ریجھا
دلھن کی اب چوتھی ہوئی یاں، واں دولھا کا تیجا
ہم سے نین چُرا کے سیّاں گور سے آنکھ لگائی

نگاہیؔ دہلوی

مرثیہ(۳۰ بند)

مومنو سُنیو ذرا ہے یہ عجب ماجرا
رن سے جو قاسمؑ کی لاش گھر میں لے آئے حسینؑ　　دیکھ اُسے قاسمؑ کی ماں آنسوؤں سے بھر کے نین
خاک اُڑا سر اُوپر بولی یہ با شور وشین　　لُٹ گئی بستی میری اُٹھ گیا آرام چین
میرے کلیجے میں آہ آج چھُری چل گئی
پوت مرا مرگیا کوکھ مری جل گئی

نواب سرفراز علی خاں سرفرازؔ (شاگرد انسؔ)

مرثیہ(بند ۱۳۶)

جب نمایاں ہوئی گردوں پہ شہادت کی سحر
شور تھا قاسمؑ ذیجاہ کی صورت دیکھو　　پھول سے نرم ہیں عارض کی نزاکت دیکھو

Presented by www.ziaraat.com

تازگی روح کو ہوتی ہے لطافت دیکھو مسکراتے ہیں کھڑے شوق شہادت دیکھو
ولولے جنگ کے دل میں جو کبھی آتے ہیں
دمبدم گل کی طرح ہونٹ کھِلے جاتے ہیں

تعشق

مطلع :- محو جنگ قاسمؑ ابرو کماں ہوے

محوِ جنگ قاسمؑ ابرو کماں ہوے ایسے لڑے کہ خون کے دریا رواں ہوے
اندازِ حربِ حیدرؑ صفدرِ عیاں ہوے نامی جو تھے جوان وہ سب بے نشاں ہوے
یکبار کچھ عجیب ہَوا رن میں چل گئی
صبح اجل سے شام جوانی بدل گئی

میر علی محمد عارفؔ لکھنوی

مرثیہ(۱۵۵بند)

آئینہ ہے جوہر مری شمشیرِ زباں کا

تھا شور کہ اب جاؤ گے ہے ہَے بنے قاسمؑ داغ اب ہمیں دکھلاؤ گے ہے ہَے بنے قاسمؑ
شمشیر وسناں کھاؤ گے ہے ہَے بنے قاسمؑ اب پھر نہ یہاں آؤ گے ہے ہَے بنے قاسمؑ
ہے تیرھواں سال آہ نہ پھولے نہ پھلے ہو
ہیہات کہ اس عمر میں مرنے کو چلے ہو

مرثیہ(بند۶۷)

دے ساقیِ الست شرابِ وِلا مجھے

Presented by www.ziaraat.com

در حال حضرت قاسمؑ

فرما رہے تھے یہ ابھی شبیرؑ خوش خصال قاسمؑ کے دل میں آ گیا ناگاہ کچھ خیال
تعویذ اک جو باندھے ہوئے تھا حسنؑ کا لال بازو سے کھول کر اُسے بولا وہ نونہال
بہتر ہے جو ہو رائے شہ نیک نام کی
پڑھ لیں حضور اسے یہ ہے خواہش غلام کی

دولھا صاحب عروج

مرثیہ (بند ۹۵)

پھر گلشن سخن میں ہے آمد بہار کی

ہنگام جب وفاتِ حسنؑ کا ہوا قریں بولے بُلا کے قاسمِؑ محزوں کو شاہِ دیں
چھٹتا ہے تم سے اب پدرِ بیکس و حزیں تعویذ یہ باندھ لو اے میرے مہ جبیں
رنجِ عظیم جب تمھیں گردوں دکھائے گا
اُس وقت یہ نوشتۂ غم کام آئے گا

مرثیہ (بند ۱۵۴)

رن کی جب قاسمؑ ذی جاہ نے رخصت پائی

رن کی جب قاسمؑ ذی جاہ نے رخصت پائی صبح سے جس کی تمنا تھی وہ دولت پائی
دل ہوا شاد کہ ہم چشموں میں عزت پائی بڑھ گیا اور لہو تن میں وہ نعمت پائی
ہوسِ جنگ سوا تھی جو دلِ مضطر میں
کر کے تسلیم گئے قاسمِؑ ذیشاں گھر میں

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ (بند ۵٦)

قاسمؑ کو جب حسینؑ سے اذنِ وغا ملا

پہنچے قریبِ فوج جو قاسمؑ بہ کرّ و فر — گھوڑے کی باگ روک کے دیکھا اِدھر اُدھر
آواز دی کہ او پسرِ سعد کینہ ور — گر مرد ہے تو سامنے آ دیر اب نہ کر
جلدی سے خاکِ معرکہ میں مل کے خاک ہو
دنیا خدا کی تیری نجاست سے پاک ہو

بابو صاحب فائق لکھنوی

حضرت قاسمؑ کے حال کے دو مرثیے :-

تجلۂ شاہد مضموں ہے فصاحت میری (۹۵ بند)

مرثیہ (بند ۱۴۲)

ہے جلوہ گاہِ حُسنِ مضامیں سخن مرا

حضرت قاسمؑ ازرق شامی پر حملہ آور ہوے ہیں :-

جس سمت سے نکلتا تھا یہ گروہ روسیاہ — ہوتا تھا رہوار وہیں آ کے سدِّ راہ
عاجز تھا اپنی جان سے نا اہل و کینہ خواہ — چرکے پہ چرکے کھانے سے احوال تھا تباہ
اُٹھتا تھا شور فوجِ ہزیمت شعار سے
بچّہ اسد کا کھیل رہا ہے شکار سے

شمیم امروہوی

مرثیہ (بند ۱۱۱)

جب فلک پر سحر قتل کا تارا چمکا

Presented by www.ziaraat.com

شاہِ دیں پر فلک پیر نے یہ غم ڈھائے　　چاند سے تن پہ ہزاروں مہ نو دکھلائے
ہوش نوشہ کو نہ تھا بات نہ کرنے پائے　　کبھی انگڑائیاں لیں اور کبھی تھرّائے
حال کچھ کہہ نہ سکے درد کے مارے قاسمؑ
شاہ کی گود میں جنّت کو سدھارے قاسمؑ

مرثیہ (بند۱۱۴)

خضرِ چرخ عجب شاہدِ شبرینہ ہے

آئے قاسمؑ تو یہ حسرت سے کہا رو رو کر　　الوداع اے مرے ناشاد، پدر کا ہے سفر
لکھ کے اک نامہ دیا اور کہا اے رشکِ قمر　　مثل تعویذ کے تم اِس کو رکھو بازو پر
اس نشانی کی کسی کو نہ خبر کرنا تم
جب کوئی وقت پڑے اس پہ نظر کرنا تم

مرثیہ (بند۱۱۱)

میں دلدادۂ گلعذار سخن ہوں

کہا بھائی عباسؑ کچھ تم نے دیکھا　　لڑا آج کس دھج سے شبّرؑ کا جایا
وہ بولے میں ہر وار پر رو رہا تھا　　نگاہوں میں پھرتا تھا شبّرؑ کا نقشہ
کیے نعرے خیبر شکن کی طرح سے
لڑے آج قاسمؑ حسنؑ کی طرح سے

ظہیر دہلوی

مرثیہ (۹۵ بند)

گلگونۂ شفق جو ہوا رونمائے صبح

ازرق پہ فتح یاب ہوا جب حسنؑ کا لال　　فرطِ عطش سے جان پہ صدمہ ہوا کمال

Presented by www.ziaraat.com

آ کر حضورِ خدمتِ سلطانِ خوش خصال   کی عرض تشنگی سے بس اب زیست ہے وبال
رو کر گلے سے سرورِ دیں نے لگا لیا
انگشتری سے پیاس کا صدمہ بجھا دیا

سیّد نفاست حسین نفاستؔ زید پوری (شاگرد فراست زید پوری)

مرثیہ (بند ۱۰۰)

قرآن میں قسم جس کی ہے وہ کون سحر ہے

آئی جو سرِ لاشِ پسر بیوۂ شبّرؑ   پہلو میں کسی طرح نہ سنبھلا دلِ مضطر
لاشے پہ نظر کر کے یہ چلّائی تڑپ کر   افسوس یہ کیا ظلم ہوا، اے مرے دلبر
حسرت رہی ملنے کی جوانانِ وطن سے
قسمت نے کیا تم کو جُدا قبرِ حسنؑ سے

مرثیہ (بند ۸۱)

درحال حضرت قاسمؑ و حضرت احمد بن حسنؑ

بلبل باغِ نفاست ہے طبیعت میری

لاشِ قاسمؑ پہ یہاں روتے تھے شاہ دوسرا   ناگہاں شورِ مبارز طلبی رن میں ہوا
آ کے شبیرؑ سے احمدؑ نے لیا اذنِ وغا   سولھواں سال تھا قاسمؑ سے یہ تھے سِن میں سوا
چڑھ کے رہوار پہ کی شاہِ زمن کو تسلیم
موت کرنے لگی دلبندِ حسنؑ کو تسلیم

مرثیہ (بند ۱۲۰)

باغِ جہاں مرقعِ رنج و ملال ہے

Presented by www.ziaraat.com

جب ہو چکا لباس وہ قاسمؑ کے زیبِ تن		کچھ ایسا ٹھیک ٹھیک تھا وہ جامۂ حسنؑ
یاد آگئے حسنؑ شہؑ والا کو دفعتن		روئے اِسی خیال میں شاہنشہ زمن
آنکھوں سے سلکِ گوہرِ شہوار گر گئی
شہؑ کی نظر میں بھائی کی تصویر پھر گئی

واجد علی شاہ کے مرثیے

درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ سفینۂ دل عالم تباہ ہوتا ہے	بند ۵۰	حضرت قاسمؑ
۲۔ سامان بوستان محمد خزاں ہے آج	بند ۴۴	عبداللہ بن حسنؑ

مرثیہ (۴۷ بند)

درحال حضرت قاسم علیہ السلام

''اے قاسمِ رزقِ دوجہاں ایزدِ منّاں''

روکا بہت اُس کو نہ رُکا شاہ سے قاسمؑ		میدان کا جس وقت کہ وہ ہو چکا عازم
اُس وقت ہوا شاہ پہ بھی اَمر یہ لازم		یعنی کہ وہ خود ہو چکا تھا موت کا جازم
عمامے کو دو گوشے کیا چہرے پہ چھوڑا
اور بازوؤں پر بھی اُسے لٹکا دیا تھوڑا

میر بادشاہ علی بقاؔ لکھنوی خلف میر وزیر علی صباؔ لکھنوی

شاگرد و خویش مرزا دبیرؔ

مرثیہ (بند ۱۰۵)

یارب سخنِ تازہ کو تاثیر عطا کر

Presented by www.ziaraat.com

کس شان سے شبرؑ کے جگر آتے ہیں رن میں ارماں بھری بیوہ کے پسر آتے ہیں رن میں
داماد شہؑ جن و بشر آتے ہیں رن میں باندھے ہوئے مرنے پہ کمر آتے ہیں رن میں
اخلاص سے سورے کئی دم کر کے پڑھے ہیں
یہ نامِ خدا پہلے پہل رن پہ چڑھے ہیں

علی میاں کاملؔ

مرثیہ (۱۵۰)

پھر گلشن سخن میں ہے آمد بہار کی

یہ مرثیہ میر نفیسؔ کے مرثیے :-

''پھر گلشن سخن میں ہے آمد بہار کی''

کا جواب ہے، کاملؔ نے مطلع کا پہلا مصرع نفیسؔ کا ہی رکھا ہے :-

یہ کہہ کے خیمے گاہ سے نکلا وہ رشکِ ماہ دیکھا کہ در پہ خیمے کے گریاں کھڑے ہیں شاہ
قاسمؑ کے منھ پہ آپ نے حیرت سے کی نگاہ سینے سے سر لگا کے یہ بولے بہ اشک و آہ
ہوگا وہی جو مرضئ پروردگار ہو
اچھا سدھارو پشتِ فرس پر سوار ہو

مرثیہ (۱۶۶ بند)

عترتِ احمدؐ مرسل کا ثنا خواں ہوں میں

ہے روایاتِ صحیحہ میں یہ مضمون تحریر خاک پر جبکہ گرا گھوڑے سے وہ ماہِ منیر
لشکرِ شام کے اسواروں کا اک جمِ غفیر آیا رہواروں کو دوڑاتا ہوا بے تاخیر
ٹکڑے ٹکڑے ہوا یوں ابنِ حسنؑ کا لاشہ
شاہؑ نے باندھ کے چادر میں اُٹھایا لاشہ

Presented by www.ziaraat.com

سیّد فضل علی وقارؔ زیدپوری (شاگرد میر انیسؔ)

مرثیہ (بند ۱۵۸)

اُلٹا جو حورِ صبح نے رُخ سے نقاب کو

قاسمؑ مُصِر تھے شہ سے پئے اذنِ کارزار — رن کی رضا نہ دیتے تھے شبیرؑ زینہار

کیا کیجئے یہ ابنِ حسنؑ کو تھا انتشار — یاد آگئی پدر کی وصیت جو ایک بار

دل میں کہا کہ پہلے وہ تحریر دیکھئے

اب کیا دکھاتی ہے ہمیں تقدیر دیکھئے

لطیفؔ لکھنوی (شاگرد میر انیسؔ)

مرثیہ (بند ۲۸۰) درحال حضرت قاسمؑ

مدح ریاضِ مرتضوی سے نہال ہوں

(یہ مرثیہ راجہ صاحب محمود آباد کے کتب خانے میں قیصر باغ لکھنؤ میں موجود ہے)

اویسؔ بلگرامی

مرثیے درحال حضرت قاسمؑ

۱۔ مشاطۂ قدرت کی ثنا زیب بیاں ہے — بند ۱۳۵

۲۔ رنگ گل سخن کو نہ یارب زوال ہو — بند ۱۴۴

۳۔ ابن حسنؑ کا وقت شہادت قریب ہے — بند ۲۷

مرثیہ

اے مرے گلعذار نثار اس شکوہ پر — پٹ ری جما کے پھیرو فرس کو اِدھر اُدھر

حربہ عدو کرے گا رُکا رہوار گر — ہاں بڑھ کے کاٹ لو سرِ مغرور و خیرہ سر

Presented by www.ziaraat.com

اے مرے شہسوار یہ وقتِ جدال ہے
ہاں پیاس تین دن کی ہے اس کا خیال ہے

آغا ذہیؔن دہلوی

آغا ذہیؔن بریلی میں ۷ر محرم کو مہندی کی مجالس پابندی سے پڑھتے تھے اس لیے حضرت قاسمؑ کے حال میں اُن کے مرثیے خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ آغا ذہیؔن کا ایک قلمی مرثیہ ان کے دستخط کے ساتھ ہمارے کتب خانے میں موجود ہے جس کا مطلع ہے:۔

چرخ پر صبح کا تارا جو نمودار ہوا (بند ۵۰)

ان کے دیگر مرثیوں کے مطلعے درحال حضرت قاسمؑ مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ جب وادیٔ جنگاہ میں کام آچکے قاسمؑ بند ۳۹

۲۔ جو رن سے لاشۂ قاسمؑ اُٹھا کے لائے حسینؑ بند ۵۱

مرثیہ

شاہ سے زوجۂ شبرؑ نے یہ جب کی تقریر سر اُٹھا کر سوئے قاسمؑ لگے کہنے شبیرؑ
اپنی سی لاکھ کی بن آئی نہ کوئی تدبیر لو مری جان رضا دی کہ یوں ہی تھی تقدیر
کیا پیدا ہے اِسی دن کو خدا نے ہم کو
ابھی باقی ہیں بڑے رنج اُٹھانے ہم کو

حکیم کاظم حسین غیوؔر عظیم آبادی (شاگرد میر نفیس)

مرثیہ (۱۱۶ بند)

مطلع:۔ رن کی جب لیکے رِضا قاسمؑ نوشاہ چلے

رن کی جب لے کے رضا قاسمؑ نوشاہ چلے چڑھ کے گھوڑے پہ سوئے لشکر گمراہ چلے

Presented by www.ziaraat.com

فتح و اقبال جلو داری میں ہمراہ چلے　　ساتھ پوتے کے مدد کو اسداللہ چلے
تازہ داماد چلے ہیں جو یہ سر دینے کو
خود عروسِ اجل آگے سے بڑھی لینے کو

سیّد محمود حسن عقیلؔ (شاگردِ اوجؔ)

مرثیہ (بند ۹۷)

دیتا ہوں آج زیب ، عروسِ کلام کو
دو ہو کے یاں تو گر پڑا یہ خانماں خراب　　واں در پہ تھے کھڑے ہوئے شاہِ فلک جناب
اہلِ حرم کو دی یہ صدا باصد اضطراب　　لو بیبیوں دعائیں ہوئیں سب کی مستجاب
سجدے کرو کہ فضل کیا ذوالجلال نے
ازرق کے سر کو کاٹا ہے شبّرؑ کے لال نے

سیّد مصحف حسین مشتاقؔ مصطفےٰ آبادی

مرثیہ (۹۵ بند)

دشتِ آفت میں جو صبح شبِ عاشور ہوئی
وجد میں آ کے یہ کہنے لگے ہم شکل نبیؐ　　واہ کیا خوب لڑے سلّمک اللہ اخی
دی صدا شاہ نے لڑتے تھے اِسی طرح علیؑ　　فرطِ الفت سے قریب آ گئے عباسؑ جری
کہتے تھے ٹھہرو ذرا پاس تو آ لوں قاسمؑ
مرحبا کہہ کے گلے تم کو لگا لوں قاسمؑ

عسکری میرزا مودبؔ لکھنوی

۱۔　ممدوح جانتے ہیں جو کچھ میرا حال ہے　　بند ۹۱　　درحال حضرت قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

۲۔ سچ ہے گلشنِ ہستی کی فضا کچھ بھی نہیں درحال حضرت قاسمؑ

مرثیہ

ناموس شہؑ سے مل کے حسنؑ کا پسر چلا قصدِ جہاد میں سوے افواجِ شر چلا
شوقِ عروسِ مرگ میں عالی گہر چلا پوشاکِ نور پہنے ہوے وہ قمر چلا
زلفوں میں عطر اسلحہ تن پر لگا ہوا
نکلا دلیر خیمے سے دولھا بنا ہوا

مودبؔ نے اپنے خاندان کے برخلاف حضرت قاسمؑ کی شادی کا حال ترک کردیا تھا حضرت اُمِّ فروہؑ کے بین میں صرف یہ بیت کہی ہے:-

تم مر گئے میں خلق سے ناشاد جاؤں گی
اے میرے لال اب کیسے دولھا بناؤں گی

نسیمؔ بھرت پوری (شاگرد میر نفیسؔ)

۱۔ عروسِ نظم دل افروز ہے کلام مرا بند۸۲ درحال حضرت قاسمؑ

مرثیہ

پھر بڑھے خیمۂ قاسمؑ کی طرف شاہِ زمن دیکھا بیٹھا ہوا ہے فرش پہ دلبند حسنؑ
اُمِّ فروہؑ کی زباں پر یہ ہے حسرت کا سخن آبرو میری ترے ہاتھ ہے اے غنچہ دہن
جان پیاری نہ شہنشاہِ زمن سے کرنا
ماں کو شرمندہ نہ اب روحِ حسنؑ سے کرنا

سیّد شبیر حسن اریبؔ

مرثیہ

رخصت ملی جو ابنِ حسنؑ کو حسینؑ سے

Presented by www.ziaraat.com

رخصت ملی جو ابنِ حسنؑ کو حسینؑ سے　　ہو کر چلے وداع شہؑ مشرقین سے
تھا سلسلہ جو فاتح بدر و حنین سے　　گھوڑے پہ بیٹھے جم کے اسی زیب و زین سے
رونق فزا جو زین پہ دیکھا جناب کو
فتح و ظفر نے دوڑ کے تھاما رکاب کو

رُستم علی خاں سپہر دھولپوری

مرثیہ (۱۵۶ بند)

جب عازم جہاد حسنؑ کا پسر ہوا
نکلا غرض محل سے جبکہ جگرِ بند مجتبا　　گریاں قریبِ در کے ملے شاہِ اتقیا
سر کو قدم پہ رکھ کے یہ بولا وہ مہ لقا　　دیجیے مجھے اب رخصتِ وغا
در پر کھڑے ہیں گلشن عنبر سرشت میں
والد کو انتظار ہے میرا بہشت میں

بادشاہ مرزا اثر لکھنوی

مرثیہ (۱۰۸ بند)

یارب مرے قلم میں کُل ایماں کا زور دے
ہمشیر اُٹھو مادرِ قاسمؑ کے پاس جاؤ　　غم کا پہاڑ ٹوٹتا ہے یہ خبر سناؤ
مسند بچھا کے قاسمِؑ مضطر کو تم بٹھاؤ　　بھابھی کے سامنے انھیں نوشاہ سا بناؤ
جا کر یہ باغِ خلد میں لیں گے قرار آج
ہوں گے عروسِ مرگ سے یہ ہمکنار آج

Presented by www.ziaraat.com

سیّد سجاد حسین شدیدؔ لکھنوی

حُسنِ کلام ہے حسنؑ مجتبیٰ کا ذکر

قاسمؑ ہے نام کرتا ہوں تقسیمِ نار بھی — اور بانٹتا ہوں باغِ جناں کی بہار بھی
ہے صلح بھی پسند، لڑائی شعار بھی — بندھواتا ہوں رسن بھی میں کرتا ہوں وار بھی
خوش ہے کریم شانِ اطاعت کو دیکھ کے
کرتا ہوں کام اس کی مشیت کو دیکھ کے

سیّد حیدر عباس حیدرؔ سبزواری

۱۔ جب صبح کے چراغ سے روشن جہاں ہوا — بند۸۰
۲۔ جب رزم گہہ کو لختِ دلِ مرتضیٰؑ چلا — بند ۸۱
۳۔ ازرق کے لال ہو چکے دوزخ کو جب رواں — بند۸۶

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیفؔ مرثیہ (بند۱۳۷)

جب فوجِ شاہِ دیں میں سحر کی اذاں ہوئی

قاسمؑ ہے میرا نام میں ہوں دلبرِ حسنؑ — ہیں عمّو جان میرے شہنشاہِ بے وطن
دادا علیؑ ہیں نانا نبیؐ سرورِ زمن — چھوٹے چچا ہیں حضرتِ عباسِ صف شکن
یہ سب بزرگوار خداداد ہیں مرے
عباسؑ فنِ جنگ میں استاد ہیں مرے

یونسؔ زید پوری

مرثیہ (۱۶۴ بند)

کس باغ میں بہارِ گلستانِ خلد ہے

Presented by www.ziaraat.com

کچھ ایسا یہ سماں تھا جسے دیکھ دیکھ کر آتا تھا منہ کو دیکھنے والوں کا بھی جگر
قاسمؑ بھی فرطِ غم سے جھکائے ہوئے تھے سر پوشاک جب پہنا چکے سلطانِ بحر و بر
تلوار اپنی باندھی کمر میں دلیر کی
پھر دل بھر آیا دیکھ کے یہ شان شیر کی

محسنؔ زید پوری

مرثیہ (۷۱ بند)

پھر آج آئینۂ نظم پر جلا ہو جائے
چلے جو خیمے سے مقتل کو قاسمِ ذیشاں کمر سے لپٹی بہن سینے سے لپٹ گئی ماں
پکاریں زینبؑ غم دیدہ گھر ہوا ویراں حسینؑ کہتے تھے اب تجھ کو پاؤں گا میں کہاں
اُٹھانے کے لیے بارِ عظیم جاتا ہے
پئے حصولِ شہادت یتیم جاتا ہے

مرزا غضنفر حسین عروج بھرتپوری

مرثیہ (۱۰۲ بند)

عالم افروز ہوا جب رُخِ تابانِ سحر
لاش قاسمؑ کی غرض خیمے میں لائے حضرت بی بیاں جمع ہوئیں پُرسے کو باصد حسرت
خوں بھری دیکھی جو مادر نے پسر کی صورت بولی، ماں واری، یہ کیا تم نے بنائی حالت
ہائے، رنگین ہے سب خون سے چہرا بیٹا
باندھ کر آئے ہو کیا بیاہ کا سہرا بیٹا

Presented by www.ziaraat.com

سیّد غلام امام نامیؔ جونپوری

مرثیہ (۱۱۱ بند)

فدائے قاسمؑ نوشاہ ہے عروسِ سخن

باندھ کر چادرِ معصومہ میں آیا لاشہ گود میں اکبرؑ مہرو نے اُٹھایا لاشہ
لا کے مسند پہ شہؑ دیں نے لٹایا لاشہ دوڑ کر فروہؑ نے سینے سے لگایا لاشہ
توڑ کر چادرِ زہراؑ کو اُبھر آئے تھے تیر
جس طرح باپ کے تابوت میں در آئے تھے تیر

قمرؔ جلالوی

مرثیہ (۶۰ بند)

مسند آرائے فلک جب شبِ عاشور ہوئی

الغرض در کی طرف جھومتا وہ شیر آیا تا درِ خیمہ حرم نے اُسے خود پہنچایا
سب نے مِل مِل کے کیا پیار گلے لپٹایا بانوؑ کرنے لگیں قرآن کا سر پر سایا
کر کے تسلیم جو شبّرؑ کا دُلارا نکلا
چاند کے بُرج سے چھوٹا سا ستارا نکلا

حضرتِ قاسمؑ کے حال کے مندرجہ ذیل مرثیے ہمارے کتب خانے میں موجود ہیں تلاش کے بعد بھی نہیں ملے، انشاءاللہ دوسرے ایڈیشن میں اِن مرثیوں کے بند انتخاب کر کے لکھے جائیں گے۔ فی الحال مرثیوں کے مطلعے درج ہیں۔

مرثیے	تعداد بند	شاعر
۱۔ اے مومنو جدائی ہے دولھا دلھن میں آج		میر مونس

Presented by www.ziaraat.com

۲۔	جب لاشۂ قاسمؑ پہ شہ بحر و بر آئے		میر نفیسؔ
۳۔	جب قاسمؑ جری نے جہاں سے سفر کیا		میر نفیسؔ
۴۔	جب دولتِ شبّرؑ پہ زوال آگیا رن میں		مرزا دبیرؔ
۵۔	جب ازرق شامی کو فنا کر چکے قاسمؑ		مرزا دبیرؔ
۶۔	جب آئی خزاں سروِ گلستانِ حسنؑ پر		مرزا عشقؔ
۷۔	زخمی جو رن میں قاسمؑ گل پیرہن ہوا		میر انیسؔ
۸۔	عقد کبرٰا سے ہوا جب قاسمِ نوشاہ کا		دلگیرؔ
۹۔	قاسمؑ نے فنا کردیا جب فوجِ گراں کو		نفیسؔ
۱۰۔	گھوڑے سے جب کہ قاسمؑ گلگوں قبا گرا		مرزا دبیرؔ
۱۱۔	اے قاسمِ مضموں مجھے مضمون نیا دے	۱۴۷	امانتؔ لکھنوی
۱۲۔	قاسمؑ ابنِ حسنؑ جب سوئے میداں نکلے	۴۵	دلاور علی عزاؔ لکھنوی
۱۳۔	نیرنگ ہے عجب چمن روزگار میں		محیطؔ
۱۴۔	میدان میں آمد ہے جگر بندِ حسنؑ کی		حمیدؔ لکھنوی
۱۵۔	سوا ہے غم سے اگر ہو سُرور غربت میں		حمیدؔ لکھنوی
۱۶۔	ثنائے ابنِ حسنؑ سے ہے تر زبانِ سخن		مرزا رفیعؔ لکھنوی
۱۷۔	سکّہ رواں ہے ضربِ شجاعت کا دہر میں	۲۰۵	ثابتؔ لکھنوی
۱۸۔	اے عندلیبِ طبع بہارِ سخن دکھا		طالب لورپوری
۱۹۔	ازل سے عقد زبان و سخن ہے عالم میں	۵۰۰	مہدی حسین ماہرؔ لکھنوی
۲۰۔	طور منبر مجھے ذکرِ شہؑ والا سے ملا	۲۴۰	اصغر حسین فاخرؔ لکھنوی
۲۱۔	جب رن میں قتل بنتِ علیؑ کے پسر ہوے		اصغر حسین فاخرؔ لکھنوی

Presented by www.ziaraat.com

۲۲۔ پھر آج قلم وصفِ شہؑ دیں میں رواں ہو		سیّد محمد کاظم جاویدؔ لکھنوی
۲۳۔ ہاں اے قلم خوشی سے مری اب رواں ہو پھر		سیّد محمد کاظم جاویدؔ لکھنوی
۲۴۔ پھر آج کل ہے بڑے حُسن پر شبابِ سخن		سیّد محمد کاظم جاویدؔ لکھنوی
۲۵۔ شکر صد شکر کہ پھر آج زبان کھلتی ہے		سیّد محمد کاظم جاویدؔ لکھنوی
۲۶۔ جواب پائے نہ جس کا وہ گفتگو نہ کرے	۱۲۸	فرزند حسین ذاخرؔ لکھنوی
۲۷۔ نخل بند چمنستان معانی ہوں میں		برجیسؔ
۲۸۔ جب گُل ہوا چراغِ حسن رزم گاہ میں		فرزند حسن جلیلؔ لکھنوی
۲۹۔ فیض شبیرؑ سے گلزار سخن ہے میرا		حسنؔ بھرتپوری
۳۰۔ آئی ہے طبیعت مری لیلائے سخن پر		شادؔ بھرتپوری
۳۱۔ عالم افروز ہوا جب رُخِ تابانِ سحر		عروجؔ بھرتپوری
۳۲۔ عزیزو سنو ! یہ نیا ماجرا	دہ مجلس	عطا حسین عطاؔ
۳۳۔ کیونکر نہ کروں وصفِ حسنؑ کارِ حسن ہے	۴۵	ناظمؔ شکارپوری
۳۴۔ ہوا جو زہرِ ہلاہل کا مجتبیٰؑ پہ اثر	۱۱۰	ناظمؔ شکارپوری
۳۵۔ یارب مرے قلم میں کلِ ایماں کا زور دے	۱۰۸	ثمرؔ لکھنوی
۳۶۔ زندگی کیا ہے محبت میں فنا ہو جانا	۹۰	منظرؔ عظیمی
۳۷۔ اہلِ تسلیم شجاعت کا چلن جانتے ہیں	۷۷	زیبا ردولوی
۳۸۔ میں گیسوئے عروسِ ولا کا اسیر ہوں	۹۶	اطہر جعفری
۳۹۔ یہ زندگی میں تنازع جو ہے بقا کے لیے	۶۳	فیض بھرتپوری
۴۰۔ قاسمؑ بخدا وارثِ قرآنِ جلی ہیں		منظور رائے پوری
۴۱۔ مسند آرائے فلک جب شبِ عاشور ہوئی	۶۰	قمر جلالوی

Presented by www.ziaraat.com

۴۲۔ یٰسینِ شرافت کا مبیں خُلقِ حُسن ہے ۷۹ یاورؔ اعظمی
۴۳۔ یارب چمن نظم گلستانِ یقیں ہو ۶۳ یوسف علی عزیزؔ دہلوی
۴۴۔ یارب چمن عزا باغِ جناں ہو ۹۲ یوسف علی عزیزؔ دہلوی
۴۵۔ خدا ہر ایک کا رازق ہے اور بڑا عالم ۳۷ ہمدم فیض آبادی
۴۶۔ بر مارہی ہے قلب کوب اس نوجواں کی یاد ۳۶ سہیل بنارسی

Presented by www.ziaraat.com

باب ۸......

نوحے در حال حضرتِ قاسمؑ

نوحہ

دلگیر لکھنوی

ماں لاشہ قاسمؑ پہ لگی کرنے یہ زاری ہے ہے بنے قاسمؑ
پامال صد افسوس ہوئی لاش تمہاری ہے ہے بنے قاسمؑ

بے گور و کفن لاش تری دیکھ کے بیٹا پھٹتا ہے کلیجہ
اس غربت و تنہائی پہ مادر گئی واری ہے ہے بنے قاسمؑ

واری گئی احوال ذرا دیکھ دلھن کا جی کھوتی ہے کبریٰ
سر پیٹتی ہے لاش پہ باگریہ وزاری ہے ہے بنے قاسمؑ

کچھ تو کہو واری گئی کبریٰ سے مری جان اماں گئی قربان
صدقے گئی اس چاند سی صورت پہ تمہاری ہے ہے بنے قاسمؑ

یہ کہہ کے لگی پیٹنے سر مادرِ قاسمؑ کیا قہر ہے اِس دم
رنڈ سالہ پہنتی ہے دلھن ہائے تمہاری ہے ہے بنے قاسمؑ

ناشاد کہے یا کہے دولھا تمہیں اپنا ہے ہے مرے نوشاہ
کیا کہہ کے دلھن پیٹے تمہیں ظلم کی ماری ہے ہے بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

ماں نے کہا سر پیٹ کے ہے ہے مرے نوشاہ پھٹتا ہے کلیجہ
نتھ ناک سے واری گئی کبرؑا نے اُتاری ہے ہے بنے قاسمؑ

ہے ہے مرے دولھا مرے نوشہ مرے پیارے ماں کس کو پکارے
تم مر گئے جیتی رہی مادر یہ تمہاری ہے ہے بنے قاسمؑ

جس وقت کہ تم زخمی ہو گھوڑے سے گرے تھے میدان ستم میں
میں سنتی تھی جو عموؑ کو تھا تم نے پکارا ہے ہے بنے قاسمؑ

یا تو مجھے وہ بیاہ کا جوڑا تھا پہنایا خوش ہو کے پھپھی نے
یا اب مجھے رو رو کے ہے رنڈ سالہ پنہایا ہے ہے بنے قاسمؑ

اِک بات بھی کی آپ نے خوش ہو کے نہ مجھ سے یہ بیاہ تھا کیسا
کچھ ہم سخنی کا بھی مزا میں نے نہ پایا ہے ہے بنے قاسمؑ

تم خون میں اب ڈوب کے میدان سے ہو آئے یہ قہر ہوا ہے
اس شادی کے ہوتے ہی عجب رنگ دکھایا ہے ہے بنے قاسمؑ

پانی کے نہ ہونے سے میسر نہ ہوا رنگ جو خیمہ میں تم کو
سو تم نے وہاں خون سے سب جوڑا رنگا یا ہے ہے بنے قاسمؑ

میں شرم زدی ہو گئی تم رن کو سدھارے کچھ کی نہ تسلّی
اس شرم نے ہاتھوں سے مرے تم کو گنوایا ہے ہے بنے قاسمؑ

اُٹھ کر تو مرا حال ذرا دیکھئے صاحب کس نیند ہو سوتے
گردوں نے مجھے خاک میں کیسا ہے ملایا ہے ہے بنے قاسمؑ

کبرؑا تو یہ کہتی تھی کہ چلائی سکینہؑ اس لاش پہ آ کر
کچھ مہندی کا نیگ آپ کی سالی نے نہ پایا ہے ہے مرے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

دلگیر سکینہؑ یہی کہتی تھی بصد غم اس لاش سے لپٹی
کیوں تم پہ رنڈاپا مری آپا کا خوش آیا ہے ہے بنے قاسمؑ

نوحہ

دلگیر لکھنوی

مجرے کو چچا کے قاسمؑ جب بنڑا بن کر آیا زینبؑ نے کلیجہ پکڑا دل سرور کا بھر آیا
کبرٰیؑ رو رو چلائی اب مجھ پر محشر آیا بیتابی کی حالت میں یہ حرف زباں پر آیا
قاسمؑ مرنے چلا چھوڑ مجھے ناشاد
دادی زہراؑ پہنچیے پوتی کی فریاد
نادان سکینہؑ سے پھر بولا یوں رو کر قاسمؑ عموں کے سر پہ بنی ہے کٹاوے گا اب سر قاسم
جاوے گا ضرور اب بہنا اعدا کے برابر آیا اس وقت مجھے مت روکو اب وقت برابر آیا
بھولی بچی شاہ کی روئی دھاڑیں مار
لپٹی بھائی کے گلے ننھے ہاتھ پسار
اُس بنڑے نے واں سب کو القصہ بلکتے چھوڑا ماں سے بھی چھپائیں آنکھیں دلھن سے بھی منہ موڑا
تلوار کمر میں کس کر اور اپنا ڈپٹ کر گھوڑا روبہ صفتوں کے مقابل جوں شیر دلاور آیا
بیڑے بولے دیکھو مرنے کو اِس آن
سر پر باندھے سہرا آیا ایک جوان
آخر کو لعین نے جوانی ماٹی میں ملائی اُس کی کاٹی پہنچوں سے ہے ہے ہر ایک کلائی اُس کی
گھوڑے سے گرا اور گھر میں آواز جو آئی اُس کی یوں روتا لاش پر اُس کی فرزند پیمبر آیا
قاسمؑ دلھن کو تیری ٹھور رہو نہ ٹھاؤں
ماٹی میں یوں مل گیو بیر حسنؑ کے ناؤں

Presented by www.ziaraat.com

گہہ سر وراُس کا سہرا آنکھوں سے لگا کر روئے　　گاہے منھ سے قاسمؑ کے منھ اپنا ملا کر روئے
لاشے پہ بھتیجے کے شہ یہ شور مچا کر روئے　　خیمہ سے جو خاک اُڑاتا ہمشکلِ پیمبر آیا

بولا اکبرؑ بھائی کے لاشے پہ ڈھاڑیں مار
قاسمؑ بھائی چل بسے ہم بھی چلتے ہار

عباسؑ نے اکبرؑ کو جب میدان میں روتے دیکھا　　اور لاش پر ابنِ حسنؑ کی شہ کو جی کھوتے دیکھا
بھائی کو بھتیجے کو جب رو رو غش ہوتے دیکھا　　ہاتھوں سے کلیجہ پکڑے عباسِ دلاور آیا

بولا اپنی زندگی کیونکر مجھ کو بھائے
قاسمؑ سہرا باندھ کر جب رن میں مر جائے

گھوڑے پر لاشہ رکھ کر اُس زخمی تیغ و سناں کا　　خیمہ کی جانب رو رو شبیرؑ نے گھوڑا ہانکا
سوہے چولے سے اُس دم بنڑی نے منہ اپنا ڈھانکا　　دولھا کا لاشہ جس دم خیمے کے اندر آیا

ہاتھ کی چوڑی پھوڑ کے نوچے اپنے کیس
منھ کو دھور لپیٹ کے کیا فقیری بھیس

کہے کیا آگے سب اہلِ حرم کی زاری　　دولھا کی ماں کا رونا اور دلھن کی خونباری
تھی رو رو حشر مچاتی ہر بی بی غم کی ماری　　تھا شافعِ حشر کے گھر میں گویا ایک محشر آیا

رو رو بولیں بیبیاں سر پر ماٹی ڈالی
سر کٹوانے جائے گا اب زہرؑا کا لال

نوحہ

نواب باقر علی خاں تشفیؔ لکھنوی

کبرؑا نے کہا لاش پہ با گریہ و زاری ہے ہے بنے قاسمؑ
جیتے نہ پھرے آئی یہاں لاش تمھاری ہے ہے بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

افسوس کہ سہرا تمہیں راس نہ آیا یوں سر کو کٹایا
یہ چاند محرم کا نہایت ہوا بھاری ہے ہے بنے قاسمؑ

میدان میں یوں تیر سے زخمی ہوئی چھاتی روتے تھے براتی
تابوت کی مانند پھری رن سے سواری ہے ہے بنے قاسمؑ

پانی نہ ملا اور نہ ممکن ہوا شربت تھی پیاس کی شدت
کوثر کی طرف روح پئے آب سدھاری ہے ہے بنے قاسمؑ

تن خاک میں غلطاں ہے بدن سارا ہوا سرد ہے مجھکو غم و درد
خوں سیروں بہا جاتا ہے کیا زخم ہے کاری ہے ہے بنے قاسمؑ

یوں مانگ مری لٹ گئی تم مر گئے قاسمؑ میں ہوتی ہوں نادم
بن آپ کے ہوتی ہے مجھے ذلّت و خواری ہے ہے بنے قاسمؑ

خیمے میں تشفّی تھا عجب طرح کا عالم سب کرتے تھے ماتم
ہر ایک کے لب پر یہی اس وقت تھا جاری ہے ہے بنے قاسمؑ

نوحہ
میر انیس

بیان کرتی تھی کبرؑا اے مرے رشک قمر دولھا
ہوا پامال گھوڑوں سے ترا تن سیم بر دولھا

پھراتے دربدر کس طرح سے اک دن کی بیاہی کو
جو کوئی کاٹ لیتا تیرے بدلے میرا سر دولھا

جہاں میں ایسی بھی شادی کسی کی کم ہوئی ہوگی
گیا مرنے دلھن کو چھوڑ کر وقتِ سحر دولھا

Presented by www.ziaraat.com

نہ چھوڑوں گی کبھی رونا نہ بدلوں گی کبھی کپڑے
رہوں گی جوڑا رنڈسالے کا پہنے عمر بھر دولھا
نہ پایا رسم کا شربت گئے دنیا سے تم پیاسے
ہوئے ہے ہے نہ مرتے مرتے لب پانی سے تر دولھا
نہ اکبرؑ ہیں نہ عباسؑ دلاور ہیں نہ بابا ہیں
پھرائیں گے لعین اونٹوں پہ ہم کو در بدر دولھا
تمہارے آگے مرتی میں پہ یہ قسمت میں لکھّا تھا
دلھن بیٹھی رہے، کر جائے دنیا سے سفر دولھا
ہوے مہندی کے بدلے سُرخ دست و پا ترے خوں سے
ہوا طرّے کی جا تم کو میسر زخمِ سر دولھا
وطن میں جا کے کب ہمجولیوں کو منہ دکھاؤں گی
تمہاری قبر پر بیٹھی رہوں گی عمر بھر دولھا
جو کوئی مجھ سے پوچھے گا یہ کس کی قبر ہے بتلا
کہوں گی رو کے میں تھا یہ مرا خستہ جگر دولھا
ہوئی میں رانڈ بیاہی ایک شب کی دل جلی دکھیا
سحر کو رن میں کھا کر مرگیا تیغ و تبر دولھا
نشانی آستیں دے کر گئے تم ایسے دنیا سے
دوبارہ پھر دلھن کی پوچھتے کچھ آ کر خبر دولھا
سوائے آرسی مصحف نہ صورت دیکھنے پائی
نہایت تم نے جلدی باندھی مرنے پر کمر دولھا

Presented by www.ziaraat.com

مجھے یاں چھوڑ کر کس پر گئے گلزار جنت کو
مرے والی، مرے وارث مرے رشکِ قمر دولھا
انیسؔ خستہ دل حق سے دعا کر ہاتھ پھیلا کر
محرّم سے بُلا روضے پہ اپنے پیشتر دولھا

نوحہ
میر انیسؔ

اک رات کی بیاہی یہ بیاں کرتی تھی رو کر
میں لٹ گئی صاحب
تم رن میں پڑے سوتے ہو یاں میں ہوں کھلے سر
میں لٹ گئی صاحب
اک شور ہوا خیموں میں در آئے ستمگر
جب مر گئے سرور
خیمے جلے اسباب لُٹا، چھِن گئی چادر
میں لٹ گئی صاحب
کنگنے کی جگہ ہاتھوں میں اب دوہری رسَن ہے
یہ رنج و محن ہے
افشاں کی جگہ خاک پڑی ہے مرے سر پر
میں لٹ گئی صاحب
دڑّوں سے ہوئی چوتھی، رسَن سے ہوئے چالے
دل پر چلے بھالے

Presented by www.ziaraat.com

جب منہ کی دکھائی میں پھرائی گئی در در
میں لٹ گئی صاحب
آیا نہ مجھے راس یہ مہندی کا رچانا
سہرا وہ شہانا
تم مر گئے ، میں لٹ گئی ، برباد ہوا گھر
میں لٹ گئی صاحب
امّاں نے مجھے آن کے رنڈسالہ پنہایا
اور سہرا بڑھایا
جب چوڑیاں توڑیں تو سخن لائی یہ لب پر
میں لٹ گئی صاحب
رکھے ہوئے ہاتھوں پہ انیسؔ آستیں کبریٰ
کہتی تھی یہ دُکھیا
لو جلد خبر ، نیزہ چبھوتے ہیں ستمگر
میں لٹ گئی صاحب

نوحہ
مرزا دبیرؔ

یتیمِ مجتبیٰؑ قاسمؑ شہیدِ کربلا قاسمؑ
ہوا صد حیف تو مقتول بے جرم و خطا قاسمؑ
جوانی تیری دیکھی موت دیکھی بیاہ بھی دیکھا
مجھے تقدیر نے کیا کیا دکھایا ماجرا قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

اُٹھو بیٹا اُٹھو جانی اُٹھو دلبر اُٹھو پیارے
چلے ہیں سیّدِ بیکس کٹانے کو گلا قاسمؑ

اگر یہ جانتی تو خلعت شادی بدلتی میں
پنہا دیتی کفن تجکو مرے گُل گوں قبا قاسمؑ

ہزار افسوس یہ اعضا رگِ گل سے جو نازک تھے
ہوئے پامال میداں میں بسان نقشِ پا قاسمؑ

نہ چوتھی ہونے پائی کہ اجل نے اس قدر جلدی
مگر چوتھی کے بدلے اب سوم ہوگا ترا قاسمؑ

دلھن کو یہاں سے لے جاؤ نجف میں بٹھلاؤ اس کو
کہ ہم سب بیکسوں کی شمر چھینے گا رِدا قاسمؑ

جگر میں داغ، اشک آنکھوں میں، لب پر نالہ وافغاں
تمہاری نوجوانی کا یہ سکھ مجھ کو ملا قاسمؑ

تمہیں میں بخشتی ہوں دودھ لیکن بخش دو تم بھی
ہوئی ہو پالنے والی سے گر کوئی خطا قاسمؑ

یتیمی بیکسی بیچارگی سب ختم ہے تم پر
کوئی مظلوم اب تم سا نہ ہوگا نہ ہوا قاسمؑ

ترا یہ بھولا بھالا منھ اور اس پر سہرے کی لڑیاں
نہ بھولے گی مجھے یہ شان تا وقتِ قضا قاسمؑ

نہ رنڈ سالہ بنی کو نہ کفن ہے تیرے لاشہ کو
عجب سادات پر وقت مصیبت ہے پڑا قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

ہوے عمّو پہ تم صدقے نبیؐ راضی خدا راضی
مگر میں لُٹ گئی میرا مقدر تھا برا قاسمؑ

نہ کی شربت کی خواہش اور نہ مصری بیاہ کی کھائی
ملا ایسا تمہیں کیا آبِ خنجر میں مزا قاسمؑ

جوانی پر تری روؤں کہ غربت پہ تری روؤں
مرے مظلوم قاسمؑ اے مرے بے دست و پا قاسمؑ

کفن تم کو گدائی کر کے پہناتی میں اے جانی
مگر مجبور ہوں ہے نام اس گھر کا بڑا قاسمؑ

قسم تیرے جواں مرنے کی اس دم دیکھتی ہوں میں
پڑے لاشہ پہ صدقہ ہو رہی ہے فاطمہؑ قاسمؑ

سدھارو تم حسنؑ آغوش پھیلائے یہ کہتے ہیں
بیا قاسمؑ بیا قاسمؑ بیا قاسمؑ

سفارش اب میں کرتی ہوں قسم حیدرؑ کی دیتی ہوں
دبیرؔ خستہ کو بخشائیو روزِ جزا قاسمؑ

نوحہ

میر مونسؔ

ماں کہتی تھی رو رو کے یہ با گریہ و زاری ہے ہے بنے قاسمؑ
میں رانڈ تو جیتی رہی تم مر گئے واری ہے ہے بنے قاسمؑ

کچھ ماں کی ضعیفی پہ تمہیں رحم نہ آیا حلق اپنا کٹایا
لٹوا گئے جنگل میں کمائی کو ہماری ہے ہے بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

کنگنا ہے کہیں ہاتھ کہیں اور کہیں سہرا مجروح ہے چہرا
ٹکڑے ہے یہ پوشاک شہانی تری ساری ہے ہے بنے قاسمؑ
تلواروں سے کٹ کٹ کے ترے دست بلوریں خوں میں ہوئے رنگین
یہ بیاہ کی مہندی تجھے راس آئی نہ واری ہے ہے بنے قاسمؑ
کیا سور ہے ہو آنکھیں تو صدقے گئی کھولو کچھ منہ سے تو بولو
لے جاؤں کہاں یہاں سے دولہن کو میں تمہاری ہے ہے بنے قاسمؑ
کل دولھا بنے بیٹھے تھے مسند پہ مری جاں ہے آج یہ ساماں
پامال ہے لاش اور لہو زخموں سے جاری ہے ہے بنے قاسمؑ
نیزوں پہ ہیں سر اونٹ پہ سر ننگے بنی ہے اور سینہ زنی ہے
کس دھوم سے جاتی ہے برات آج تمہاری ہے ہے بنے قاسمؑ
مونسؔ کہوں کس منہ سے میں اُس بی بی کا ماتم جیسا تھا اُسے غم
ہر دم یہی چلاتی تھی با گریہ و زاری ہے ہے بنے قاسمؑ

نوحہ

نالاںؔ لکھنوی

لاش قاسمؑ پہ دلھن پکاری سوتے ہو کیوں بنے میرے قاسمؑ
آئی دکھیا دلھن یہ تمھاری سوتے ہو کیوں بنے میرے قاسمؑ
ظلم کرتے ہیں ظالم بچا لو قید ہوتے ہیں آ کر چھڑا لو
رکھیو عزت تم اپنی ہماری سوتے ہو کیوں بنے میرے قاسمؑ
لاش میداں میں بے سر پڑی تھی لڑی سہرے کی کٹ کر گری تھی
خون میں ڈوبی ہے پوشاک ساری سوتے ہو کیوں بنے میرے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

رن میں لاشہ تمھارا پڑا ہے قتل ہر اک براتی ہوا ہے
کیا بُری شکل ہے ہے تمھاری سوتے ہو کیوں بنے میرے قاسمؑ
لے گئے ہائے جوڑا شہانا لے گئے وہ کلائی سے کنگنا
کٹ گئی ہے کلائی تمھاری سوتے ہو کیوں بنے میرے قاسمؑ
مجھ کو اماں نے دلھن بنایا سوہا جوڑا ہے مجھ کو پنہایا
گھر کو چلیئے منگا دوں سواری سوتے ہو کیوں بنے میرے قاسمؑ
حال کبریٰ کہوں کیا میں نالاںؔ سر پٹکتی ہے ہو ہو کے گریاں
یہی کہتی تھی وہ شہ کی پیاری سوتے ہو کیوں بنے میرے قاسمؑ

نوحہ

رافتؔ لکھنوی

روکے کہتی تھی یہ ماں ہائے مری جاں قاسمؑ
میرے ناشاد جواں مرگ پُر ارماں قاسمؑ
مرے محبوب مرے گلرو مرے غنچہ دہن
مرے شہزادے مرے یوسفِ کنعاں قاسمؑ
اے مرے قوّتِ دل اے مری آنکھوں کی ضیا
مرے عاشق مرے شیدا مرے جاناں قاسمؑ
مری راحت مرے آرام کے خواہاں قاسمؑ
مرے دلدار مرے تابع فرماں قاسمؑ
مر گیا دولھا دلھن روکے تڑپتی ہی رہی
ہائے شادی میں ہوا غم کا یہ ساماں قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

کیا پھبن سہرے کی تھی چاند سے منھ پر جانی
امّاں اس شانِ شہانی پہ ہو قرباں قاسمؑ

ہے غضب کس کی نظر کھا گئی دولھا کو مرے
تجھ کو نوشاہ بنا کر ہوں پشیماں قاسمؑ

سوجھتا کچھ نہیں اندھیر ہے دنیا لوگو
ہائے آنکھوں سے مری ہوگئے پنہاں قاسمؑ

مسند الٹی گئی ماتم کی صفیں بچھتی ہیں
نام لے لے کے ترا روتے ہیں مہماں قاسمؑ

جاکے سسرال میں چوتھی کا نہ پہنا خلعت
رہ گیا سالیوں کو نیگ کا ارماں قاسمؑ

نذر دو واری حسینؑ آئے ہیں تسلیم کرو
کچھ ضیافت کا چچا کی کرو ساماں قاسمؑ

رکھّو سر قدموں پہ منّت سے چچا کو روکو
سنتی ہوں جاتے ہیں شہ جانبِ میداں قاسمؑ

واری ماں اُٹھ کے ذرا اپنی دلھن کو سمجھاؤ
ترے مرنے سے بہت ہے وہ پریشاں قاسمؑ

رافتؔ اس لاش پہ رو رو کے وہ کہتی تھی یہی
خلد کو جاتے ہو اللہ نگہباں قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ
میر نفیسؔ

کبرٰا نے کہا تم نہ مجھے چھوڑ کے جانا ہے ہے بنے قاسمؑ
اِک شب کی دُلہن کو نہ کہیں رانڈ بنانا ہے ہے بنے قاسمؑ

کِس وقت میں افسوس پیامِ اجل آیا پردیس میں تم کو
راس آیا نہ صاحب کو مرا بیاہ کے لانا ہے ہے بنے قاسمؑ

اِک بات میں کہتی ہوں ذرا اُس کا رہے دھیان لونڈی ہوئی قربان
فردوس میں لونڈی کو کہیں بھول نہ جانا ہے ہے بنے قاسمؑ

سب خاک میں مل جائے گی یہ عزت وتوقیر بعد آپ کے صاحب
والی نہ رہا جب تو کہاں میرا ٹھکانا ہے ہے بنے قاسمؑ

کس طرح سے کٹواؤں گلا آپ کے ہمراہ ہے ہے مرے نوشاہ
مجھ کو ابھی زنداں کی صعوبت ہے اُٹھانا ہے ہے بنے قاسمؑ

اللہ کو سونپا تمھیں لو جاؤ سدھارو مختار ہو صاحب
لونڈی کو بھی خدمت کے لیے پاس بُلانا ہے ہے بنے قاسمؑ

جب شام کے بازار میں سر ننگے پھروں گی کیسا یہ غضب ہے
تقدیر میں لکھا ہے مرے خاک اُڑانا ہے ہے بنے قاسمؑ

دکھلائیو دیدار مجھے خواب میں آکر زندانِ ستم میں
دیکھو یہ وصیت نہ میری دل سے بھلانا ہے ہے بنے قاسمؑ

بلواؤ نفیسؔ جگر افگار کو اپنے اب کرب و بلا میں
ملتا نہیں اب ہند میں رہنے کا ٹھکانا ہے ہے بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

میر وحید

لاش آئی جو خیمہ میں تو کبرٰاؑ نے سنایا ہے ہے بنے قاسمؑ
نوشاہ مرے تم نے یہ کیا حال بنایا ہے ہے بنے قاسمؑ

شادی ہوئی کل آج تمہاری اجل آئی افسوس صد افسوس
صد حیف کہ یہ بیاہ تمہیں راس نہ آیا ہے ہے بنے قاسمؑ

جو منھ سے کہا تھا وہ کیا آپ نے صاحب میرا نہ رہا دھیان
دولہ بھی بنے سر کو بھی میدان میں کٹایا ہے ہے بنے قاسمؑ

تقدیر میں لکھا تھا کہ ہو جاؤں میں بیوہ مجبور تھے تم بھی
یوں اُٹھ گیا سر پر سے میرے آپ کا سایہ ہے ہے بنے قاسمؑ

کل تک تو میں پہنے ہوئے تھی بیاہ کا جوڑا اور ناک میں نتھ تھی
اور آج ہے تقدیر نے رنڈ سالہ پنہایا ہے ہے بنے قاسمؑ

ہے ہے مرے والی مرے مالک مرے صاحب یہ کیا کیا مجھ سے
کیا میں نے خطا کی جو مجھے دل سے بھلایا ہے ہے بنے قاسمؑ

افسوس صد افسوس ملے خاک میں ارمان مجھ سوختہ دل کے
اِس گردشِ گردوں نے عجب رنگ دکھایا ہے ہے بنے قاسمؑ

یہ تو کہو پردیس میں کس پر مجھے چھوڑا کچھ منھ سے تو بولو
منھ موڑ کے اِس لونڈی سے جنگل کو بسایا ہے ہے بنے قاسمؑ

نادار ہوں محتاج ہوں کس طرح کفن دوں کچھ بن نہیں آتی
ہمسایہ بھی اپنا نہیں، ہے دیس پرایا ہے ہے بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

ہے آرزو صاحب کہ سدا لاش کے اوپر رویا کروں دن رات
میں جیتی رہی تم کو پیامِ اجل آیا ہے ہے بنے قاسمؑ
وسواس مجھے آتا ہے اب خاک سے اُٹھو بس سو چکے صاحب
اب اُٹھو کہ بازو بھی کئی بار ہلایا ہے ہے بنے قاسمؑ
امّاں نے خوشی سے مجھے کل بیاہ کا جوڑا پہنایا تھا ہنس کر
ہے آج چچی جان نے رنڈ سالہ پہنایا ہے ہے بنے قاسمؑ
لکھ بین نہ کبرؑا کے وحیدِ جگر افگار کر عرض بہ منّت
بلواؤ سوئے کرب و بلا بہرِ خدایا ہے ہے بنے قاسمؑ

نوحہ
علی میاں کاملؔ

لاشِ قاسمؑ پہ کہا ماں نے بہ فریاد و بکا میرے ناشاد پسر
رانڈ بیکس کے نشاں کشتۂ شمشیرِ جفا میرے ناشاد پسر
واری دیکھو تو ذرا مانگ دلھن کی دولھا کیسی ہے خون میں تر
جس میں صندل ابھی تھا بانوئے بیکس نے بھرا میرے ناشاد پسر
میرے ناشاد تری روح سے مادر ہے خجل کیسا شرمندہ ہے دل
کچھ زمانہ نہ ہوا نام ہوا شادی کا میرے ناشاد پسر
آج کیا ہے جو نہیں کرتے ہو تم جھک کے سلام حیرت کا ہے مقام
آنکھ کھولو تو میں صدقے گئی بیٹھے ہیں چچا میرے ناشاد پسر
دل میں اک رات کے بیاہے کے نہ ہو کیسے ملال مجھ کو اس کا ہے خیال
منہ سے کچھ بات کرو ماں سے بڑھا کر سہرا میرے ناشاد پسر

Presented by www.ziaraat.com

دھوم سے شادی نہ کی ماں نے جوائے ماہ لقا تجیو اس کا نہ گلا

واری نادار تھی میں اور گرفتارِ بلا میرے ناشاد پسر

اے علیؑ کیا کہوں ہوتا تھا جو کچھ شورِ فغاں جو وہ کرتی تھی بیاں

میرے قاسمؑ میرے بے کس میرے پامالِ جفا میرے ناشاد پسر

نوحہ

علی میاں کاملؔ

جاں بلب قاسمؑ کے غم میں مادرِ ناشاد ہے
بجھ گئی شمع مزار مجتبیٰ فریاد ہے

رات کو دولھا بنا تھا صبح کو بے جاں ہوا
جانگزا ایں مہ جبیں کے قتل کی روداد ہے

وائے قسمت یہ نہ سمجھے اشقیا ہنگام ظلم
راحتِ جاں ایک بیوہ کا یہ نو داماد ہے

قتل کا کس نازنیں کے حکم ظالم نے دیا
ابنِ سعدِ بے حیا ہے ہے بُرا جلّاد ہے

کیا نہ تھا معلوم دادا اُس شہیدِ ظلم کا
مصطفیٰؐ کا جانشینِ جبرئیل کا اُستاد ہے

آہ اتنا کہنے والا کوئی دنیا میں نہیں
کچھ خدا کا خوف بھی اے بانیٔ بیداد ہے

کیوں کمر باندھی ہے خونریزی پہ اُن کے اے لعیں
جن کے دم سے زیب وزینِ عالمِ ایجاد ہے

کیا وصیت کی تھی پیغمبرؐ نے اُن کے باب میں
کچھ تجھے ارشاد ختم الانبیاء کا یاد ہے

نوحہ

طُورؔ لکھنوی

بیان کرتی تھی کبرٰاؑ اے مرے رشکِ قمر دولھا
ہوا پامال گھوڑوں سے تیرا تن سیمبر دولھا

یہ غم ایسا نہیں ہرگز نکل جاوے کسی دل سے
تمہارا نام لے کر پیٹوں گی شام وسحر دولھا

حیا سے بات تک کرنے کی دل میں رہ گئی حسرت
نہ یہ معلوم تھا مہمان ہو تم تا سحر دولھا

Presented by www.ziaraat.com

لعیں اب شام سے لے جاویں گے ہم کو اے تنِ قاسمؑ کھلے سر میں تو پیچھے ہوں گی آگے ترا سر دولھا
تمھارے آگے میں مرتی پہ یہ قسمت میں لکھا تھا دُلھن بیٹھی رہے کر جائے دنیا سے سفر دولھا
نہ اکبرؑ ہیں نہ عباسِ دلاور ہیں نہ ہیں بابا پھراویں گے لعیں اُونٹوں پہ ہم کو در بدر دولھا
جگر شق ہوتا ہے اے طورؔ جب کبرا یہ کہتی ہیں
مرے دولھا مرے وارث مرے رشکِ قمر دولھا

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

نوحہ

غضنفر حسین عروجؔ بھرت پوری

(شاگردِ میر عارف)

ذی شاں مرے قاسمؑ بے جاں میرے قاسمؑ صدقے ترے یہ مادر نالاں مرے قاسمؑ
مجھ بیوہ کو اس پیری میں چھوڑا کہو کس پر جنگل میں مرا کون ہے پُرساں مرے قاسمؑ
اب جاتے ہو جنگل میں مجھے چھوڑ کے کس پر اس عالم غربت میں پریشاں مرے قاسمؑ
دیکھی نہ دلھن اور نہ تمہاری کوئی اولاد دل میں رہا مادر کے یہ ارماں مرے قاسمؑ
اک بار مجھے اور دکھا جایئے صورت ڈھونڈے ہیں تجھے دیدۂ حیراں مرے قاسمؑ
بلوا لو مجھے کرب و بلا کہہ کے چچا سے
رکھتا ہے عروجؔ اب تو یہ ارماں مرے قاسمؑ

نوحہ

واجدؔ لکھنوی

قاسمؑ کی یہ ماں کہتی تھی با گریہ وزاری ہے ہے بنے قاسمؑ
تم مر گئے افسوس ردا لے گئے ناری ہے ہے بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

سہرے کے ابھی پھول بھی کملائے نہیں ہیں جو مر گئے ہے ہے
کس منھ سے کہوں تیر لگے سینہ پہ کاری ہے ہے بنے قاسمؑ
آلودہ ہے خون میں تری پوشاک شہانی اے یوسف ثانی
صدقے تری صورت کے تری لاش پہ واری ہے ہے بنے قاسمؑ
جن ہاتھوں میں مہندی تھی لگی لعل تمہارے وہ کٹ گئے سارے
اور گھوڑوں سے پامال ہوئی لاش تمہاری ہے ہے بنے قاسمؑ
عمّوں پہ فدا ہو گئے دو روز کے پیاسے شمشیر جفا سے
دے صبر دلھن کو تری اب خالق باری ہے ہے بنے قاسمؑ
واجدؔ یہ چلاتی تھی وہ خاک اڑا کر اے دلبر شبرؑ
فردوس کو مقتل سے گئی تیری سواری ہے ہے بنے قاسمؑ

نوحہ

واجدؔ لکھنوی

رو رو لاشے پہ بنڑی پکاری میرے قاسمؑ بنے تم پہ واری
بن کے تقدیر بگڑی ہماری میرے قاسمؑ بنے تم پہ واری
تم کو کیا کہہ کے روئے یہ ناشاد کیجئے کچھ تو بیکس سے ارشاد
کیا کرے بین بیوہ تمہاری میرے قاسمؑ بنے تم پہ واری
تم کو شادی نہ یہ راس آئی عقد کی صبح گردن کٹائی
ہے قبا خون میں آلودہ ساری میرے قاسمؑ بنے تم پہ واری
چُور لاشہ تمہارا ہوا ہے اور سہرا بھی خون میں بھرا ہے
مر گئے تم سنان کھا کے کاری میرے قاسمؑ بنے تم پہ واری

Presented by www.ziaraat.com

کوئی سنتا نہیں میری فریاد رہ گئی ہائے اس دن کو ناشاد
مجھ کو در در پھراتے ہیں ناری میرے قاسمؑ بنے تم پہ واری
عرض واجدؔ کی ہے تم سے رو رو میرے نوحہ پہ تم صاد کرو
کہہ کے لایا ہے مہندی تمہاری میرے قاسمؑ بنے تم پہ میں واری

نوحہ

واجدؔ لکھنوی

لاش پر تھی یہ کبرؑا کی زاری میرے نوشہ بنے تم پہ واری
بس کے اجڑی ہے بستی ہماری میرے نوشہ بنے تم پہ واری
رخ پہ سہرے کی لڑیاں کٹی ہیں خاک میں دونو زلفیں اَٹی ہیں
نیند ہے یا ہے غش تم پہ طاری میرے قاسمؑ بنے تم پہ واری
سر پہ چادر ہے نہ رخ پہ برقعہ غیر بستی ہے اور ہے یہ بلوہ
کس طرف جائے آفت کی ماری میرے نوشہ بنے تم پہ واری
ساتھ زخموں کے کپڑے پھٹے ہیں پیچ پگڑی کے سارے کٹے ہیں
بھر گئی خون میں صورت تمہاری میرے نوشہ بنے تم پہ واری
کھل گیا سر ہے چادر اُڑھاؤ اور قید جفا سے چھڑاؤ
ہے گرفتار یہ غم کی ماری میرے نوشہ بنے تم پہ واری
کیوں نہیں بولتے غمزدہ سے رن لرزتا ہے آہ و بکا سے
کیا گئی خلد کو ہے سواری میرے نوشہ بنے تم پہ واری
عرش ہلتا تھا واجدؔ کہوں کیا رو کے کہتی تھی جس دم یہ کبرؑا
ظلم پہ ظلم کرتے ہیں ناری میرے نوشہ بنے تم پہ واری

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

واجدؔ لکھنوی

زینبؑ نے کہا لاشہ قاسمؑ پہ یہ رو کر پیارے بنے قاسمؑ
ویران ہوا ہے مرے بھائی کا بھرا گھر پیارے بنے قاسمؑ

کمھلا گیا یہ پھول سا رخ دھوپ میں جانی ہاتھ آیا نہ پانی
دادا سے نہ کرنا مرا شکوہ لبِ کوثر پیارے بنے قاسمؑ

ٹکڑے ہے قبا جسم پہ ہیں زخم نمایاں پیاسے ہوئے بے جان
تم خواب اجل میں ہو بپا گھر میں ہے محشر پیارے بنے قاسمؑ

راس آئی نہ افسوس یہ شادی تمہیں بیٹا ہے پیٹنے کی جا
گھونگھٹ میں دلھن روتی ہے غش آتے ہیں غش پر پیارے بنے قاسمؑ

زخموں سے سنانوں کے کلیجہ ہے نمایاں زینبؑ ترے قربان
غربال ہے تیروں سے ترا سینہ سراسر پیارے بنے قاسمؑ

زینبؑ کے بیاں کا نہیں واجدؔ مجھے یارا ہے قلب دو پارا
ہلتی تھی زمیں کہتی تھی جس وقت وہ رو کر پیارے بنے قاسمؑ

نوحہ

عاجزؔ لکھنوی

در پہ خیمہ کے فضہ پکاری لاش آتی ہے ابنِ حسنؑ کی
کرتے آتے ہیں شبیرؑ زاری غیر حالت ہے شاہِ زمن کی

Presented by www.ziaraat.com

لاشِ نوشہ کو سرور ہیں لاتے اکبرؑ عباسؑ ہیں روتے آتے
ہوئی بیوہ خوزادی ہماری کیا ہے برگشتہ قسمت دلھن کی

چل کے دلھن کو بیوہ بناؤ کالی چادر دلھن کو اُڑھاؤ
لٹ گئی آج کبرؑا بچاری تھی یہ تقدیر اُس خستہ تن کی

لاش نوشہ سے لپٹی تھی مادر بین کرتی تھی رو کے وہ مضطر
گئی جنت کو بیٹا سواری بات پوچھی نہ تم نے دلھن کی

کر کے دلھن کو بیوہ سدھارے ہائے قاسمؑ بنے میرے پیارے
کیا یہ تقدیر اُلٹی ہماری سیر کی تم نے باغِ عدن کی

کیا میں سمجھاؤں دلھن کو بیٹا منہ کو آتا ہے ہر دم کلیجہ
غش پہ غش ہے گا کبرؑا کو طاری صورت ابتر ہے تشنہ دہن کی

گئے ناشاد بیٹا جہاں سے لاؤں سامانِ مدفن کہاں سے
ماں پریشاں ہے حد سے تمہاری غیر ممکن ہے صورت کفن کی

یاد آتے ہیں خمدار ابرو کیا مسلسل تھے پیچیدہ گیسو
خوں سے تر شکل ہے گی یہ ساری زلف میں بو ہے مشکِ خُتن کی

مہندی ہاتھوں میں کیسی لگائی راس تم کو یہ شادی نہ آئی
بگڑی تقدیر بن کر ہماری لاش آئی ہے رشکِ چمن کی

یاد تیری جوانی کروں گی سوگ میں روز و شب میں رہوں گی
عمر بھر تم کو رووَں کی واری ہے گی درپیش صورت محن کی

سوتے ہو خاک پر میرے جانی کیا مٹی مفت میں یہ جوانی
لاش سونپی خدا کو تمہاری کون لے گا خبر بے وطن کی

Presented by www.ziaraat.com

روکے کہتی تھی ناداں سکینہؑ بھائی قاسمؑ ہوئے رن میں بے جاں
رانڈ ہوئی آج بہنا ہماری یہ ہے تقدیر کبرا بہن کی
غیر حالت تھی عاجز بنی کی لاشِ قاسمؑ پہ سینہ زنی تھی
دل پہ لگتے تھے نشتر یہ کاری تاب کب ہے گی آگے سخن کی

نوحہ

مضطرؔ لکھنوی

ہوا رن میں تو جا، بے سر بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ
ہوں میں روتی تری مادر بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ

تجھے یوں موت ہے آئی نہ روئے کیونکر یہ دائی
ہے گردن تو نے کٹوائی بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ

ترے غم نے کیا حیراں ہوں غم میں سرِ عریاں
ہوا تو خون میں غلطاں بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ

ترے سینہ کے صدقے اور تری جرأت کے میں صدقے
تری ہمت کے میں صدقے بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ

کیا تو نے جو وعدہ تھا اُسے لایا بجا بیٹا
نہ پیٹوں کیونکر میں دکھیا بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ

ترا کنگنا ترا سہرا پڑا ہے خون میں ڈوبا
موا تو ہائے سر کٹوا بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

ترے قربان ہوں جانی ملا تجھ کو نہیں پانی
ترے غم سے ہوں دیوانی بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ
چلے عباسؑ بھی مرنے فدا جی شاہ پر کرنے
بڑے دکھ درد میں مرنے بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ
نہیں ہے تاب دل کے اندر اب آگے کیا کہے مضطرؔ
یہی کہتی تھی وہ مضطر بنے قاسمؑ بنے قاسمؑ

نوحہ

نجمؔ لکھنوی

اے فلک ہے یہ اندھیرا کیسا مرنے جاتا ہے اِک شب کا دولھا
غم سے شق ہے کلیجہ دولہن کا مرنے جاتا ہے اک شب کا دولھا
ہے بندھا سر پہ شادی کا سہرا اور دستِ حنائی میں کنگنا
بر میں پہنے ہے جوڑا شہانا مرنے جاتا ہے اِک شب کا دولھا
جب سے ہے ہے دلھن نے سنا ہے ہائے سینہ میں دم گھٹ رہا ہے
بی بیوں میں قیامت بپا ہے مرنے جاتا ہے اِک شب کا دولھا
کوئی دیکھے دلھن کا مقدر پھٹ پڑا ہے فلک غم کا سر پر
کہتی ہے کیا کروں اب میں مضطر مرنے جاتا ہے اِک شب کا دولھا
مر گئے جتنے تھے شہ کے ساتھی اب عزیزوں کی آئی ہے باری
مومنو دو خدا کی دوہائی مرنے جاتا ہے اِک شب کا دولھا
اے فلک ظالموں نے یہ کیسی ہائے آلِ نبیؐ پر جفا کی

Presented by www.ziaraat.com

سر کٹائے پڑے ہیں براتی مرنے جاتا ہے اِک شب کا دولھا
اب ہوئی رانڈ اِک شب کی بیاہی اب ہوئی دو گھروں کی تباہی
اب ہے بے وارثوں کا خدا ہی مرنے جاتا ہے اِک شب کا دولھا
نجمؔ اور اب میں آگے کہوں کیا حشر اہلِ حرم میں تھا برپا
کہتی تھی جب حسنؑ کی یہ بیوا مرنے جاتا ہے اِک شب کا دولھا

نوحہ

نواب زُہرہ بیگم (زوجۂ واجد علی شاہ، بادشاہِ اودھ)

ماں یہ کہتی تھی کہ مرنے کو نہ جاؤ قاسمؑ — اپنی صورت کو نہ مٹی میں ملاؤ قاسمؑ
رات کو پہلو میں اپنے میں سُلاؤں گی کسے — نیند کیونکر مجھے آئیگی بتاؤ قاسمؑ
ہے دعا حق سے کہ دولھا تمھیں بنتے دیکھوں — خاک میں میرے نہ ارمان ملاؤ قاسمؑ
قصد مرنے کا مصمم ہے تو اک کام کرو — ساتھ اپنے مجھے لیتے ہوئے جاؤ قاسمؑ
حرف ہر بار نہ مرنے کا زباں پر لاؤ — دل کو مادر کے نہ لِلّٰہ کُڑھاؤ قاسمؑ
تم تو کہتے تھے کہ ہم ساتھ نہ چھوڑیں گے کبھی — کرتے ہو وعدہ وفا خوب بتاؤ قاسمؑ
آ کے لگ جاؤ گلے سے مرے، قربان گئی — آگ تم اُٹھ کے مرے دل کی بجھاؤ قاسمؑ
کیا کہے زہرہ وہ مادر کا تڑپ کر کہنا — پاس اپنے مجھے اب جلد بلاؤ قاسمؑ

نوحہ

نواب زُہرہ بیگم (زوجۂ واجد علی شاہ، بادشاہِ اودھ)

ماں یہ قاسمؑ کی رو کر پکاری رن کو جاتے ہو تم پر میں واری
اب جیے گی نہ دُکھیا تمھاری رن کو جاتے ہو تم پر میں واری

Presented by www.ziaraat.com

ہے یہ لازم کہ میداں میں جاؤ جان عمو کے قدموں پہ وارو
تھی وصیت حسنؑ کی بھی واری رن کو جاتے ہو تم پر میں واری

دودھ قاسمؑ کو جب ماں نے بخشا ایک کہرام تھا گھر میں برپا
تھا زباں پر یہ زینبؑ کے جاری رن کو جاتے ہو تم پر میں واری

بیٹا جنت میں جس وقت جانا میری تسلیم دادا سے کہنا
اور کہنا خبر لو ہماری رن کو جاتے ہو تم پر میں واری

بولیں کلثوم قاسمؑ سے رو کر کہنا دادی سے قربان جا کر
بھائی کو میرے گھیرے ہیں ناری رن کو جاتے ہو تم پر میں واری

اور کہنا یہ تم جا کے بیٹا آیئے اب مدد کرنے بابا
بے خطا یہ ستاتے ہیں ناری رن کو جاتے ہو تم پر میں واری

جب چلے رن کو قاسمؑ تو مادر پیٹی اپنا سر و سینہ کہہ کر
پھر دکھاؤ گے صورت نہ پیاری رن کو جاتے ہو تم پر میں واری

کیا کہے زہرہ ماں کا تڑپنا اور رو رو کے ہر بار کہنا
لٹ رہی ہے کمائی ہماری رن کو جاتے ہو تم پر میں واری

نوحہ

شہزادۂ اودھ مرزا محمد ثریا قدر بہادر
ثریاؔ لکھنوی

روکے کہتی تھی کبریٰ کہ ہائے میرے دولھا تو جنت سدھارے
اب یہ بیوہ کہاں اُن کو پائے میرے دولھا تو جنت سدھارے

Presented by www.ziaraat.com

دیکھنے بھی نہ پائی میں صورت آگئی جو یکایک یہ آفت
اب دُلھن خاک سر پر اُڑائے میرے دولھا تو جنت سدھارے

اپنے دولھا کے لاشے پہ جاؤں بین کرنے کو گر اذن پاؤں
راہ مقتل کی کوئی بتائے میرے دولھا تو جنت سدھارے

پاس عمو کے تم تو سدھارے کون دکھ درد دیکھے ہمارے
بگڑی تقدیر اب کیا بن آئے میرے دولھا تو جنت سدھارے

ہائے شادی نہ یہ راس آئی ہوگئی خانماں کی صفائی
دست و پا میں حنا کو لگائے میرے دولھا تو جنت سدھارے

جب کہ خیمہ میں آئیں گے ناری کیا سنیں گے مری آہ وزاری
کون اُس وقت مجھ کو بچائے میرے دولھا تو جنت سدھارے

ہاتھ پاؤں میں مہندی لگائی خوں کے دریا میں جا کر نہائے
پاس میرے وہ پھر کر نہ آئے میرے دولھا تو جنت سدھارے

کوئی لِلّٰہ مجھ کو بتائے پاس میرے سکینہؑ جو آئے
سالی اب نیگ کس طرح پائے میرے دولھا تو جنت سدھارے

اے ثریا یہ کہتی تھی کبریٰ ہے قیامت پہ موقوف ملنا
چین اب دل کو کس طرح آئے میرے دولھا تو جنت سدھارے

نوحہ

شہزادۂ اودھ مرزا محمد ثُریا قدر بہادر
ثُریّا لکھنوی

لاشِ قاسمؑ پہ یہی کہتے تھے شہ رو رو کر اے میری جان برادر کی نشانی دولھا
کس طرح سے نہ مرا قلب حزیں ہو مضطر اے میری جان برادر کی نشانی دولھا

Presented by www.ziaraat.com

میں یہ کیونکر کہوں گا لاش کو پامال کیا نیزہ و تیغ سے سب جسم کے اعضا ہیں جدا
مجھ سے پوچھے گی اگر خیمہ میں تری مادر اے مری جان برادر کی نشانی دولھا

پیچ ہر ایک ہے سہرے کا جدا اے ذیشاں نہیں باقی ہے کلائی میں بھی کنگنے کا نشاں
رات کو عقد ہوا دن کو ہوے تم بے سر اے مری جان برادر کی نشانی دولھا

تھا مقدر میں یہی کاتب قدرت نے لکھا آج کے روز تمھارا جو ہوا یہ نقشا
سب بدن چور ہے کھائے ہیں وہ تیر و تبر اے مری جان برادر کی نشانی دولھا

مجھ سے پوچھے گی جو کبریٰ کہ نہ لائے بابا میرے دولھا کو کہاں چھوڑ کے آئے بابا
کس زباں سے میں کہوں گا جو یہ گذری تم پر اے مری جان برادر کی نشانی دولھا

غش سے چونکو تو ذرا آنکھ کو بیٹا کھولو تم پہ صدقے ہو چچا منھ سے تو اس دم بولو
آہ پیاسے ہی گئے جانب حوض کوثر اے مری جان برادر کی نشانی دولھا

اکبرؑ و حضرت عباسؑ کھڑے روتے تھے اے ثریا شہ دیں کہہ کے یہ جاں کھوتے تھے
تیرا لاشہ ہمیں قدرت نے دکھایا اے مری جان برادر کی نشانی دولھا

نوحہ

شہزادۂ اودھ مرزا محمد ثُرّیا قدر بہادر

ثُرّیا لکھنوی

بیمار نے تحریر کیا ابنِ حسنؑ کو بھیّا بنے قاسمؑ
کیا بھول گئے جا کے وہاں تم بھی بہن کو بھیّا بنے قاسمؑ

وہ کونسی ساعت تھی کہ تم گھر سے سدھارے دکھ درد کے مارے
پھر کر جو سفر سے نہیں پھر آئے وطن کو بھیّا بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

سنتی ہوں وہاں آپ نے ہے بیاہ رچایا ہم کو نہ بلایا
کیا اس کے بھی قابل نہ ذرا سمجھا بہن کو بھیّا بنے قاسمؑ

دولھا بنے مارے گئے تم ظلم و جفا سے کیا زور قضا سے
سب کہتے ہیں باندھے ہوئے سہرا چڑھے رن کو بھیّا بنے قاسمؑ

تن چور ہوا اور ہوئے گھوڑوں سے پامال سینہ ہوا غربال
اب تک تو پڑی لاش ہے محتاج کفن کو بھیّا بنے قاسمؑ

چوبیس پہر پیاس کی تکلیف اُٹھائی صابر مرے بھائی
لب خشک ہوئے تر نہ کیا اپنے دہن کو بھیّا بنے قاسمؑ

بیوہ ہوئی بھینا مری اک رات کی بیاہی یہ آئی تباہی
کیا رنج ہوا ہوگا شہنشاہِ زمن کو بھیّا بنے قاسمؑ

ان باغیوں نے حیف کسی گل کو نہ چھوڑا چن چن کے ہے توڑا
مسمار کیا فاطمہؑ دادی کے چمن کو بھیّا بنے قاسمؑ

مدّاح ثریّا ہے تمھارا جو نہایت مشتاقِ زیارت
روضہ پہ بلا دیکھیں اُس زار و محن کو بھیا بنے قاسمؑ

نوحہ

شہزادۂ اودھ مرزا محمد ثُریّا قدر بہادر
ثُریّا لکھنوی

لاش پر بولی بنی مرگئے قاسمؑ بنے
چہرے پہ ہے مردنی مرگئے قاسمؑ بنے

Presented by www.ziaraat.com

مار کے بہتوں کو آپ جامِ شہادت پیا
کیسی یہ دل میں ٹھنی مرگئے قاسمؑ بنے

گھوڑوں نے روندا ہے تن سر میں چبھی ہائے ہائے
نیزے کی کیسی انی مرگئے قاسمؑ بنے

خنجر و تیغ و سناں تن پر پڑی اس قدر
خوں میں زِرہ ہے سَنی مرگئے قاسمؑ بنے

رحم نہ آیا اُسے جس نے کہ مارا تمھیں
کیسا تھا مردِ دنی مرگئے قاسمؑ بنے

حشر میں مجھ سے ملیں دے گئے ہیں آستین
بات کے تو ہیں دھنی مرگئے قاسمؑ بنے

لاش جو تھی بے کفن اس پر اب اللہ کی
چادر رحمت تنی مر گئے قاسمؑ بنے

نوحہ

سجّاد لکھنوی (شاگرد میر علی اُنس)

تھا یہ ماں کا سخن قاسمؑ گلبدن — میرے گل پیرہن قاسمِؑ گلبدن
مل کے ماں سے گئے پر نہ واپس ہوئے — ہو کہاں جانِ من قاسمِؑ گلبدن
اے مرے دلربا کیا پسند آگیا — کربلا کا یہ بن قاسمِؑ گلبدن
کیسی موت آگئی کیا نظر کھا گئی — ہائے ابنِ حسنؑ قاسمِؑ گلبدن
شاد تھا میرا جی تجھ سے تھی زندگی — اے مرے کم سخن قاسمِؑ گلبدن
کچھ تو میری سُنو اور اپنی کہو — مہ جبیں سیم تن قاسمِؑ گلبدن

Presented by www.ziaraat.com

خاک منہ پر ملے آئی ہوں سر کھلے کچھ تو کرو تم سخن قاسمؑ گلبدن
دیکھوں کیا مہ لقا حال ہے جو ترا ٹکڑے ٹکڑے ہے تن قاسمؑ گلبدن
حال سجّاد وہ تو کرے کیا رقم تھا جو ماں کا سخن قاسمِؑ گلبدن

نوحہ

فرّخ لکھنوی

ماں کہتی تھی تم خون میں نہائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ
کیا رنگ یہ تم رن سے بنائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ

جھڑتا ہے گریباں سے فوارّہ لہو کا تر خوں سے ہے دامن
کیا برچھی کوئی سینے پہ کھائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ

کنگنا ہے کلائی سے جدا خون میں ڈوبا سب جوڑا شہانا
سہرے کی لڑیوں کو کٹائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ

کیا نیگ نہ دینے کی سکینہؑ سے ہے تم کو شرمندگی پیارے
گردن کو جو تم اپنے جھکائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ

گھونگھٹ میں بنی ہچکیاں لے لے کے ہے روتی زانو پہ رکھے سر
تم گھوڑے پہ گردن جو ڈھلائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ

اتنے میں دلھن دولھا کا سر گودی میں رکھ کر رو رو کے یہ بولی
کیوں مجھ سے تم آنکھوں کو چرائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ

پیاسے تھے بہت جا کے پیا آبِ دمِ تیغ دریا کے کنارے
بھوکے گئے پھل برچھی کا کھائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ ۰

Presented by www.ziaraat.com

شق ہوگا جگر دیکھ کے مرجائے گی اماں اس واسطے بیٹا
تم سینے کا زخم اپنے چھپائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ
وعدہ تھا دُلھن سے کہ ابھی آتا ہوں پھر کر میدانِ ستم سے
اب آئے تو تم خوں میں نہائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ
پھر چوڑیوں کو توڑ کے اور پھینک کے نتھ کو منہ پیٹ کے بولی
گھونگھٹ میں مجھے رانڈ بنائے ہوئے ہے ہے بنے قاسمؑ
تلوار کا ہے زخم لگا چہرے کے اوپر منہ خوں میں ہے ڈوبا
کیا شکل یہ اے لال بنائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ
فرّخ یہی کہتی تھیں بہم بیبیاں اُس دم منہ پیٹ کے ساری
اچھے گئے تھے برچھیاں کھائے ہوئے آئے ہے ہے بنے قاسمؑ

نوحہ

میر بہادر حسین انجمؔ لکھنوی (شاگردِ میر مونسؔ)

بین کرتی تھیں کبرٰا یہ رو رو ہائے دولھا بنے تم کہاں ہو
خوف جنگل میں آتا ہے مجھ کو ہائے دولھا بنے تم کہاں ہو
ہائے جنگل میں کیسی لُٹی ہوں کن عزیزوں سے اپنے چھٹی ہوں
کیوں نہ رووَں یہ کہہ کہہ کے لوگو ہائے دولھا بنے تم کہاں ہو
اب کہاں جا کے بیٹھوں میں دُکھیا ہیں نہ عمّو نہ بھائی نہ بابا
کتنے ماتم ہیں اور ہاتھ ہیں دو ہائے دولھا بنے تم کہاں ہو

Presented by www.ziaraat.com

سر برہنہ ہوں میں زار و مضطر کوئی والی نہ وارث ہے سر پر
جمع ہیں آلِ احمدؐ کے بدگو ہائے دولھا بنے تم کہاں ہو
چپ لگی ہے زباں کو یہ کیسی میں نے دیکھی نہیں بات ایسی
منھ سے بولو ذرا کچھ کہو تو ہائے دولھا بنے تم کہاں ہو
غم سے تنگی نفس کر رہا ہے ہم پہ ہر وقت جور و جفا ہے
ظلم کرتے ہیں جلاّد ہیں جو ہائے ہائے دولھا بنے تم کہاں ہو
ہائے کیا حال لکھوں اب انجمؔ وہ اسیری وہ گھر کا تلاطم
بین کرنا دلھن کا وہ رو رو ہائے دولھا بنے تم کہاں ہو

نوحہ

زوّار حسین زائرؔ لکھنوی (خاندانِ انیسؔ)

کہا کبرا نے رو کر اے مرے تشنہ دہن دولھا
تمہاری لاش جنگل میں ہے بے گور و کفن دولھا
رسن بستہ مجھے اعدا لیے جاتے ہیں زنداں میں
تمہاری لاش پر کیونکر ہوں آ کر سینہ زن دولھا
میرے سر پر تو چادر بھی نہیں مجھ کو چھپانے کو
کفن دے تم کو کا ہے کا یہ آوارہ وطن دولھا
تمہارے سامنے اے کاش مجھ کو موت آ جاتی
نہ کہتے بدقدم مجھ کو جہاں کے مرد و زن دولھا
گوارا کر جان پہنچے آپ تو عمو کی خدمت میں
دلھن کو کر گئے برباد اے ابنِ حسنؑ دولھا
تمہاری لاش پامالِ سُمِ اسپاں ہوئی ہے ہے
کیا اعدا نے ٹکڑے ٹکڑے یہ گل سا بدن دولھا
تمہارے بیاہ کا بھی رہ گیا دنیا میں افسانہ
یہ قصہ سن کے روئیں گے جہاں کے مرد و زن دولھا
بڑھا کر نتھ ملی ہے خاک منہ پر بدلے افشاں کے
گلے میں سوگ کا پہنا ہے میں نے پیرہن دولھا
ہم ہیں سہتے زنداں میں جفائیں قید اعدا کی
مبارک ہو تمھیں فردوس میں سیرِ چمن دولھا

Presented by www.ziaraat.com

یہی کہتی تھی رو رو کر دلھن دولھا کے ماتم میں　　میرے شریں سخن دولھا میرے گل پیرہن دولھا
بلا لو پاس تم اپنے تو پردہ میرا رہ جائے　　غضب ہے بچپن میں یہ رنڈاپے کا محن دولھا
بندھا تھا ہاتھ میں شادی کا کنگنا شب کو واقسمت　　سحر کو باندھ دی اعدا نے بازو میں رسن دولھا
غمِ نوشاہ میں زائرؔ یہ نوحہ تھا سرور کا　　چچا کے بدلے لڑ کر مر گئے اے صف شکن دولھا

نوحہ

بشیر حسین بشیرؔ بجنوری

کرتی تھیں فروہؑ بیاں　ہائے حسنؑ کے نشاں
ہونے نہ پائے جواں　ہائے حسنؑ کے نشاں
آئی اجل ناگہاں　ہائے حسنؑ کے نشاں
جان کو عمّو پہ فدا کر گئے　قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

آہ یتیم حسنؑ　دوں میں کہاں سے کفن
وقت پڑا ہے کٹھن　دوں میں کہاں سے کفن
مر گئے تشنہ دہن　دوں میں کہاں سے کفن
فکر نہ کچھ مجھ کو بتا کر گئے　قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

بیاہ رچاتی یہ ماں　دولھا بناتی یہ ماں
مہندی لگاتی یہ ماں　دولھا بناتی یہ ماں
عید مناتی یہ ماں　دولھا بناتی یہ ماں

Presented by www.ziaraat.com

مر کے غضب آج یہ کیا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

ہائے مرے کم سخن چل بسے تشنہ دہن
لانے نہ پائی دلھن چل بسے تشنہ دہن
کیا یہ کرے بے وطن چل بسے تشنہ دہن
مجھ کو نہ سہرا بھی دکھا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

ہائے یہ کیا حال ہے بارھواں ہی سال ہے
خون سے تن لال ہے بارھواں ہی سال ہے
لاش بھی پامال ہے بارھواں ہی سال ہے
بیاہ نہ تم اپنا رچا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

خوں سے اے لالہ فام سرخ ہیں کپڑے تمام
ہائے مرے تشنہ کام سرخ ہیں کپڑے تمام
موت کا آیا پیام سرخ ہیں کپڑے تمام
نہر پہ جاں اپنی گنوا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

خون میں سرشار ہو کوچ پہ تیار ہو
موت سے لاچار ہو کوچ پہ تیار ہو
دائی سے بے زار ہو کوچ پہ تیار ہو

Presented by www.ziaraat.com

پیاس کا غم دل پہ اُٹھا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

نازنیں پیارے مرے راج دُلارے مرے
آنکھوں کے تارے مرے راج دُلارے مرے
دل کے سہارے مرے راج دُلارے مرے
دائی کا گھر آج لٹا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

ہائے مرے نامور روؤں گی آٹھوں پہر
ہر گھڑی شام و سحر روؤں گی آٹھوں پہر
اُٹھتا ہے دردِ جگر روؤں گی آٹھوں پہر
دل کی مرے کچھ نہ دوا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

خواب میں بھی آئیو زیادہ نہ ترسائیو
چین جو واں پائیو زیادہ نہ ترسائیو
ماں کو بھی بلوائیو زیادہ نہ ترسائیو
ساتھ سے کیوں مجھ کو جدا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

چھوڑ کے مجھ کو یہاں چل بسے سوئے جناں
اُٹھتا ہے دل سے دھواں چل بسے سوئے جناں
ہائے مرے نوجواں چل بسے سوئے جناں

Presented by www.ziaraat.com

ماں کو گرفتار بلا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے
ہائے غضب اے بشیرؔ قاسمؑ گردوں سریر
وقت جو آیا اخیر قاسمؑ گردوں سریر
موت کا پہنچا سفیر قاسمؑ گردوں سریر
کوچ سوئے ملک بقا کر گئے قاسمؑ جرّار قضا کر گئے
بڑھ کے دلیروں سے وغا کر گئے

نوحہ

بشیر حسین بشیرؔ بجنوری

اے عرش کے تارے قاسمؑ اے چاند ہمارے قاسمؑ
صدقے ہیں تمہارے قاسمؑ اے چاند ہمارے قاسمؑ
جنگل میں ماں کو چھوڑا ہے دائی سے منہ کو موڑا
بن بیاہے پیارے قاسمؑ اے چاند ہمارے قاسمؑ
صدمہ ہے بھاری دل پر بے آس ہوئی اب مادر
مرنے سے تمہارے قاسمؑ اے چاند ہمارے قاسمؑ
ہے موت تمہیں تو آئی اس گھر میں رہی یہ دائی
اب کس کے سہارے قاسمؑ اے چاند ہمارے قاسمؑ
چوبیس پہر سے جانی اک بوند نہ پایا پانی
اس ندی کنارے قاسمؑ چاند ہمارے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

کل تیرہ برس کے ہو کر دنیا سے گئے جان کھو کر
تم پیاس کے مارے قاسمؑ اے چاند ہمارے قاسمؑ
برپا تھا بشیرؔ اک محشر جب کہتی تھی ماں یہ رو کر
اے راج دُلارے قاسمؑ اے چاند ہمارے قاسمؑ

نوحہ
بشیر حسین بشیرؔ بجنوری

ماں لاش پہ کرتی تھی یہی نالہ و فریاد اے قاسمؑ ناشاد
تم مر کے مجھے کر چکے پردیس میں برباد اے قاسمؑ ناشاد

تم تیرھویں ہی سال زمانہ سے سدھارے ہے ہے مرے پیارے
گھر چھوڑ کے دائی کا یہ جنگل کیا آباد اے قاسمؑ ناشاد

کیا آؤ گے میدان سے امداد کی خاطر بتلاؤ تو آخر
جب سر سے اُتاریں گے ردا بانیٔ بیداد اے قاسمؑ ناشاد

اب کس کے سہارے بسر عمر کرونگی دن غم کے بھرونگی
وارث تھے تمہیں اور تم ہی مری اولاد اے قاسمؑ ناشاد

بعد آپ کے زندہ علی اصغرؑ نہ بچے گا سر شہ کا کٹے گا
ہو جائیں گے قیدیٔ محن سیّد سجادؑ اے قاسمؑ ناشاد

سب عترت اطہار کو رسی سے جکڑ کر بچوں کو پکڑ کر
لے جائینگے دربار میں ہے ہے ستم ایجاد اے قاسمؑ ناشاد

برپا تھا بشیرؔ عترت اطہار میں ماتم جس وقت بصد غم
ماں کہتی تھی کیوں، کر گئے بیٹا مجھے برباد اے قاسمؑ ناشاد

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ
بشیر حسین بشیؔر بجنوری

کہتی تھی قاسمؑ کی ماں راج دُلارے مرے
ڈھونڈوں میں تم کو کہاں راج دُلارے مرے

لکھا تھا یہ بخت میں جاتے ہی تم دشت میں
آؤ گے پھر کر نہ یاں راج دُلارے مرے

سر پہ نہ سہرا بندھا بیاہ کا ارماں رہا
ہونے نہ پائے جواں راج دُلارے مرے

تیرہ برس سے سوا سن نہ تمہارا ہوا
آئی اجل ناگہاں راج دُلارے مرے

آس مری توڑ کے بن میں مجھے چھوڑ کے
چل بسے سوئے جناں راج دُلارے مرے

گھوڑوں کی ٹاپوں سے پاش آئی تمہاری جو لاش
دیکھے کن آنکھوں سے ماں راج دُلارے مرے

پہلے لٹا تھا سہاگ چھوٹ گیا پھر یہ بھاگ
اُٹھتا ہے دل سے دھواں راج دُلارے مرے

توڑ کے تم میری آس پہنچے جو دادی کے پاس
کون ہے میرا یہاں راج دُلارے مرے

آگے لکھے کیا بشیؔر فروہؑ کا حالِ تغیرُ
تھی یہی محو فغاں راج دُلارے مرے

نوحہ
بشیر حسین بشیؔر بجنوری

سر پیٹ کے لاشہ پہ بیاں کرتی تھی مادر اے قاسمؑ مضطر
مرنے سے تمہارے ہوا برباد مرا گھر اے قاسمؑ مضطر

اس دشتِ پر آشوب میں ڈالا کہاں ڈیرا گھر چھوڑ کے میرا
ہے ہے مرے جانی مرے پیارے مرے دلبر اے قاسمؑ مضطر

کس بات پہ تم روٹھ گئے مجھ سے بتا دو اتنا تو سنا دو
کیوں آج سرِ خاک لگایا ہے یہ بستر اے قاسمؑ مضطر

Presented by www.ziaraat.com

کیا بہر مدد آؤ گے تم ماں کو بچانے اعدا سے چھڑانے
جب بعد شہؑ دیں مجھے لوٹیں گے ستم گر اے قاسمؑ مضطر

میں کرنے بھی نہ پائی ترے بیاہ کا ساماں واللہ مری جاں
بس دل ہی میں حسرت یہ رہی وائے مقدر اے قاسمؑ مضطر

جینا مجھے منظور نہیں بعد تمہارے اے راج دُلارے
بہتر ہے کہ پھر جائے میرے حلق پہ خنجر اے قاسمؑ مضطر

کیا لکھے بشیرؔ آگے وہ احوال مصیبت برپا تھی قیامت
ناموس حسنؑ لاش پہ جب روتی تھی کہہ کر اے قاسمؑ مضطر

نوحہ

سیّد ابن حسن زائرؔ لکھنوی

چلاتی تھی لاشہ پہ یہ سر پیٹ کے مادر ہے ہے بنے قاسمؑ
تم مر گئے جیتی رہی میں بیکس و مضطر ہے ہے بنے قاسمؑ

دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے بیٹا میں کروں کیا اے وائے دریغا
کس طرح چھاتی پہ رکھوں صبر کا پتھر ہے ہے بنے قاسمؑ

یہ نیند ہے کیسی کہ نہیں اُٹھتے ہو بیٹا پھٹتا ہے کلیجہ
لڑیاں تو کرو سہرے کی چہرے پہ برابر ہے ہے بنے قاسمؑ

اک رات کی بیاہی نہیں جینے کی مری جاں اے مرے پُرارماں
دیکھو تو کہ ہے غش میں پڑی خاک کے اوپر ہے ہے بنے قاسمؑ

پوشاک شہانی نہیں اب سادہ ہے جوڑا منہ تم نے جو موڑا
بٹھلایا ہے سب نے اُسے رنڈ سالہ پنہا کر ہے ہے بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

کیا ہے کہ دلھن سے بھی نہیں بولتے اصلا یہ بیاہ تھا کیسا
شب کو تو ہوا عقد چلے صبح بچھڑ کر ہے ہے بنے قاسمؑ

سمجھی میں کہ یہ نیند نہیں خواب اجل ہے تن موت سے شل ہے
پامال تمہیں کردیا گھوڑوں سے سراسر ہے ہے بنے قاسمؑ

زائرؔ غم و اندوہ سے تھا حشر کا عالم ماں کہتی تھی جس دم
اے مرے پرارماں مرے یوسف مرے دلبر ہے ہے بنے قاسمؑ

نوحہ

سیّد ابن حسن زائرؔ لکھنوی

کبرٰا نے کہا صاحبو رنڈسالہ پنہاؤ دولھا گیا مارا
میں رانڈ ہوئی مجھ کو عزادار بناؤ دولھا گیا مارا

شادی میں غمی ہوگئی گھر ہوگیا برباد فریاد ہے فریاد
افشاں کے عوض خاک مرے منہ پہ لگاؤ دولھا گیا مارا

وہ دن ہے سہاگن نہ رہی وائے مقدر برباد ہوا گھر
ان بیاہ کے کپڑوں کو میرے آگ لگاؤ دولھا گیا مارا

مانگ اُجڑی مری راج لٹا مر گیا نوشاہ راس آیا نہ یہ بیاہ
مسند کو ہٹاؤ صفِ ماتم کو بچھاؤ دولھا گیا مارا

سہرے کی ضرورت نہیں بیکار ہے کنگنا دوبھر ہے یہ کنگنا
لو چوڑیاں ٹھنڈی کرو نتھ میری بڑھاؤ دولھا گیا مارا

تقدیر مری سوگئی اجڑی مری قسمت اے وائے مصیبت
لوگوں میں دلھن بن چکی اب بیوہ بناؤ دولھا گیا مارا

Presented by www.ziaraat.com

کالی کفنی چاہیے مجھ سوگ نشیں کو اور زار و حزیں کو
ہاں شالِ عزا دوش پر اب لا کے اُڑھاؤ دولھا گیا مارا
زائرؔ یہی سر پیٹ کے فرماتی تھیں کبراؑ میں کیا کروں دکھیا
کیا بین کروں صاحبو تم مجھ کو بتاؤ دولھا گیا مارا

نوحہ

سیّد ابن حسن زائرؔ لکھنوی

ماں لاشہ قاسمؑ پہ یہ دیتی تھی دہائی ہے ہے بنے قاسمؑ
پردیس میں سب لٹ گئی زہراؑ کی کمائی ہے ہے بنے قاسمؑ
مجروح کیا تجھ کو ذرا رحم نہ آیا وا حسرت و دردا
تصویرِ حسنؑ خاک میں اعدا نے ملائی ہے ہے بنے قاسمؑ
پیارے ابھی پورے بھی جوان تم نہ ہوئے تھے آ کے قضا نے
یوں لوٹ لی پردیس میں بیوہ کی کمائی ہے ہے بنے قاسمؑ
کبریٰ بنی لاشے پہ ترے روتی ہے یہ کہتی ہے دکھیا
صاحب گئے جنت میں مجھے موت نہ آئی ہے ہے بنے قاسمؑ
لوٹا مجھے بے رحموں نے پردیس میں آ کر اے وائے مقدر
اب جائے کہاں یاں سے یہ گردوں کی ستائی ہے ہے بنے قاسمؑ
زائرؔ تھا بپا حشر کہ تھا لاش پہ ماتم ماں کہتی تھی ہر دم
غربت میں خوش آئی تمھیں کبریٰ سے جدائی ہے ہے بنے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

متینؔ دہلوی

یوں لاشہ قاسمؑ پہ بکا کرتے تھے اکبر اے جانِ برادر
پامال ہوا گھوڑوں سے ہے ہے تنِ اطہر اے جانِ برادر

یاد آتا ہے اس سن میں جوانوں کی طرح سے اے قوتِ بازو
وہ جھوم کے چلنا ترا تلوار پکڑ کر اے جانِ برادر

کیا اُنس تھا ہم تم میں کہ سب دیکھنے والے یہ کہتے تھے اکثر
دو قالب و اِک جان ہیں یہ قاسمؑ و اکبر اے جانِ برادر

اِس اُنس پہ تنہا سوئے فردوس سدھارے بیٹھا ہوں میں تم بن
دم بھر کی یہاں زیست ہے اب موت سے بدتر اے جانِ برادر

ہم بطن بھی بھائی کبھی ایسے نہیں دیکھے جو عشق تھا ہم میں
میں آپکا عاشق تھا فدا آپ تھے مجھ پر اے جانِ برادر

اصغرؑ بھی جواں ہوتے تو وہ تم سے زیادہ کرتے نہ اطاعت
جو امر کیا پوچھ کے قربان ہوں تم پر اے جانِ برادر

کیا اُن سے کہوں پوچھیں چچی جان جو تم کو شرم آتی ہے مجھ کو
رخصت کو بھی جا سکتا نہیں خیمے کے اندر اے جانِ برادر

اُس شخص کی بخشش کا رہے آپکو بھی دھیان دن حشر کے بھائی
سیّد جو ازل سے ہے غلامِ علی اکبر اے جانِ برادر

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

سجاد حسین نگیں حیدر آبادی

پامال ہو کے آیا ہے لاشہ غضب ہوا　　لائے عبا میں ڈال کے ہے ہے شہ ہدا
ہیہات سارے عضو بدن ہیں جدا جدا　　نوشاہ ایسا کوئی جہاں میں نہ ہوے گا

سہرا لہو میں ڈوب گیا ہے یتیم کا
کیا نامراد ہائے جہاں سے گذر گیا

کیا ہائے خاک صبر کرے بیوۂ حسنؑ　　منہ رکھ کے منہ پہ روتی ہے ماں ہائے بے وطن
سکتے میں پائینتی ہے غریب الوطن دلھن　　اللہ رے ضبط شرم سے کرتی نہیں سخن

سہرا لہو میں ڈوب گیا ہے یتیم کا
کیا نامراد ہائے جہاں سے گذر گیا

بیوہ تھی ماں بہو کو بھی بیوہ بناتی ہے　　رنڈ سالا ایک شب کی دلھن کو پنہاتی ہے
چادر سفید اُڑھاتی ہے کنگنا بڑھاتی ہے　　سر پیٹتی ہے گاہے کبھی خاک اُڑاتی ہے

سہرا لہو میں ڈوب گیا ہے یتیم کا
کیا نامراد ہائے جہاں سے گذر گیا

گل ہو گیا چراغ حسنؑ پیٹ سر نگیں　　تھرا رہا ہے فاطمہؑ زہرا کا نازنین
تکتے ہیں آہ سوئے فلک اور کبھی زمیں　　کہتی ہے سینہ پیٹ کے یہ زینبؑ حزیں

سہرا لہو میں ڈوب گیا ہے یتیم کا
کیا نامراد ہائے جہاں سے گذر گیا

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

سجاد حسین نگیںؔ حیدر آبادی

لائے مقتل سے خیمے میں سرور، لاش نوشہ
ٹکڑے ٹکڑے عبا میں اٹھا کر، لاش نوشہ

جان باقی تھی بچے کی تن میں گھوڑے دوڑے
ہو کے پامال آئی ہے گھر پر، لاش نوشہ

پاؤں لٹکے ہوئے ہیں زمیں تک، سر ہے پیچھے
ہوگئی ہائے شہ کے برابر، لاش نوشہ

چُور چُور استخواں چاند سے ہیں، ہے قیامت
یوں دلھن دیکھتی ہے مقدر، لاش نوشہ

شاہ ڈوبے ہوئے ہیں لہو میں، فرطِ غم سے
ہاتھ تھامے ہیں عباسؑ و اکبرؑ، لاش نوشہ

ہر بُنِ مو سے خون بہہ رہا ہے، مثلِ دریا
آئی کس رنگ سے پیشِ مادر لاش نوشہ

اے نگیںؔ خاک اُڑاتی ہے اس دم، سر پہ اپنے
ہائے گھیرے ہوئے آلِ اطہر، لاش نوشہ

نوحہ

واعظؔ لکھنوی

مچلے ہوئے ہیں جذبہ شبیرؑ کی الفت کے
طالب ہیں جواب قاسمؑ مرنے کی اجازت کے

رن کی نہ رضا دوں گا شبیرؑ یہ کہتے تھے
اصرار ہے قاسمؑ کو انداز سے مِنّت کے

بوسے دیے ہاتھوں کو پاؤں کو کبھی چوما
آنسوں بھی نکل آئے آنکھوں سے محبت کے

لپٹایا جو سینے سے شبیرؑ نے قاسمؑ کو
غش دونوں کو آیا ہے طوفان سے رقّت کے

ہوش آنے پہ قاسمؑ نے کی عرض چچا جاں سے
جی بہلے گا اب میرا گلزار میں جنت کے

سرورؑ نے اجازت دی مرنے کی بھتیجے کو
کام آئے شہؑ والا اس طرح بھی اُمت کے

گھوڑے پہ بٹھایا ہے سرورؑ نے بھتیجے کو
سن اتنا ہے قاسمؑ کا بس سامنے حضرت کے

کُرتا ہے اِکہرا اک وہ ہے بھی بس اس طرح
جس طرح کفن ہوئے تن میں کسی میّت کے

Presented by www.ziaraat.com

ہے چاک گریباں بھی اور جوتی بھی ہے ٹوٹی / اس رنج یتیمی میں آثار ہیں غربت کے
عمامے کے دو گوشے ہیں دونوں طرف لٹکے / اور رخ سے اثر ظاہر ہیں پیاس کی شدت کے
اس حال پریشاں پر اک نے نہ ترس کھایا / شعلے بھڑک اٹھے جو اعدا میں عداوت کے
سر لاتا ہوں قاسمؑ کا یہ کہہ کے اُٹھا ظالم / کس طرح بچیں قاسمؑ اب ظلم سے ضربت کے
تلوار وہ تولے ہے پشتِ سرِ قاسمؑ پر / کوئی تو بچالیوے داماد کو حضرت کے
وہ تیغ ستم کھائی وہ شق ہوا سر رن میں / فائز ہوئے وہ قاسمؑ درجے پہ شہادت کے
میری بھی خبر لیجئے اے میرے چچا رن میں / میں نے بھی فدا کردی جاں پاؤں پہ حضرت کے
فریاد سے قاسمؑ کی شہ دوڑے سوئے مقتل / شعلے جو بھڑک اٹھے دل میں غم فرقت کے
اب لاش ہے قاسمؑ کی اور بین ہیں سرورؑ کے / آثار نظر آئیں کیوں کر نہ قیامت کے
واعظؔ نے دعا مانگی قاسمؑ کے ذریعہ سے / آثار نظر آئے کامل اسے صحت کے

نوحہ

واعظؔ لکھنوی

نوشاہ کی میت کو شبیرؑ اُٹھاتے ہیں / شبرؑ کے کلیجے کو یوں دل سے لگاتے ہیں
جب رن سے صدا دی تھی قاسمؑ نے شہؑ دیں کو / وہ منظر غم تم کو ہم آج دکھاتے ہیں
غصہ میں شہ بیکس جھپٹے ہیں سوئے مقتل / نوشاہ کے قاتل کو شمشیر لگاتے ہیں
تلوار نے مولا کی ہاتھ اس کا کیا زخمی / فریاد جو کی اس نے سب اس کو بچاتے ہیں
ہلچل جو پڑی رن میں گھوڑوں کے قدم اٹھے / پامال ہوئے قاسمؑ سب شور مچاتے ہیں
آئے ہیں شہ مضطر لاشے پہ بھتیجے کے / دل پکڑے ہیں ہاتھوں سے اور اشک بہاتے ہیں
افسوس مدد تیری میں کر نہ سکا بچے / رو رو کے یہی سرورؑ قاسمؑ کو سناتے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

اے مومنو یہ کہہ دو دیکھے نہ دلھن میّت — نوشاہ کے لاشے کو شہؑ خیمے میں لاتے ہیں
لپٹائے ہیں لاشے کو سینے سے شہؑ والا — اب گنجِ شہیداں میں اس طرح سے آتے ہیں
لاشوں میں لٹاتے ہیں کب قاسمؑ بے کس کو — احباب کی محفل میں دولھا کو بٹھاتے ہیں
غم حضرت قاسمؑ کا یوں حد سے بڑھا آخر — اب خون کے آنسو ہم آنکھوں سے بہاتے ہیں
ڈھونڈھو نہ یہاں ان کو وہ حضرتِ واعظؔ ہیں — شبیرؑ کے روضہ کو آنکھوں سے لگاتے ہیں

نوحہ

رضا عارف رضوی

اے گلِ باغِ پنجتنؑ قاسمؑ — تم سے تھی شوخیٔ چمن قاسمؑ
کیسے ملتا تمہیں کفن قاسمؑ — ماں کے بازو میں تھی رسن قاسمؑ
ہوگیا جسم نازنیں پامال — آئے ہو رن سے خستہ تن قاسمؑ
خلوتِ قبر میں ہوے روپوش — رونق افزائے انجمن قاسمؑ
کیوں سمجھتے نہ موت کو شیریں — پائی تھی جرأتِ حسنؑ قاسمؑ
سامنے کوہ تھے مصائب کے — اور نہ ماتھے پہ تھی شکن قاسمؑ
ہوگئی تم پہ موت گرویدہ — رن میں دیکھا وہ بانکپن قاسمؑ
شہؑ پہ قربان ہو کے پوری کی — آرزوئے دلِ حسنؑ قاسمؑ
ہیں تمہاری وفاؤں کے شاہد — زرد رُو سرخ پیرہن قاسمؑ
کر دیا ماں کو اپنی فرقت سے — مبتلائے غم و محن قاسمؑ

لکھ دو اُٹھ کے جواب صغراؑ کو
ہو نہ جائے خفا بہن قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

رضاعارف رضوی

تڑپ کے مادرِ بیکس یہ بین کرتی تھی!
شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو
ابھی حسنؑ کے دلارے کی عمر ہی کیا تھی!
شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو
یہ کس کو رحم نہ آیا مری ضعیفی پر؟
شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو
کسی نے ہائے نہ اس کو یتیم ہی سمجھا!
شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو
اسے تو موت بھی شیریں تھی شوقِ نصرت میں
شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو
یہ لال تیرہ برس کی مری کمائی تھی!
شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو
وہ جس کی موت پر کرتی ہے کمسنی ماتم
شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو
اسی کے دم سے مری زندگی تھی وابستہ
شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو
یہ کس قصور پہ گھوڑوں سے کردیا پامال؟
شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو
اسی کے نور سے میری نگاہ روشن تھی

Presented by www.ziaraat.com

شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو

وہ اُٹھ گیا تو نہ کچھ لطف زندگی میں رہا

شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو

خبر تو ہوگی کہ تھا تین روز کا پیاسا

شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو

حسینؑ اس کو تمنّائے دل سمجھتے تھے

شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو

وہی تو جنگ میں کُرتا پہن کے نکلا تھا

شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو

کئی ہزار کے نرغے میں تھا تن تنہا

شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو

سُنا ہے رن میں گرایا گیا تھا دھوکے سے

شہید کس نے کیا ہائے میرے قاسمؑ کو مجھی سے چھین لیا ہائے میرے قاسمؑ کو

نوحہ

مضطر تاج پوری

میرے ناشاد دلربا قاسمؑ تم چھٹے حشر ہو گیا قاسمؑ

لاش قاسمؑ پہ ماں کا نالہ تھا اپنی آواز تو سُنا قاسمؑ

ہائے اس بن میں لٹ گیا کنبہ چل گئی کیا بری ہوا قاسمؑ

تم نے بے آس کر دیا مجھ کو بس خدا کا ہے آسرا قاسمؑ

ہائے کیوں تم نے منھ کو موڑ لیا کچھ بتادو مری خطا قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

چھن گیا دل کا چین اے بیٹا　　کچھ نہیں مجھ کو سوجھتا قاسمؑ
کس طرح صبر دل کو آجائے　　میرا گھر ہی اُجڑ گیا قاسمؑ
بعد تیرے یہ ظلم رن میں ہوا　　تیر بے شیر کو لگا قاسمؑ
لُٹ گیا کارواں غریبوں کا　　شہ کا سایہ بھی اُٹھ گیا قاسمؑ
ظالموں نے جلا دیا گھر کو　　اور سر سے چھنی ردا قاسمؑ
اہل بیتِ نبیؐ کا بعد حسینؑ　　عام مجمع ہے سر کھلا قاسمؑ
بن ترے کس طرح سے طے ہوگا　　شام و کوفہ کا راستا قاسمؑ
ہر جگہ تیری یاد آئے گی　　ہو مدینہ کہ کربلا قاسمؑ
کوئی صورت بتادے پردے کی　　تیری بیوہ ہے بے رِدا قاسمؑ

اپنے مضطرؔ پہ ہو نگاہِ کرم
آپ سے ہے یہ التجا قاسمؑ

نوحہ

سجاؔد زیدپوری

صد پارہ نہ کیوں شاہ کے ہوں قلب و جگر ہائے
دلبر حسنؑ رن میں ہوا خون سے تر ہائے
ٹکڑے تن صد پاش کے شہ لائے عبا میں
یوں لا نہ سکے لاش شہ تشنہ جگر ہائے
فرماتے تھے رُو کر کہ گئے خلق سے قاسمؑ
غلطاں ہوا خوں میں مرے بھائی کا پسر ہائے

Presented by www.ziaraat.com

رُو رُو کے بیاں کرنے لگی بیوۂ شبرؑ
بچے کو مرے کھا گئی یہ کس کی نظر ہائے
عالم میں اندھیرا نہ مجھے کیوں نظر آئے
دنیا سے گیا سوئے جناں رشک قمر ہائے
تن چُور ہے ملبوسِ بدن خون سے رنگیں
کس شان سے آیا ہے مرا لختِ جگر ہائے
رونے کے لئے مادرِ غم دیدہ کو چھوڑا
فرقت میں تری ہوں گے یہ دن کیسے بسر ہائے
پیغامِ قضا ہوتا ہے اولاد کا ماتم
یہ داغ سہے کوئی نہ عالم میں بشر ہائے
جب گیسوئے رُخ تیرے مجھے یاد پڑیں گے
کاٹوں گی میں کس طرح سے یہ شام و سحر ہائے
جاتے تو ہو مادر سے مگر یہ تو بتاؤ
پاؤں گی میں کس طرح سے اب خیر و خبر ہائے
سجّاد بیاں کرتی تھی یہ مادرِ قاسمؑ
مارا گیا میداں میں مرا نورِ نظر ہائے

نوحہ

سجّاد زیدپوری

دل ٹکڑے ہے صدمے سے شہنشاہ زمن کا
مارا گیا میدان میں دل بند حسنؑ کا

Presented by www.ziaraat.com

ٹکڑے تن صد پاش کے لائے ہیں عبا میں
پامال جفا لاشہ ہوا غنچہ دہن کا
ماں کہتی ہے رو رو کے مجھے موت نہ آئی
دنیا سے ہوا کوچ میرے رشک چمن کا
ویران مرا گھر ہوا بسادشت بلا ہائے
اس مادر غمگین پہ گرا کوہ محن کا
اب یاد مجھے آرہی ہیں رات کی باتیں
وہ ولولۂ تیغ زنی شوق وہ رن کا
نیند آئی نہ شب بھر تجھے مرنے کی خوشی میں
دل لگتا نہ تھا خیمے میں یہ شوق تھا بن کا
زخم تیر و تیغ و سناں کھائے بدن پر
پانی سے ہوا حلق نہ تر تشنہ دہن کا
اک رات کی بیاہی کا بھی تم نے نہ رکھا دھیان
دیکھا نہیں جاتا ہے جو ہے حال دلھن کا
جائے گی مرے ساتھ وہ تا شام کھلے سر
تھا اس کے مقدر میں لکھا حلقہ رسن کا
موت آئی عجب وقت میں تجھ کو مرے مہرو
ہے غسل کی تدبیر نہ سامان کفن کا
محشر تھا بپا خیمۂ شبیرؑ میں سجادؔ
لاشہ تھا رکھا فرش پہ اس سروِ چمن کا

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

سجّاد زید پوری

صد پاش ہے جو قاسمؑ گل پیرہن کی لاش
سرورِ عبا میں لائے ہیں ابنِ حسنؑ کی لاش

محشر بپا ہے خیمے میں روتے ہیں اہلِ بیت
غلطاں ہے خاک و خون میں اُس گلبدن کی لاش

مادر یہ رو کے کہتی ہے دیکھوں کن آنکھوں سے
سرتا قدم ہے چُور مرے صف شکن کی لاش

سوکھے ہوئے ہیں ہونٹ عطش سے ابھی تلک
مقتل سے آئی ہے مرے تشنہ دہن کی لاش

فصلِ بہار میں مرا گلزار لٹ گیا
ہے پارہ پارہ تیغوں سے سروِ چمن کی لاش

ظاہر خوشی ہے مرنے کی چہرے سے اب تلک
دیکھو ذرا سب آ کے مرے خستہ تن کی لاش

غسل و کفن کی فکر کروں کیا میں غم زدہ
ہوگی نہ دفن ہائے غریب الوطن کی لاش

برگشتہ ہائے یوں مری تقدیر ہوگئی
دکھلائی مجھ کو اس مرے شیریں سخن کی لاش

ماتم میں اتنی میتّوں پر کس طرح کروں
گویا الگ الگ ہے ہر اک عضوِ تن کی لاش

ماں زندہ رہ گئی تیرے لاشے پہ رونے کو
تو نے نہ کیوں اُٹھائی اسیرِ محن کی لاش

سجّاد حشر خیمہ سرور میں تھا بپا
مسند پہ تھی رکھی ہوئی اُس تیغ زن کی لاش

نوحہ

مرغوب نقوی

شاہ سے جب اذنِ میداں مل گیا
تشنہ لب قاسمؑ لبِ ساحل گیا

شہد سے شیریں بنا کر موت کو
گلشنِ فردوس کی منزل گیا

دیکھتے تھے شاہ یوں قاسمؑ کی جنگ
جس طرف جھوما ادھر کو دل گیا

Presented by www.ziaraat.com

جب چلا ازرق پکار اُٹھی قضا پہلوانِ لشکرِ باطل گیا
حضرت قاسمؑ نے دو ٹکڑے کیے دوزخی تھا نار کے قابل گیا
کوکھ اُجڑی ماں کی کبریٰؑ کا سہاگ شاہ کا ارمان بھی شامل گیا
ہائے وہ شہزادۂ محمل نشیں گِر کے گھوڑوں کے سموں سے مِل گیا
لال کو دیکھا حسنؑ کے ابنِ سعد جان دے دی یا سُوئے باطل گیا
کمسنوں تک نے نہ چھوڑا شہ کا ساتھ اقتدارِ سعیٔ لاحاصل گیا
سانس بھر کر رہ گئی نہرِ فرات حوصلہ مٹی میں دل کا مِل گیا
یا علیؑ ہم نے کہا مرغوبؔ جب دل سے احساسِ ہر اک مشکل گیا

نوحہ

سیّد محمد حیدر ایڈوکیٹ حیدرؔ لکھنوی

کہا قاسمؑ نے کہ دیتے نہیں سرور رُخصت آپ عمو سے دلا دیجئے مادر رُخصت
گر کے قدموں پہ چچا کے یہ کہا قاسمؑ نے اب تو مل جائے مجھے بھی شہِ صفدر رُخصت
دیر مرنے میں بہت میرے ہوئی جاتی ہے ڈر ہے پا جائیں نہ بھائی علی اکبرؑ رُخصت
شہ نے فرمایا کہ ہے شاق جدائی بیٹا بھیج دوں مرنے کو کیسے تمہیں دیکر رُخصت
بعد ملنے کے رضا خیمہ میں آئے قاسمؑ جوڑ کے ہاتھوں کو کہنے لگے مادر رُخصت
بڑھ کے مادر نے بلائیں لیں، کہا رو رو کے چاند کو اپنے کروں بیبیو کیونکر رُخصت
آ کے میدان میں لڑا مثلِ علیؑ، ابنِ حسنؑ تیغ قاسمؑ سے ہوا، ازرقِ بے پر، رُخصت
گر کے گھوڑے سے زمیں پر یہ کہا قاسمؑ نے لیجئے جلد خبر ہوتا ہوں سرور رُخصت
دیکھا شبیرؑ نے سب جسم ہے ٹکڑے ٹکڑے لاش سے بولے لپٹ کر مہِ انور رُخصت
لے چلے لاش کو خیمہ میں جو حیدرؔ شبیرؑ رو کے فرماتے تھے اے جانِ برادر رُخصت

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

سیّد محمد حیدر ایڈووکیٹ حیدرؔ لکھنوی

جب نہ دی رن کی اجازت حضرت شبیرؑ نے ماں کا منہ حسرت سے دیکھا قاسمؑ دلگیر نے
بیٹھ کر گوشہ میں پھر رونے لگے ابن حسنؑ کھولا پھر تعویذِ بازو بیکس و دلگیر نے
لے کے اُس تعویذ کو پہنچے شہِ عالم کے پاس پڑھ کے تحریرِ حسنؑ گریہ کیا شبیرؑ نے
گر پڑے قدموں پہ شہؑ کے قاسمؑ گل پیرہن دیدی آخر اجازت ابنِ خیبر گیر نے
جب چلے خیمہ سے رن کو لے کے مرنے کی رضا خوب لپٹایا گلے سے مادر دلگیر نے
مثلِ حیدر جب چلے میدان کو لے کر تیغ تیز لے لیں حسرت سے بلائیں، مادرِ دلگیر نے
اس قدر زخمی تھے حیدرؔ قاسمؑ تشنہ دہن لاش مشکل سے اُٹھائی حضرت شبیرؑ نے

نوحہ

سیّد محمد حیدر ایڈووکیٹ حیدرؔ لکھنوی

کرتے تھے عرض قاسمؑ سرور سے یہ خوشی سے عزت کی موت بہتر ذلت کی زندگی سے
قدموں پہ گر کے قاسمؑ کہنے لگے یہ شہؑ سے دل پھٹ گیا ہے میرا عموّ کی بیکسی سے
اللہ اب تو ہم کو میدان کی دیجئے رُخصت کیوں موت آئے مجھ کو خیمہ میں بیکسی سے
آیا مقابلہ میں ازرق تو بولے قاسمؑ ہم ہیں علیؑ کے پوتے ڈرتے نہیں کسی سے
ردکر کے وارِ ازرق، کہتے تھے ہنس کے قاسمؑ آتی ہنسی ہے ہم کو تیری بہادری سے
قاسمؑ نے بڑھ کے سر پر تلوار جب لگائی روکا نہ وار، پہنچا دوزخ میں بزدلی سے
ازرق کو قتل کر کے عموّ کو یہ صدا دی مل جائے تھوڑا پانی مرتا ہوں تشنگی سے
قاسمؑ کی لاش حیدرؔ پامال ہو رہی ہے ماں سر پٹک رہی ہے خیمہ میں بے بسی سے

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

ضیاؔ جام نگری

قاسمؑ کو مجتبیٰ کی نیابت پہ ناز ہے
شبیرؑ کو بھتیجے کی نصرت پہ ناز ہے

تیرہ برس کے سن میں وہ تھا چودھویں کا چاند
ابنِ حسنؑ کو حسنؑ کی شہرت پہ ناز ہے

شیریں ترا اپنی موت کو کہتا تھا شہد سے
قاسمؑ کو اپنے جد کی وراثت پہ ناز ہے

بیٹوں کے فدیہ ہونے کا سامان کر گئے
شبیرؑ کو حسنؑ کی محبت پہ ناز ہے

اصغرؑ شہید ہوں گے یہ سن کر تڑپ اُٹھے
شبیرؑ کو بھتیجے کی غیرت پہ ناز ہے

ہمت بڑھائی لال کی قربان ہونے میں
قاسمؑ کی ماں کو دین کی نصرت پہ ناز ہے

چادر میں جس کو لائے تھے رن سے شہؑ ہدا
ماں کو اُس اپنے بیٹے کی میّت پہ ناز ہے

ازرق کے چار بیٹوں کو فِنّار کر دیا
قاسمؑ کو اپنے گھر کی شجاعت پہ ناز ہے

زینبؑ سے نور مل گیا روشن ہوا کلام
ہم کو ضیاؔ اِس اُن کی عنایت پہ ناز ہے

نوحہ

مکرّمؔ لکھنوی

شاہ دیں کو یہ رنج تھا قاسمؑ
تم کو پانی نہیں ملا قاسمؑ

باغ زہراؑ اُجڑ گیا قاسمؑ
راس آئی نہ کربلا قاسمؑ

دے کے رخصت حسینؑ کہتے تھے
دل کی حالت بتائیں کیا قاسمؑ

تم بھی اپنے چچا کو چھوڑ چلے
کوئی اپنا نہیں رہا قاسمؑ

ظالموں سے تمھیں بچائے خدا
سنگدل ہیں یہ اشقیا قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

کیوں سوا ہو نہ پیاس کی ایذا　　گرم ہے دشت کی ہَوا قاسمؑ
بھوک اور تشنگی کی شدّت میں　　خوب کی جنگ مرحبا قاسمؑ
رخش پر کس طرح سے سنبھلیں گے　　چور زخموں سے ہیں سوا قاسمؑ
ٹکڑے ٹکڑے کیا ترا لاشہ　　ظلم کی ہے یہ انتہا قاسمؑ
کیوں نہ روحِ حسنؑ کو چین آئے　　کہ چچا پر ہوئے فدا قاسمؑ
تم سوئے خلد جب سدھار گئے　　گھر میں محشر بپا ہوا قاسمؑ
کہہ کے روتی تھیں مادرِ ناشاد　　اے مرے کشتہ جفا قاسمؑ
سب ہیں خونِ حسینؑ کے پیاسے　　کیا زمانہ بدل گیا قاسمؑ
تیرے لاشے کو کر دیا پامال　　فوجِ اعدا نے کی جفا قاسمؑ

اے مکرّمؔ کہو بہ آہ وفغاں
ہوگئے شاہ پر فدا قاسمؑ

نوحہ
مکرّم لکھنوی

کہتے تھے شاہِ اُمم قاسمؑ گل پیرہن　　کشتۂ جور و ستم قاسمؑ گل پیرہن
اشکوں سے دامن ہے نم قاسمؑ گل پیرہن　　روتے ہیں شیعہ بہم قاسمؑ گل پیرہن
وقت شہادت بھی آہ تم کو نہ پانی ملا　　ابنِ حسنؑ جانِ عَم قاسمؑ گل پیرہن
پیاس میں لگتے رہے نیزہ و تیر دسناں　　سہہ گئے کیا کیا ستم قاسمؑ گل پیرہن
کہہ کے یہ رخصت کیا زینبؑ ناشاد نے　　روئیں گے سب گھر کو ہم قاسمؑ گل پیرہن
قتل ہو تیرا چچا اہلِ حرم ہوں اسیر　　اب ہیں وہ ساماں بہم قاسمؑ گل پیرہن
گئی ماں سوگوار کس سے کہے دل فگار　　تم گئے سوئے ارم قاسمؑ گل پیرہن

Presented by www.ziaraat.com

تین شب وروز سے تشنہ دہن آپ ہیں ۔۔۔ اور نہیں پانی بہم قاسمؑ گل پیرہن
تم نے اُٹھائی نہ تھی کوئی مصیبت کبھی ۔۔۔ اب ہوا سیر الم قاسمؑ گل پیرہن
آہ شہ دیں ہیں دور آپ ہیں زخموں سے چور ۔۔۔ گرد ہیں اہلِ ستم قاسمؑ گل پیرہن

حق پہ فدا ہوگئے تشنہ لب وتشنہ کام
دلبرِ ابرِ کرم قاسمؑ گل پیرہن

نوحہ
مکرّم لکھنوی

قاسمؑ تو گئے سوئے جناں بیوۂ شبرؑ ۔۔۔ ہاں کیوں نہ ہو تو نوحہ کناں بیوۂ شبرؑ
تیرا پسر چشمۂ کوثر پہ ملے گا ۔۔۔ اے قاسمؑ ناشاد کی ماں بیوۂ شبرؑ
اعدا نے کیا اُس کے پسر کو بھی تہہِ تیغ ۔۔۔ یہ ظلم کہاں اور کہاں بیوۂ شبرؑ
اشکوں کے تسلسل میں ہے قاسمؑ کا تصور ۔۔۔ گریاں ہے بصد قلبِ تپاں بیوۂ شبرؑ
لاکھ آنسوؤں کے روکنے میں دل کو سنبھالا ۔۔۔ بیٹھی ہیں جہاں روئیں وہاں بیوۂ شبرؑ
چھپ چھپ کے بہاتی ہیں لہو قلب وجگر کا ۔۔۔ محزون دل و پابندِ فغاں بیوۂ شبرؑ
بیتاب ہے مغموم ہے دل یادِ پسر میں ۔۔۔ ڈھونڈے تو اُسے پائے کہاں بیوۂ شبرؑ

جو نورِ نظر دشت میں پامال ہوا ہے
بیتاب ہے اُس کے لیے ہاں بیوۂ شبرؑ

نوحہ
مکرّم لکھنوی

نہ کیوں اندھیر ہو دنیا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں
شہ دیں رن میں ہیں تنہا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں

Presented by www.ziaraat.com

علمدارِؑ دلاور بھی ہوئے رخصت شہِ دیں سے
ہے کون اب پوچھنے والا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں
مصائب عصر تک ابنِ علیؑ پر سیکڑوں ہوں گے
دِلاسا کون اب دے گا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں

گئے عباسؑ کے لاشے پہ جب رن میں شہِ والا
بہت اس غم سے دل تڑپا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں
کبھی بیٹے کو روتے ہیں کبھی اپنے بھتیجے کو
سوا شہ کو یہ ہے صدمہ نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں
بڑی رونق تھی اِن کے دم سے بزمِ سرورِؑ دیں میں
ہوا ختم ایک افسانہ نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں
ہر ایک اہلِ وفا نے ساتھ چھوڑا دشتِ غربت میں
ہیں رنجیدہ شہِ والا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں
بھرے گھر پر تباہی آ گئی تھی چند ساعت میں
بحسرت شاہ نے دیکھا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں
یہی آرامِ دل اِس وقت میں تھے شاہِ والا کے
یہ کیسا انقلاب آیا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں
اُداسی خیمۂ سبطِ نبیؐ پر کیوں نہ چھا جائے
نہ ہوں کیوں گھر میں ویرانہ نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں
حسینؑ ابنِ علیؑ بھی جان دینے پر ہیں آمادہ
ہو کیوں منظور اب جینا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں

Presented by www.ziaraat.com

مکرم کس طرح اب دل سنبھالیں دلبرِ زہراؑ
کریں اب کیا مرے آقا نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں

نوحہ
شوکتؔ بلگرامی

ابنِ حسنؑ کو نیا بیاہ کا خلعت ملا
شہؑ نے کفن کیا دیا بیاہ کا خلعت ملا
تختۂ تابوت پر رات کٹی تخت کی
خوں میں ڈوبا ہوا بیاہ کا خلعت ملا
حُسنِ جوانی کہاں شانِ شہانی کہاں
دامن خاکِ شفا بیاہ کا خلعت ملا
دیکھ کے قاسمؑ کو ماں کہتی ہے باصد فغاں
کس کو یہ تیرے سوا بیاہ کا خلعت ملا
حجلۂ شادی بنا ابنِ حسنؑ کا مزار
رانڈ کو کالی ردا بیاہ کا خلعت ملا
قاسمؑ گلگوں قبا آپ پہ شوکتؔ فدا
آپ کو سب سے جدا بیاہ کا خلعت ملا

نوحہ
شوکتؔ بلگرامی

بین کرتی تھی یہ کبرٰاؑ مرے نوشاہ اُٹھو

Presented by www.ziaraat.com

دھوپ میں سوتے ہو تنہا مرے نوشاہ اُٹھو
لاش پہ آپ کے آئی ہے دلھن دیکھو تو
اُٹھ کے دیکھو مرا چہرا مرے نوشاہ اُٹھو
کیسی شادی ہوئی یہ راس نہ آئی تم کو
کیا ہوا ہاتھ کا کنگنا مرے نوشاہ اُٹھو
کب سے روتی ہوں میں لاش پہ تمہارے نوشاہ
ہوں میں ایک رات کی بیوہ مرے نوشاہ اٹھو
پھول سہرے کے ابھی سوکھنے پائے بھی نہ تھے
یوں ہی قسمت میں لکھا تھا مرے نوشاہ اُٹھو
حشر اِک خیمہ میں ہو جاتا تھا شوکتؔ برپا
کہتی تھی رو کے جو کبرؑا مرے نوشاہ اُٹھو

نوحہ

شوکتؔ بلگرامی

کہا رو کے کبرؑا نے دے داد دولھا میرے کم سخن مرے ناشاد دولھا
دلھن ہو گئی تری برباد دولھا میرے کم سخن مرے ناشاد دولھا
بندھا شب کو سہرا کھلا صبح کو سر بھری مانگ مٹی سے صندل چھڑا کر
سُنی ہے کہیں ایسی روداد دولھا مرے کم سخن میرے ناشاد دولھا
جہاں میں ٹھکانا نہیں خستہ تن کا تری پائنتی ہو سرہانا دلھن کا
یہاں میری مٹی ہے برباد دولھا مرے کم سخن مرے ناشاد دولھا

Presented by www.ziaraat.com

مزہ زندگی کا نہ مطلق اٹھایا پیام اجل عقد ہوتے ہی آیا
کیا ہم کو شادی نے برباد دولھا مرے کم سخن مرے ناشاد دولھا

رُلانے کو شادی کے چرچے کیئے تھے میں قربان مرنے کو دولھا بنے تھے
سہاگ اپنا مجھ کو نہیں یاد دولھا مرے کم سخن مرے ناشاد دولھا

مری نتھ بڑھانے کو آتی ہیں اماں رنڈاپے کا پیغام لاتی ہیں اماں
بنی رانڈ بنتی ہے فریاد دولھا مرے کم سخن مرے ناشاد دولھا

رنڈاپے میں کچھ منھ سے بولوں نہ بولوں گندھے بال ماتم میں کھولوں نہ کھولوں
کرو کچھ مرے حق میں ارشاد دولھا مرے کم سخن مرے ناشاد دولھا

کرے کس طرح بین اک شب کی بیاہی چھٹے کس طرح ہائے ہاتھوں کی مہندی
عروسی نے کی مجھ پہ بیداد دولھا مرے کم سخن مرے ناشاد دولھا

نہیں تاب تحریر شوکتؔ لکھوں کیا بیاں کرتی تھی لاش قاسمؑ پہ کبرٰا
سُنے کون بیوہ کی فریاد دولھا مرے قاسمؑ مرے ناشاد دولھا

نوحہ

شوکتؔ بلگرامی

قاسمؑ کی ماں پکاری روتے ہوئے نہ جاؤ
دولھا بنے میں واری روتے ہوئے نہ جاؤ

جاں اپنی کھو رہی ہے رونے پہ رو رہی ہے
دیکھو دلھن کی زاری روتے ہوئے نہ جاؤ

حق پر جہاد کرنا ، ہے زندگی یہ مرنا
منگواؤ اب سواری روتے ہوئے نہ جاؤ

یہ جوش ہے بُکا کا سب تر بہ تر ہے سہرا
نوشاہ بن کے واری روتے ہوئے نہ جاؤ

جانا کہیں سے نالاں اچھا نہیں مری جاں
تا کے یہ اشکباری روتے ہوئے نہ جاؤ

Presented by www.ziaraat.com

دولھا تری فغاں سے دل ہو رہا ہے ٹکڑے ارماں بھرے ہو واری روتے ہوئے نہ جاؤ
ہنستے ہوئے پھر آؤ پھر اپنا گھر بساؤ مانو ذرا ہماری روتے ہوئے نہ جاؤ
شوکتؔ کھڑا ہے دولھا سر پر لپیٹے سہرا
کہتی ہیں رانڈیں ساری روتے ہوئے نہ جاؤ

نوحہ
نجمؔ آفندی

رونق دشتِ نینوا قاسمؑ جان زہراؑ کے دلربا قاسمؑ
اے شہیدِ رہ وفا قاسمؑ یہ نیا ظلم ہوگیا قاسمؑ
ہائے پامالِ کربلا قاسمؑ

کیا اسی وقت موت آنی تھی ادھ کِھلا پھول زندگانی تھی
کچھ لڑکپن تھا کچھ جوانی تھی اے جواں مرگ خوش ادا قاسمؑ
ہائے پامالِ کربلا قاسمؑ

حُسنِ صورت پہ دو جہاں صدقے تیکھی چتون پہ بجلیاں صدقے
موت پر عمرِ جاوداں صدقے جس نے دولھا بنا دیا قاسمؑ
ہائے پامالِ کربلا قاسمؑ

جان دینے وطن سے آئے تھے فکرِ رخصت میں سر جھکائے تھے
کیا سفارش پدر کی لائے تھے اِذن کس طرح مِل گیا قاسمؑ
ہائے پامالِ کربلا قاسمؑ

شہِ مسموم کے دُلارے ہو مادرِ غم زدہ کے پیارے ہو

Presented by www.ziaraat.com

بیوگی کے تمہیں سہارے ہو ماں سے کیونکر ملی رضا قاسمؑ
ہائے پامالِ کربلا قاسمؑ

جادۂ شش جہات کانپ گیا کاروانِ حیات کانپ گیا
عرصۂ حیات کانپ گیا پھول سا جسم یہ جفا قاسمؑ
ہائے پامالِ کربلا قاسمؑ

یوں صداقت پہ جان کھوتے ہیں آج تک حق پرست روتے ہیں
سچ ہے شیروں کے شیر ہوتے ہیں یہ سن و سال یہ وغا قاسمؑ
ہائے پامالِ کربلا قاسمؑ

سرفروشی کی شان کیا کہنا ہاشمی آن بان کیا کہنا
اے حسینیؑ جوان کیا کہنا راحت جان مجتبیٰؑ قاسمؑ
ہائے پامالِ کربلا قاسمؑ

طفلِ گلگوں قبا سلام علیک مرد جنگ آزما سلام علیک
وارثِ لافتا سلام علیک انجمؔ اس شان پر فدا قاسمؑ
ہائے پامالِ کربلا قاسمؑ

نوحہ

انجمؔ آفندی

علیؑ کے لاڈلے سرور ریاض مصطفےٰؐ قاسمؑ سکون دل حسنؑ کے فاطمہؑ کے دلربا قاسمؑ
حسینِ آلِ ہاشم سیّد گلگوں قبا قاسمؑ
شباب کربلا جانِ شہیدِ کربلا قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

فقط کُرتا پہن کے جنگ کے میدان میں آجانا عطش میں آب تیغ و تیر سے تسکین پا جانا
یہ تیری ہمتیں یہ حوصلے یہ ولولہ قاسمؑ
شبابِ کربلا جانِ شہیدِ کربلا قاسمؑ
یہ کیسی خوں کی دھاریں ہیں جنھیں سہرا سمجھتی ہے یہ کیسے زخم ہیں دنیا تجھے دولھا سمجھتی ہے
سجی ہے کیا تیرے تن پر شہادت کی قبا قاسمؑ
شبابِ کربلا جانِ شہیدِ کربلا قاسمؑ
یہ کیسا دن تری شادی کا کیسی رات ٹھہری تھی عروسِ مرگ سے کب مرنیوالے بات ٹھہری تھی
ترا عہدِ جوانی تھا، ترا عہدِ وفا قاسمؑ
شبابِ کربلا جانِ شہیدِ کربلا قاسمؑ
دہم کی شب کو جب لاشہ پہ تیری چاندنی پھیلی اسیرانِ بلا میں اور بھی افسردگی پھیلی
خبر ہے کس کا کس کا دل تڑپ کر رہ گیا قاسمؑ
شبابِ کربلا جانِ شہیدِ کربلا قاسمؑ
سُنا ہے لشکرِ اعدا کی بد حالی کا افسانہ قیامت خیز ہے پر تیری پامالی کا افسانہ
نہ جانے تو نے کی تھی کس قیامت کی وغا قاسمؑ
شبابِ کربلا جان شہید کربلا قاسمؑ
ترا دل جلوہ گاہِ ناز ارمانِ شہادت کا ترا اِک اِک نفس دمساز ارمانِ شہادت کا
ترا خونبار پیکر نقشِ تسلیم و رضا قاسمؑ
شبابِ کربلا جانِ شہیدِ کربلا قاسمؑ
نشاط و عیش تھی گھر بھر کی خوشبو تیرے گیسو کی سکوں ہوتی دل مادر کا خوشبو تیرے گیسو کی
گئی ہوگی نہ زنداں تک یہ مقتل کی ہَوا قاسمؑ
شباب کربلا جانِ شہیدِ کربلا قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

نگاہوں میں تری وہ منظر بیداد کیا ہوگا کلیجہ باپ کا ٹکڑے ہوا تھا یاد کیا ہوگا

فلک نے آج ماں کا دل بھی ٹکڑے کردیا قاسمؑ

شبابِ کربلا جانِ شہیدِ کربلا قاسمؑ

مسلمانان عالم کو محرم بھر رلاتی ہے ترے شاعر کو تیرے نجمؔ کو اکثر رلاتی ہے

یہ تیری کم سِنی یہ جان دینے کی ادا قاسمؑ

شبابِ کربلا جان شہید کربلا قاسمؑ

نوحہ

نجمؔ آفندی

پریم نگر کا پنتھی قاسمؑ موت سے بیاہ رچائے گیا

ہنسی خوشی کا جانا ٹھہرا دولھا بنکر آئے گیا

رتھ نار لہو کی دھاریں تھیں اس گورے گورے مکھڑے پر

اس دھج پہ کسی کی لاگی نجر یہی سہرا بدھی کھائے گیا

اِک باغ کھلا تھا کربل بن میں یثرب والے مالی کا

کچھ سوکھ گیا بِن پانی کے کچھ گھام پڑی مرجھائے گیا

شبیرؑ کے تن کی بستی میں شبیرؑ کا من کیا ہیرا تھا

اس دیپ کی لو بڑھتی ہی رہی آنکھوں میں اندھیرا چھائے گیا

اب جا کے ہمالہ پربت سے لے ماتم کی ٹکراتی ہے

اس دیش کی نجمی دور بلا جس دیش پہ یہ غم چھائے گیا

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

فضلؔ نقوی لکھنوی

شوقِ نصرت میں یہ پوشاک شہانی قاسمؑ		غرق ہے خون میں آغازِ جوانی قاسمؑ
جنگ میں خشک زباں کہتی تھی پانی قاسمؑ		اللہ اللہ اثرِ تشنہ دہانی قاسمؑ
کتنا گہرا حسنؑ سبز قبا کا ہے اثر		پھول سہرے کے نظر آتے ہیں دھانی قاسمؑ
حسرتیں جنگ کی میداں میں مکمل ہوتیں		کاش مل جاتا تمہیں پیاس میں پانی قاسمؑ
ماں کے ارمان لہو بن کے بہے اشکوں میں		مل گئے خاک میں اندازِ جوانی قاسمؑ
سر پہ تلوار لگی ہو گیا ٹکڑے لاشہ		خون لکھتا گیا عبرت کی کہانی قاسمؑ
ڈھونڈھ لیں حشر میں دولھا کو دلھن کی نظریں		آستیں دے گئے کبریٰؑ کو نشانی قاسمؑ
مرتے مرتے نہ تصور سے ہٹے حُسن و جمال		ماں کی نظروں میں رہی تیری جوانی قاسمؑ
آخری دم بھی کہیں سے نہ ملا قطرۂ آب		ہائے ہر سانس میں کہتے رہے پانی قاسمؑ
جلتی ریتی پہ وہ فوجوں میں تڑپنا تیرا		زخم سے سر کے لہو کی وہ روانی قاسمؑ
غم میں کتنا ہے اثر فضلؔ ہو اس غم پہ نثار		ہوگئی ساتویں تاریخ نشانی قاسمؑ

نوحہ

رزمؔ ردولوی

مصیبت کو کیا تو نے سمجھا ہے قاسمؑ		لڑائی میں کیا لال مکھڑا ہے قاسمؑ
یہ زخموں میں بھی حُسن نکھرا ہے قاسمؑ		لہو کی ہیں دھاریں کہ سہرا ہے قاسمؑ

عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ

جو صورت ہے پیاری تو سیرت بھی پیاری		نبیؐ و علیؑ کی وہی وضعداری

Presented by www.ziaraat.com

حسنؑ کی جگہ جان سرورؑ پہ واری ہوا لب پہ دردِ محبت کے جاری
عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ
غضب سادگی کی ہے روداد رنگین یہ طفلی یہ بانع نگاہی کا آئین
کہ ہو مودت اور شہد سے بڑھ کے شیریں شہیدوں میں بانکا اک ایسا نہیں
عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ
ہے دل دُوز و جانسوز و پُرغم فسانا وہ تعویذ کے بل پہ رخصت کا پانا
چچا سے گلے مِل کے رونا رُلانا وہ شبیرؑ کا خود فرس پر چڑھانا
عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ
یہ ہمدردیِ دوست دشمن کے عادی کہیں چھپتی بھی ہے تقدس نہادی
بناتے ہیں رنگین یہ غم کی وادی انھیں حق پہ ہے سر کٹانے کی شادی
عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ
یہ دن سِن یہ ہنگامۂ قتل و غارت یہ بچپن بھی ہے اک شبابِ شجاعت
خوشی ہے کہ مرنے کی پائی اجازت بنا ڈالا مقتل کو صد رشک جنت
عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ
نہ بھولے گا یہ بانکپن خاندانی یہ چہرہ شگفتہ یہ تشنہ دہانی
ہوئی کمسنی پہ تصدق جوانی یہ پوشاک خون جگر سے شہانی
عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ
وہ جاری ترے جسم سے خون شبرؑ دم نزع بھی وہ یداللّٰہی تیور
وہ انگڑائیاں جلتی تپتی زمین پر یہ تپتی زمیں ہے کہ پھولوں کا بستر
عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ
وہ چتون کڑی شکل وہ بھولی بھالی ملی خاک میں ہائے کیا خوش جمالی

Presented by www.ziaraat.com

رلائے گی خون حشر تک خستہ حالی　　کھلاتی ہے زخموں کے گل پائمالی

عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ

وہ رہ رہ کے تیرا چچا کو بلانا　　وہ لڑ بھڑ کے لاشہ پہ حضرت کا آنا

وہ بالیں پہ صابر کا آنسو بہانا　　وہ دم توڑنا اور ترا مسکرانا

عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ

نہ یوں غمزدہ ماں کا توڑو سہارا　　ذرا چل کے صورت دکھا دو خدارا

یہ کیا خاک و خون نے سنوارا نکھارا　　یہ سج دھج یہ پروان چڑھنا گوارا

عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ

ترے سر ہے ایماں کی نصرت کا سہرا　　ترے شایاں گلہائے رحمت کا سہرا

کِھلا تجھ پہ کیسا شفاعت کا سہرا　　میں لایا ہوں اشکِ مودّت کا سہرا

عروسِ شہادت کا دولھا ہے قاسمؑ

نوحہ

اثرؔ سرسوی

سب سے کہتی تھی ماں دلھن کی آج کبرؑا کی شادی رچی ہے

گھر میں ماتم کے ہے کیسی شادی آج کبرؑا کی شادی رچی ہے

ہوتے ساماں جو مہندی کا دیکھا

سوچ کر دل میں انجام اس کا

کہہ کے یہ شاہ دیں نے بکا کی آج کبرا کی شادی رچی ہے

بولی زینبؑ سکینہؑ سے آؤ

مہندی قاسمؑ بنے کے لگاؤ

ہوتی صغرؐا تو خوش کیسی ہوتی آج کبرؐا کی شادی رچی ہے
آج شب کو دلھن جو بنی ہے
کل وہ ہے اور سینہ زنی ہے
ہائے چالے ہوئے اور نہ چوتھی آج کبرؐا کی شادی رچی ہے
بولی بانُو یہ قسمت کا لِکھا آج کنگنا بندھا جن میں دیکھا
کل وہ ہوگی رسن میں کلائی آج کبرؐا کی شادی رچی ہے

نوحہ
قیصؔر لکھنوی

قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے ماں غم نصیب نے صفِ ماتم بچھائی ہے
پُراضطراب فاطمہ زہرؐا کی جائی ہے سرورؑ نے لاش اپنے گلے سے لگائی ہے
عباسؑ نے بھتیجے کی میّت اُٹھائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

قاسمؑ کون حضرت شبرؑ کا لال ہے بے مثل و بے عدیل خجستہ خصال ہے
جس میں نبیؐ کا نورِ علیؑ کا جمال ہے پوتا جناب فاطمہؑ کا نونہال ہے
تصویر نور قدرتِ حق نے بنائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

شہزادے کا ہے صرف ابھی تیرہ برس کا سِن گلزارِ زندگی میں پھپکنے کے ہیں یہ دن
وہ بھولی بھولی شکل کہ قربان انس و جن اس بچپنے میں بھی ہے مگر قلبِ مطمئن
آغوشِ شہؑ میں صبر کی تعلیم پائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

Presented by www.ziaraat.com

سرورؑ نے جب بیاں کیا افسانۂ الم عاشور کی یہ شب کا ہے احوالِ درد و غم
میرا بھی نام فردِ شہیداں میں ہے رقم؟ قاسمؑ چچا سے کہتے ہیں کیوں شاہِ ذی حشم

اس نامراد کو بھی جناں میں رسائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

کیوں میرے لال موت ہے تیری نظر میں کیا سُن کر سوال بچّے کا سرورؑ نے یہ کہا
شیریں ہے شہد سے بھی زیادہ مجھے قضا بولا یہ مُسکرا کے دل و جانِ مجتبیٰؑ

آجائے جلد ایسی مرے دل کو بھائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

فرمایا تیری ہمّت و جرأت کے میں فدا شہؑ نے گلے بھتیجے کو اپنے لگا لیا
تم بھی شہید ظلم و جفا ہو گے مہ لقا اس پیاری پیاری شکل پہ قربان ہو چچا

تقدیر میں ہماری، تمہاری جدائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

عاشور کو حسینؑ پہ قربان ہو گیا جو کچھ کہا وہی مرے شہزادے نے کیا
آواز دی مدد کے لئے آیئے چچا گرنے لگا جو گھوڑے سے میداں میں مہ لقا

مُشکل کا وقت ہے دمِ مشکل کشائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

ڈرتا کہ لاش گھوڑوں سے پامال ہو نہ جائے تھامے کلیجہ سبطِ نبیؐ دشتِ کیں میں آئے
اعدائے دیں نے ٹاپوں سے روندا ہے ہائے ہائے دیکھا کہ چُور چُور ہے تن خوں میں ہیں نہائے

تقدیر کب حسینؑ کو میت پہ لائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

تھا دشمنوں میں دیر سے بچہ مرا گھرا ماں نے کلیجہ تھام کے پوچھا کہ کیا ہوا

Presented by www.ziaraat.com

شور و بکا یہ کیسا ہے، کیا ماجرا ہوا کیا دشمنوں میں جا کے شہیدِ جفا ہوا
فضّہ نے آ کے کس کی سُنائی سنائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

ناشاد نامراد کی حسرت نکل تو جائے کمسن سے شاہزادے کو دولھا کوئی بنائے
ہاتھوں میں میرے لال کے مہندی کوئی لگائے گلگوں قبا کو مسندِ شاہانہ پر بٹھائے
ارماں بھرے کی موت وطن بن کے آئی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

جوڑا شہانا سُرخیِ خوں میں رنگا ہوا گلہائے زخم سے مرا نوشہ سجا ہوا
سہرا لہو کی دھاروں کا رُخ پر بندھا ہوا آیا ہے میرا لاڈلا دولھا بنا ہوا
شادی کی یہ گھڑی مجھے حق نے دکھائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

زینبؑ پکاریں بہر خدا رنج ٹالئے بھابھی حسنؑ کا واسطہ دل کو سنبھالئے
دیدارِ آخری کی تو حسرت نکالئے بھائی کھڑے ہیں پاس ردا سر پہ ڈالئے
قیصرؔ یہ سُن کے بی بی نے گردن جھکائی ہے
قاسمؑ کو موت عالمِ غربت میں آئی ہے

نوحہ

ذاکرہ لکھنوی

نوشاہ کے لاشے کو شہؑ ہاتھوں پہ لائے ہیں قاسمؑ بنے میدان سے اس شان سے آئے ہیں
سب جسم ہوا ٹکڑے تیغوں سے جو سرتاسر عباسؑ بھتیجے کو سینے سے لگائے ہیں
ماں کہتی تھی میّت پر کیا تم کو ہوا ہے ہے مادر سے بیاں کردو جو ظلم اُٹھائے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

ماں صدقے ہو اے بیٹا بولا نہیں جاتا
اس چاند سے سینے پر جو زخم اُٹھائے ہیں

اے لال تری شادی کیسی یہ ہوئی ہے ہے
مہماں تھے جو شادی کے وہ پُرسے کو آئے ہیں

تم سوتے ہو اے بیٹا مہماں ہیں جمع گھر میں
ہے وقت یہ خاطر کا سب کنبے کے آئے ہیں

داماد کے لاشے پہ بانوؑ نے کہا رو کر
دولھا تری میّت پہ ہم بیٹی کو لائے ہیں

میں رسم کروں کس کی اے بیبیوں چوتھی کی
دولھا بنے چوتھی کے دن خوں میں نہائے ہیں

یہ بالی سکینہؑ نے کبرا سے کہا رو کر
تر خون میں سر تا پا ابنِ حسنؑ آئے ہیں

کہتی تھی دلھن رو کر کچھ بات کرو صاحب
ہم آپ کے قدموں پر سر اپنا جھکائے ہیں

جاتے ہو کہاں تنہا ہمراہ مجھے بھی لو
رخصت کیا ماں نے گھر آپ کے آئے ہیں

کی میں نے خطا کیا ہے جو بات نہیں کرتے
ہم پوچھنے کو صاحب حال آپ کا آئے ہیں

چوتھی میں ملا صاحب رنڈ سالہ کا جوڑا ہے
افشاں کے عوض منہ پر ہم خاک لگائے ہیں

کیا سوتے ہو تم غافل یہ حال مرا دیکھو
پہنے ہوئے رنڈ سالہ ہم لاش پہ آئے ہیں

دنیا میں کوئی شادی ایسی نہ ہوئی ہو گی
دن چوتھی کے اے صاحب ہم بیوہ کہلائے ہیں

لوٹیں جو لعیں آ کر اُس دم میں کہاں جاؤں
یہ پوچھنے ہم صاحب پاس آپ کے آئے ہیں

روضہ پہ شہؑ دیں کے اے ذاکرہ جانے کی
مدت ہوئی ہم جب سے لو دل سے لگائے ہیں

نوحہ

مولانا عادل رضوی

اک نونہالِ باغِ نبیؐ پائمال ہے
نازک بدن کے خون سے کُرتہ بھی لال ہے

شیرانہ چتونوں سے شجاعت ہے آشکار
تصویر ہے علیؑ کی پیمبرؐ جمال ہے

پاسِ ادب سے چہرے پہ پڑتی نہیں نظر
نو دس برس کا سن ہے یہ جاہ و جلال ہے

معلوم ہو رہا ہے کہ دولھا ہے خواب میں
کیا حُسن دلفریب ہے کیسا جمال ہے

Presented by www.ziaraat.com

مہندی لگی ہوئی ہے کہ ہاتھوں کا خون ہے
تلوار ہاتھ میں ہے ہتھیلی بھی لال ہے
انداز آشکار یتیمی کا رُخ سے ہے
پھولوں کی طرح چہرۂ پُرخوں بھی لال ہے
دشمن سے جنگ کیلئے آیا ہے کس طرح
نیزہ نہ ہاتھ میں ہے نہ کاندھے پہ ڈھال ہے
کس نے کیا تھا گھوڑے پہ معصوم کو سوار
اتنا تو اس صغیر کا سن ہے نہ سال ہے

نوحہ

مولانا عادلؔ رضوی

کیونکر ہوا جنگل میں زہراؑ کا چمن رنگیں
ہے خون سے سب لاشِ فرزندِ حسنؑ رنگیں
دوڑے جو ہیں لاشے پر گھوڑے تو یہ حالت ہے
ہے خون کی چھینٹوں سے قاسمؑ کا بدن رنگیں
معلوم یہ ہوتا ہے میّت ہے یہ دولھا کی
نوشاہ نہیں پھر بھی ہے جامۂ تن رنگیں
کیا ہے جو شہادت پر پوشاک شہانی ہے
ہوتا نہیں دنیا میں مُردے کا کفن رنگیں
بیکس کا لہو کیسا پھیلا ہے زمانے میں
ہے خون کی سُرخی سے یہ چرخِ کہن رنگیں
قاسمؑ کو لگایا ہے سینے سے شہ دیںؑ نے
ہے خون سے پوشاکِ سلطانِ زمن رنگیں

نوحہ

صدر اجتہادی

رَن میں مادر کی تھی فغاں قاسمؑ
تم کو ڈھونڈوں کہاں کہاں قاسمؑ
پارۂ دل پکار لو مجھ کو!
پھر رہی ہوں رَواں دوَاں قاسمؑ
سُرخ پھولوں کی جس طرح لڑیاں
یوں لہو کی ہیں دھاریاں قاسمؑ
اب تو دل سے لبوں تک آپہنچے
نالہ ہائے شرر فشاں قاسمؑ
وہ عزیزانِ با وفا نہ رہے
لُٹ گیا رن میں کارواں قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

زلزلے آئے ، آندھیاں اُٹھیں کروٹوں میں ہے یہ جہاں قاسمؑ
کیا مجھے یاد کر رہے ہو کہیں آ رہی ہیں جو ہچکیاں قاسمؑ
رُخ پہ سہرا ہے خوں کی دھاروں کا یا فلک پر ہے کہکشاں قاسمؑ
میں کہوں اپنا حال بربادی تم کہو اپنی داستاں قاسمؑ
تم ابھی میرے پاس تھے بیٹا ہائے یہ مرگِ ناگہاں قاسمؑ
ڈھونڈتی پھر رہی ہوں میں تم کو صورت نبضِ ناتواں قاسمؑ
موت نے باغِ کم سِنی لوٹا! گِر پڑیں دل پہ بجلیاں قاسمؑ
ہائے تصویر بے کسی ہے دُلھن! تن میں باقی نہیں ہے جاں قاسمؑ
اب تو ہو کر اسیر مقتل سے
قید میں جا رہی ہے ماں قاسمؑ

نوحہ

شاؔد زیدپوری

آئے یتیمِ حسنؑ خوں میں نہائے ہوئے لاش کو سینے سے ہیں شاہ لگائے ہوئے
کھنچتے ہوئے جاتے ہیں خاک پہ قاسمؑ کے پاؤں چل نہیں سکتے حسینؑ لاش اٹھائے ہوئے
رکھتے ہیں تھم کر قدم ہے ابھی بچے میں دم خیمے کے در پر ہے ماں آس لگائے ہوئے
مادرِ قاسمؑ سے شاہ سامنا کیونکر کریں در پہ کھڑے ہیں حسینؑ سر کو جھکائے ہوئے
زندہ تھا بیوہ کا لال ہو گیا تن پائمال دوڑ رہے تھے سوار باگیں اٹھائے ہوئے
خیمہ میں آئی جو لاش آنکھوں میں اٹکا تھا دم تکتے تھے ماں کی طرف آنکھ اٹھائے ہوئے
مادرِ قاسمؑ کے بین سن نہیں سکتے حسینؑ خونِ دل آنکھوں سے ہیں شاہ بہائے ہوئے
اے میرے گل پیرہن چُور ہے سارا بدن آئے ہو دولھا بنے خوں میں نہائے ہوئے

Presented by www.ziaraat.com

نعل کے گہرے نشاں رخ پہ ہیں اے مری جاں | چاند سے چہرے کو یوں ماں سے چھپائے ہوئے
ٹاپوں سے سر ہے دو نیم اے میرے دُرِّ یتیم | خون میں گیسو بھرے ماں کے بنائے ہوئے
گردنِ نازک ہے خم نکلا ہے مشکل سے دم | گیسوئے مشکیں تیرے بل ہیں جو کھائے ہوئے
باپ نہ پہچانیں گے شکل تری دیکھ کر | ماں سے چلے بے خبر آنکھ پھرائے ہوئے
باپ سے بہرِ خدا کچھ نہ شکوہ مرا | پیاس کے مارے ہوئے غم کے ستائے ہوئے
شاؔد کرو یہ دعا نزد شہِ کربلا | خلد میں ہاشم رہیں چھاؤنی چھائے ہوئے

نوحہ

شاؔد زید پوری

بیوہ کا لٹ رہا ہے چمن وامصیبتا | مٹتی ہے یادگارِ حسنؑ وامصیبتا
قاسمؑ نے رکھ دیا ہے قدم پر چچا کے سر | چپکے کھڑے ہیں شاہِ زمن وامصیبتا
جاتا ہے نامراد پسر رو رہی ہے، ماں | پھرتی ہے گرد روحِ حسنؑ وامصیبتا
کیا جانے کیوں پہنایا ہے قاسمؑ کو شاہ نے | سارا لباس شکلِ کفن وامصیبتا
بچہ سمجھ کے ٹوٹ پڑی فوج ہائے ہائے | سورج کو لگ گیا ہے گہن وامصیبتا
اس سمت کے سوار ادھر جارہے، ہیں آہ | قاسمؑ کا پھول سا ہے بدن وامصیبتا
ٹاپوں سے چُور چُور ہوئیں نرم پسلیاں | کچھ کر سکے نہ شاہِ زمن وامصیبتا
لاشے پہ آکے خواہرِ قاسمؑ کے تھے یہ بین | ہے پائمال چاند سا تن وامصیبتا
چہرے پہ ہائے کیسے ہیں یہ نعل کے نشاں | اس شکل پر فدا ہو بہن وامصیبتا
اے شاؔد ساتویں ہے چلو سوئے کربلا | پیاسی ہے فوجِ شاہ زمن وامصیبتا

خیمہ سے العطش کی صدائیں بلند ہیں
سب خشک ہے چمن کا چمن وامصیبتا

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

شیریںؔ بیگم لکھنوی

ماں کہتی تھیں قاسمؑ کی یہ دے دیکے دُہائی دولھا نے قضا کی
کوئی نہ تمنا مری افسوس برآئی دولھا نے قضا کی

شادی کے بدل ہوگیا غم کیا کروں لوگو بتلاؤ تو مجھ کو
اندھیرا ہے آنکھوں سے نہیں دیتا دکھائی دولھا نے قضا کی

دنیا سے مرا لال پُرارمان سدھارا رن میں گیا مارا
افسوس کہ سسرال سے مہندی بھی نہ آئی دولھا نے قضا کی

دنیا میں کسی پر بھی نہ گذرے یہ الٰہی کیسی ہے تباہی
مسند کو اُٹھا کر صفِ ماتم ہے بچھائی دولھا نے قضا کی

وہ بھوک میں اور پیاس میں مارا گیا جانی پیمبرؐ کی نشانی
مصری کے بدل تیغِ ستم رن میں ہے کھائی دولھا نے قضا کی

اب جوڑے شہانے کے بدل خون میں نہایا ہے ہے مرا جایا
کنگنے کے عوض ہوگئی مجروح کلائی دولھا نے قضا کی

اے بیکسو ماتم کرو میں ہوگئی ناشاد گھر ہوگیا برباد
لاشہ لئے آئے ہیں شہ کرب و بلائی دولھا نے قضا کی

امید تھی لاؤں گی دلھن ابنِ حسنؑ کی اس غنچہ دہن کی
اب کوکھ مری لٹ گئی اللہ دوہائی دولھا نے قضا کی

اب منھ کو دکھانے کی نہیں مجھ کو رہی جا ہے ہے میں کروں کیا
شرمندہ ہوئی بانوئے شبیرؑ سے بھائی دولھا نے قضا کی

Presented by www.ziaraat.com

برباد کیا صاحبو تقدیر نے مجھ کو پُرسا تو ذرا دو
میں جیتی رہی ہائے مجھے موت نہ آئی دولھا نے قضا کی

گل ہو گیا وہ گھر کا چراغ ہمارا ہر سُو ہے اندھیرا
ہے ہے یہ خبر کس لئے لوگو ہے چھپائی دولھا نے قضا کی

دل مادری الفت سے ہے بیتاب ہمارا اے صاحبو لِللہ
چھاتی سے لگاؤ مری کیوں دیر لگائی دولھا نے قضا کی

بے جرم وخطا مارا گیا ہائے وہ پیارا یہ بیوہ کرے کیا
سب خاک میں ارمان ملے فریاد الٰہی دولھا نے قضا کی

شیریںؔ یہی کرتی تھی بیاں زوجۂ شبرؑ برباد ہوا گھر
میں آکے یہاں لٹ گئی خالق کی دوہائی دولھا نے قضا کی

نوحہ

گوہر لکھنویؔ

ماں قاسمؑ ناشاد کی میّت پہ پکاری، ماں ہو ترے واری
میدان سے نوشاہ کی آئی ہے سواری، ماں ہو ترے واری

دولھا تمہیں مادر نے بنایا تھا میری جاں، نکلا میرا ارماں
پوشاک بھی پہنا کے تمہیں دیکھ لی بھاری، ماں ہو ترے واری

مادر کو دیا داغ دلھن کو کیا برباد، اے قاسمؑ ناشاد
بیوہ ہوئی صد حیف کہ شبیرؑ کی پیاری، ماں ہو ترے واری

پردیس میں تقدیر نے کیا ہم کو دکھایا، وا حسرت و دردا
افسوس کوئی نکلی تمنّا نہ ہماری، ماں ہو ترے واری

Presented by www.ziaraat.com

اک شب کیلئے دولھا بنے اے میرے پیارے خلد آج سدھارے
برباد دلھن ہوگئی افسوس تمہاری، ماں ہو ترے واری
بس روک قلم کر نہ بیاں حالتِ مادر اے گوہرؔ مضطر!
غش آگیا سر پیٹ کے جسدم یہ پکاری، ماں ہو ترے واری

نوحہ

گوہر بیگم گوہرؔ

دشت بلا میں کس کی لوٹی گئی کمائی ۔۔۔ کس ماں کی روشنی یہ بیدینوں نے بجھائی
یہ غل ہے رن میں برپا جنگل میں کون اُجڑا ۔۔۔ جلدی خبر لو جا کے یہ کس کو موت آئی
اکبرؑ ہیں کیوں پریشاں عباسؑ بھی ہیں گریاں ۔۔۔ فوج حسینؑ میں کیوں برپا ہے ایک دہائی
ایک شور ہو رہا ہے خیمہ کے در پہ برپا ۔۔۔ پامال ہو کے رن سے قاسمؑ کی لاش آئی
سنتے ہی اس خبر سے رانڈوں میں ہے تلاطم ۔۔۔ سیدانیوں نے مل کے دولھا کی صف بچھائی
پھاڑے ہوئے گریباں ہیں ساتھ شاہ ذیشاں ۔۔۔ پامال لاش لا کے خیمہ میں ہے لٹائی
ایک تہلکہ پڑا ہے مادر کی یہ صدا ہے ۔۔۔ قاسمؑ کہاں ہے لوگو دیتا نہیں دکھائی
میت کے پاس آ کے لے کر کہا بلائیں ۔۔۔ پردیس کی یہ شادی تم کو نہ راس آئی
نوشاہ بن کے آئے دشت وغا سے بیٹا ۔۔۔ کیسی بہار تم نے مادر کو یہ دکھائی
سہرا کہاں ہے واری میں بھی تو لوں بلائیں ۔۔۔ لڑیاں کھلیں ہیں رخ پر مہندی کہاں لگائی
تم کو گلے لگالوں تم پر نثار ہو لوں ۔۔۔ واری سمجھ گئی میں تا حشر ہے جدائی
پالا تھا کن دکھوں سے نازوں سے حسرتوں سے ۔۔۔ محنت غریب ماں کی مٹی میں کیوں ملائی
جنگل میں بے سہارا مادر کو تم نے چھوڑا ۔۔۔ بیٹا میری ریاضت کیوں دل سے ہے بھلائی
اے میرے شاہزادے گوہرؔ ہو تم پہ صدقے ۔۔۔ نام و نشاں حسنؑ کے شبیرؑ کے فدائی

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

گوہر بیگم گوہرؔ (شاگرد خبیر لکھنوی)

جب گل ہوا چراغِ حسنؑ قتل گاہ میں
دنیا سیاہ تھی شہؑ دیں کی نگاہ میں

جاتے ہیں رن میں اکبرؑ و عباسؑ اور حسینؑ
لغزش قدم قدم پہ ہے سرور کو راہ میں

مقتل میں ڈھونڈھی جا رہی ہے لاش ہر طرف
ہر سمت کو غل ہے یزیدی سپاہ میں

پامال رن میں ہو گیا ہے دلبر حسنؑ
سُن کے حسینؑ غش ہوئے ہیں قتل گاہ میں

ٹکڑے ملے ہیں جسم کے کہرام رن میں ہے
اکبرؑ اُٹھا کے لا رہے ہیں خیمہ گاہ میں

میت کے ساتھ مضطر و گریاں حسینؑ ہیں
بھائی کے بازو تھامے ہیں عباسؑ راہ میں

قاسمؑ کی لاش آ گئی خیمہ میں شور ہے
چھایا ہوا اندھیرا ہے ماں کی نگاہ میں

سیدانیوں میں ایک تلاطم ہے حشر ہے
کہرام برپا ہو گیا ہے خیمہ گاہ میں

پامال لاش دیکھ کے مادر کے بین ہیں
ارمان پورے ہو گئے سب تیرے بیاہ میں

بچے نے میرے خون کی مہندی لگائی ہے
سہرا بڑھا کے آئے ہو کیا قتل گاہ میں

دیکھو حسینؑ اکبرؑ و عباسؑ روتے ہیں
ماتم بپا ہے تیرا حسینی سپاہ میں

گوہرؔ نہ حال مادرِ مضطر بیان کر
تاثیر کیا بتاؤں جو تھی ماں کی آہ میں

نوحہ

یوسف آرا بیگم ماہرؔہ لکھنوی

(بنتِ چھنگا صاحب حسینؔ لکھنوی)

یہ ماں کہتی تھی رو رو کر اُٹھو قاسمؑ اُٹھو قاسمؑ
بپا ہے خیمہ میں محشر اُٹھو قاسمؑ اُٹھو قاسمؑ

کھڑی روتی ہوں میں کب سے خبر تم کو نہیں بیٹا

Presented by www.ziaraat.com

ترس کھاؤ بس اب مجھ پر اُٹھو قاسمؑ اُٹھو قاسمؑ

عوض سہرے کی لڑیوں کے لہو جاری ہے چہرے سے
ہزاروں زخم ہیں تن پر اُٹھو قاسمؑ اُٹھو قاسمؑ

کوئی مونس ہے اب شہ کا نہ یاور ہے نہ ہمدم ہے
چلے ہیں رن کو اب سرور اُٹھو قاسمؑ اُٹھو قاسمؑ

جسے تم بیاہ لائے ہو اسے اتنا تو بتلا دو
کہ بہلائے وہ دل کیونکر اُٹھو قاسمؑ اُٹھو قاسمؑ

دلھن جو ہے جھکائے سر بہت ہے اس کا دل مضطر
ترس کھاؤ بس اُس پر اُٹھو قاسمؑ اُٹھو قاسمؑ

ذرا کچھ منہ سے تو بولو ذرا تم آنکھ تو کھولو
برائے خالقِ اکبر اُٹھو قاسمؑ اُٹھو قاسمؑ

حرم سر پیٹتے تھے اور بھی اے ماہرہ اُس دم
یہ ماں جب کہتی تھی رو کر اُٹھو قاسمؑ اُٹھو قاسمؑ

نوحہ

یوسف آرا بیگم ماہرہ لکھنوی

(بنتِ چھنگا صاحب حسین لکھنوی)

مقتل میں آج روح حسنؑ آئی لاش پر
دولھا کو رونے جبکہ دلھن بھی آئی لاش پر

قاسمؑ کی ماں یہ کہتی تھی سر پیٹ پیٹ کر
بیٹا اُٹھو تمہاری دلھن آئی لاش پر

اِس طرح منہ کو موڑنا الفت سے ہے بعید
دیکھو تو کون اسیر محن آئی لاش پر

قاسمؑ دلھن کے حق میں جو کہنا ہے وہ کہو
رنڈسالہ پہنے مثل کفن آئی لاش پر

Presented by www.ziaraat.com

بیٹا یہ نیند کیسی ہے سوچکے اُٹھو ناشاد نامراد دلھن آئی لاش پر
کیسا یہ انقلاب ہے دیکھو تو اک ذرا سر کھولے ایک شب کی دلھن آئی لاش پر
پوتے علیؑ کے ہو اُسے غم سے رہا کرو مجروح تن اسیرِ محن آئی لاش پر
میں رانڈ ہو گئی میرا وارث ہوا شہید یہ بین کرتی ہائے دلھن آئی لاش پر
دل کی طرح زمیں بھی ہلی رن کی ماہرہ
جب دختر امام زمن آئی لاش پر

پنجابی نوحہ

تنویر کڑی باوا

نہ دے فرواؑ تو صداواں قاسمؑ آونڑاں
نہ دیکھیاں کرہن راہواں قاسمؑ نئیں آونڑاں
فرواؑ دیاں روندیاں انکھیاں ہائے چلن ہواواں تتیاں
قاسمؑ دے ہونڑیں ٹکڑے کیویں وکھریاں پھل دیا پتیاں
انج پتر نہ دے کھن ماواں قاسمؑ نئیں آونڑاں
فرمایا پاک حسینؑ اے کرو بیبیوں رج کے ویں اے
سرمایا ویر حسن دا فرواؑ دے دل دا چین اے
گیا ماریا وچ صحراواں قاسمؑ نئیں آونڑاں
سہرے دے پھل مرجھائے خیمے میں رنگ بدلائے
قاسمؑ دی لاش دے ٹکڑے جدوں خیمے دے وچ آئے
کیتیاں ماتم پھپیاں ماواں قاسمؑ نئیں آونڑاں
کدی ولاں نوں میں کھولاں کدی پتر دی یاد وچ رونڑاں

Presented by www.ziaraat.com

میرے لال دے ہتھ نئیں لب دے کیویں لیں میں مہندی گھولاں

اُودے کیویں شکن مناواں قاسمؑ نئیں آونڑاں

نوحہ

سیّدہ بیگم شکارپوری

ہیں لاشۂ قاسمؑ کو شہ جن و بشر لائے — خیمے میں شہادت کی عباسؑ خبر لائے

تھا بیبیوں میں محشر غش کھا کے گری — ترخوں میں شہ والا شبّرؑ کا پسر لائے

دولھا بنے آئے ہو مقتل سے میرے بیٹا — کیا نیگ میں بہنوں کو اے نورِ نظر لائے

آیا نہ دھیان تم کو بچّے ہیں بہت پیاسے — دریا سے نہ پانی تم اے رشکِ قمر لائے

خالی ہوا جاتا ہے گھر فاطمہ زہراؑ کا — فدیہ کے لئے مولاؑ اپنا بھرا گھر لائے

عباسؑ بھی اکبرؑ بھی تیار ہیں مرنے کو — مٹی میں ملانے کو یہ لعل و گہر لائے

کیا دل پہ بنی ہو گی اے سیّدہ مادر کے — جب لاشۂ قاسمؑ کو شہ خون میں تر لائے

نوحہ

ذکیہ لکھنوی

لاشِ قاسمؑ پہ مادر پکاری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

نیند کیسی یہ آج آئی واری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

جمع شادی کے مہمان ہیں سارے نیگ لینے کھڑے ہیں گے پیارے

ہے جو بالی سکینہؑ تمہاری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

سب کے دل پر تو اندوہِ غم ہے کیسا شادی میں رنج و الم ہے

دیکھو پھوپھیاں بھی کرتی ہیں زاری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

Presented by www.ziaraat.com

سارا کنگنا لہو میں بھرا ہے سینہ نیزہ سے سارا چھدا ہے
کیا کرے ماں دکھ درد ماری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

ہائے کبرا نے رنڈسالہ پہنا خاک کا ہے لگا منہ پہ چھاپا
کہہ رہی ہے گی بانو کی پیاری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

بدلے شربت پیا آبِ خنجر کس طرح خاک اُڑائے نہ مادر
بھوک میں کھایا نیزہ ہے کاری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

نیند کیسی یہ آج آئی بیٹا بے خبر ہو نہیں ہوش اصلا
کروٹیں بھی نہیں لیتے واری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

بات تو کچھ کرو آکے مجھ سے ماں کا دل ہوتا ہے ٹکڑے ٹکڑے
دل پہ چلتی ہے غم کی کٹاری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

اب نہیں تاب آگے ذکیہ جب کہ کہتی تھی رو رو، وہ دکھیا
ماں کرے کس طرح سے نہ زاری سو چکے بس اُٹھو مرے دلبر

نوحہ

حکیم مرزا محمد جعفر محمدؔ لکھنوی

اے گل رخ اے رشکِ چمن اے قاسمؑ گل پیرہن
محبوبِ خاصِ پنجتن اے قاسمِؑ گل پیرہن

تم پر درودِ مصطفےٰؐ تم پر سلامِ مرتضیٰؑ
تسلیم اے ضیغم فگن اے قاسمِؑ گل پیرہن

Presented by www.ziaraat.com

لختِ دلِ پاکِ نبیؐ اے راحتِ روحِ علیؑ
جانِ بتولؑ ابنِ حسنؑ اے قاسمِؑ گل پیرہن

اے روحِ قلبِ مجتبیٰ دل بندِ شاہِ کربلا
منظورِ آفات و محن اے قاسمِؑ گل پیرہن

اے لعلِ زہرا ذی شرف اے خوش گہر دُرِّ نجف
اے غیرتِ دُرِّ عدن اے قاسمِؑ گل پیرہن

کم سن تھے اور تشنہ دہاں کب ہونے پائے تھے جواں
قربان اے زیبِ زمن قاسمِؑ گل پیرہن

جب جانبِ مقتل چلے پھاڑا گریبان شاہ نے
کُرتا ہوا شکلِ کفن اے قاسمِؑ گل پیرہن

تلوار جب تم سے چلی یاد آ گئے ہونگے علیؑ
قربان میں اے تیغ زن اے قاسمِؑ گل پیرہن

تھی کثرتِ اہلِ جفا سیراب و سیر اہلِ دغا
تم بھوکے اور تشنہ دہن اے قاسمِؑ گل پیرہن

اس پر بھی کیا ہی جنگ کی ازرق کی کیا چورنگ کی
احسنت اے ابنِ حسنؑ اے قاسمِؑ گل پیرہن

آخر تنِ تنہا ہو جو لاکھوں پہ ور کیوں کر وہ ہو
ٹکڑے ہوا نازک بدن اے قاسمِؑ گل پیرہن

طاقت نہ لڑنے کی رہی ملکِ بقا کی راہ لی
پیش آیا جنت کا چمن اے قاسمِؑ گل پیرہن

Presented by www.ziaraat.com

تم نے پکارا شہؑ کو جب تھا قلب پر ازحد الم
روتے چلے شاہ زمن اے قاسمِ گل پیرہن

تھی فوج بھی چھائی ہوئی بدلی تھی اک آئی ہوئی
مملو تھا اہلِ کیں سے رن اے قاسمؑ گل پیرہن

بھاگے جو سب ہیں زشت خو دیکھا تمہارے جسم کو
زخموں سے تھا رشکِ چمن اے قاسمِ گل پیرہن

خیمے میں آئی لاش جب کہرام برپا تھا عجب
تڑپیں بہت ماں اور دلھن اے قاسمِ گل پیرہن

تھے نزع کی حالت میں تم ہوش و حواس شہ تھے گم
سر پر گرا کوہ محن اے قاسمؑ گل پیرہن

بہرِ محمدؐ اب دعا فرماؤ اے بحرِ عطا
لطف اس پہ ہو سِرّ و علن اے قاسمِ گل پیرہن

نوحہ

میر سیّد علی شائقؔ دہلوی

کہتی تھی قاسمؑ کی ماں، اب نہیں جینے کی میں
مر گیا بیٹا جواں، اب نہیں جینے کی میں

نازوں کا پالا میرا، گیسوؤں والا میرا
گم ہوا کھا کر سناں، اب نہیں جینے کی میں

کس پہ ہمیں چھوڑ کر، چل دیئے منہ موڑ کر
ماں تمھیں ڈھونڈے کہاں، اب نہیں جینے کی میں

اے مرے غنچہ دہن، راحتِ جانِ حسنؑ
قتل ہو تشنہ دہاں، اب نہیں جینے کی میں

تجھ سے ہی روشن تھا گھر، تجھ سے ہی گلشن تھا گھر
اب ہے خزاں بوستاں، اب نہیں جینے کی میں

Presented by www.ziaraat.com

تو ہوا بسمل اُدھر، دل ہوا ٹکڑے اِدھر
آ گئی ہونٹوں پہ جاں، اب نہیں جینے کی میں

روتے ہیں سبطِ نبیؐ، پھوڑتی ہے سر پچی
حشر ہے گھر میں عیاں، اب نہیں جینے کی میں

غم میں تیرے خوش سیر، روتی ہوں شام وسحر
کر دیئے دریا رَواں، اب نہیں جینے کی میں

سینہ و سر پیٹ کر، بولی دُلھن نوحہ گر
چھپ گئے دولھا کہاں، اب نہیں جینے کی میں

کیسی یہ شادی رچی، غم ہے بجائے خوشی
زندگی ہے رائیگاں، اب نہیں جینے کی میں

پھول یہ سہرے کے بھی، رنگ نہ بدلے ابھی
تم گئے سوئے جناں، اب نہیں جینے کی میں

مہندی نہ اب تک چھٹی، جان پہ جو آ بنی
خوں میں نہائے یہاں، اب نہیں جینے کی میں

حیف کہ شب کی دُلھن، اُس پہ یہ رنج و محن
غم کا گرے آسماں، اب نہیں جینے کی میں

مر کے نہ پایا کفن، ٹکڑے ہوا گُل سا تن
کیا کروں میں بے زباں اب نہیں جینے کی میں

پھٹتا تھا شائقؔ جگر، آہ دُلھن نوحہ گر
کرتی تھی جب یوں بیاں، اب نہیں جینے کی میں

نوحہ

اکملؔ شہیدی لکھنوی

قاسمؑ کو تصور میں ماں دولھا بناتی ہے
مہندی بھی لگاتی ہے پوشاک پنہاتی ہے

چین آیا نہیں جس دم فرقت میں کسی پہلو
پھول اشکوں کے چُن چُن کے پھر سہرا بناتی ہے

اِک شب کا جو دولھا تھا وہ قتل ہوا ہے ہے
رو رو کے یہی نوحہ ماں سب کو سناتی ہے

فرقت میں تڑپتا ہے دل ماں کا جو قاسمؑ کی
گھبرا کے وہ کبرٰا کو سینے سے لگاتی ہے

بیٹے کی شہادت کا یاد آتا ہے منظر جب
ماں اشکِ غمِ حسرت آنکھوں سے بہاتی ہے

جب رات کی تاریکی چھاتی ہے زمانے پر
یادِ غمِ قاسمؑ کی ماں شمع جلاتی ہے

یاد آتی ہے قاسمؑ کی پامالیٔ میّت جب
ماں خونِ جگر اکملؔ آنکھوں سے بہاتی ہے

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

فرحت کاظمی (زوجۂ مولانا طاہر جرولی)

روکے کہتی تھی ماں ہائے قاسمؑ مرے
تم کو ڈھونڈوں کہاں ہائے قاسمؑ مرے

دردِ فرقت سے تیرے مرے ماہ رو
میرا دل ہے تپاں ہائے قاسمؑ مرے

پیاس میں تین دن کی لڑے خوب تم
میرے تشنہ دہاں ہائے قاسمؑ مرے

زخم اتنے ہیں گہرے لگے جسم پر
خوں ہے اب تک رواں ہائے قاسمؑ مرے

آنکھ تو کھول کر دیکھو ماں کی طرف
اے مرے نیم جاں ہائے قاسمؑ مرے

رو رہے ہیں تمھارے سرہانے کھڑے
بادشاہ جہاں ہائے قاسمؑ مرے

درد ہے کس جگہ اے مرے مہ لقا
کچھ کرو تو بیاں ہائے قاسمؑ مرے

جسم نازک پہ ہے ہے لگے کس قدر
زخم تیر و سناں ہائے قاسمؑ مرے

موت آئے گی تم کو مرے سامنے
یہ نہیں تھا گماں ہائے قاسمؑ مرے

تم تو بیٹا گئے سوئے خُلدِ بریں
اور زندہ ہے ماں ہائے قاسمؑ مرے

اپنی ماں کو بھی دلبر بلا لو وہیں
تم گئے ہو جہاں ہائے قاسمؑ مرے

لاش بھی آہ پامال رن میں ہوئی
تم پہ قربان ماں ہائے قاسمؑ مرے

دل کو بھی ہوسکوں رنج و غم سے چھٹوں
جو نکل جائے جاں ہائے قاسمؑ مرے

دے نہیں سکتی غسل و کفن بھی تمھیں
ہے یہ نادار ماں ہائے قاسمؑ مرے

اُٹھو امداد کو شام جاتی ہے اب
قید ہوکر یہ ماں ہائے قاسمؑ مرے

خیمہ میں حشر ہوتا تھا فرحتؔ بپا
جب یہ کہتی تھی ماں ہائے قاسمؑ مرے

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

پکاری یہ قاسمؑ کی میّت پہ ماں　　تجھے رونے کو لال جاؤں کہاں
زمیں سخت ہے دور ہے آسماں　　جلے خیموں سے اُٹھ رہا ہے دھواں
مرے صف شکن اے میرے بے وطن

جناں کو گئے تم تو اے نونہال　　نہ سوچا کہ کیا ہوگا ماں کو ملال
بہت سو چکے اب اُٹھو میرے لال　　ذرا دیکھ لو اُٹھ کے ماں کا بھی حال
مرے صف شکن اے میرے بے وطن

مرے کم سخن تجھ پہ ماں ہو نثار　　ہوا موت سے تجھ کو بچپن میں پیار
تھے کس درجہ سبطِ نبیؐ بے قرار　　تو یادِ پدر میں تھا جب اشک بار
مرے صف شکن اے میرے بے وطن

صدا رن سے دی تو نے جب شاہؑ کو　　فلک نے سُنا شاہؑ کی آہ کو
بہت رنج تھا شاہِ ذی جاہ کو　　اُٹھا لائے رن سے مرے ماہ کو
مرے صف شکن اے میرے بے وطن

گئے شاہِؑ دیں جب تری لاش پر　　ترا خوں بھرا سہرا آیا نظر
تھا ٹاپوں سے تن، چُور سب سربسر　　تڑپنے لگے لاش کو دیکھ کر
مرے صف شکن اے میرے بے وطن

مرے لال ماں ہے اسیرِ محن　　ہے مجبور دے تجھ کو کیونکر کفن
ہے بے گور ابتک تو جانِ حسنؑ　　یہ تپتی زمیں اور یہ نازک بدن
مرے صف شکن اے میرے بے وطن

Presented by www.ziaraat.com

جیئے گی ترے ہجر میں کیسے ماں
سوئے شام جاتا ہے اب کارواں

ترے غم میں آنکھیں ہوئیں خوں فشاں
تھی اخترؔ یہ قاسمؑ کی ماں کی فغاں

مرے صف شکن اے میرے بے وطن

نوحہ

انیسؔ پہرسری

قاسمؑ کی ماں پکاری، جاؤ سدھارو قاسمؑ
تیار ہے سواری ، جاؤ سدھارو قاسمؑ

کبراؑ جو رو رہی ہے، جاں اپنی کھو رہی ہے
اس کی سنو نہ زاری، جاؤ سدھارو قاسمؑ

اک رات کی دلھن کو کم ہے جو کچھ محن ہو
کرنے دو اشکباری، جاؤ سدھارو قاسمؑ

جاؤ جہاد کرنے ، راہِ خدا میں مرنے
مادر ہو تم پہ واری ، جاؤ سدھارو قاسمؑ

کر کے جہاد آؤ ، اور اپنا گھر بساؤ
یہ ہے دعا ہماری ، جاؤ سدھارو قاسمؑ

ماں بھائی اور دلہن کا ، کھاؤ نہ غم زمن کا
سوچو نہ کچھ ہماری ، جاؤ سدھارو قاسمؑ

خوش ہوں گی جب میں دلبر، تا حشر مثلِ خیبر
یہ رن ہو یادگاری، جاؤ سدھارو قاسمؑ

یادِ حسنؑ میں دلبر ، ہے قلب کتنا مضطر
پوچھو نہ بیقراری ، جاؤ سدھارو قاسمؑ

ہوتی ہے دیر تم کو، سب بیبیوں میں ہم کو
ہوتی ہے شرمساری، جاؤ سدھارو قاسمؑ

نصرت کو جاؤ، دلبر تم ہو انیسِؔ سرور
دکھلاؤ جاں نثاری ، جاؤ سدھارو قاسمؑ

غیورؔ حیدرآبادی

اے غنچہ دہن بیکس دولھا اے سیم بدن بیکس دولھا
مجرے کے لیے آئی ہے اُٹھو ناشاد دلھن بیکس دولھا

دنیا سے نئی یہ شادی ہے دونوں کے لیے بربادی ہے
شبیرؑ کی بیٹی رانڈ دلھن اور ابنِ حسنؑ بیکس دولھا

Presented by www.ziaraat.com

جاؤ شہ دیں کے پاس اُٹھو آتے ہیں مجھے وسواس اُٹھو
سب روتے ہیں تم کو کہہ کہہ کر بے گور و کفن بیکس دولھا

ہے خوف مجھے ناراض نہ ہو مرضی ہے تمہاری کیا بولو
میں ہاتھ میں اب کنگنا رکھوں یا رکھوں رسن بیکس دولھا

سب کہتے ہیں اب مجھ کو بیوہ بتلاؤ مجھے یہ بات ہے کیا
یہ لوگ مجھ ہی کو کہتے تھے کل شب کی دلھن بیکس دولھا

ہمنام ہوں میں بھی دادی کی ہے تم کو قسم اس شادی کی
بنوا دو مجھے بھی رونے کو اک بیت حزن بیکس دولھا

تھا مجھ کو تمہارے گھر چلنا لازم تھا تمہیں مل کر چلنا
رستے ہی میں مجھ کو چھوڑ گئے ہے دور وطن بیکس دولھا

یہ بے خبری مجھ سے قاسمؑ چھلتے ہیں میرے پہنچے قاسمؑ
کھولو کہ اُلجھی جاتی ہے کنگنے میں رسن بیکس دولھا

دنیا میں غیوّر ایسا اصلا انسان نہیں ماتم دیکھا
لاشے پہ بنے کے کہتی تھی رو رو کے دولھن بے کس دولھا

میر مانوسؔ لکھنوی (میر انیسؔ کے نواسے)

آ کے خیمے میں فضہ پکاری، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور
جلدی مسند بچھاؤ میں واری، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور

خون میں تر جامہ و پیرہن ہے چُور ٹاپوں سے سارا بدن ہے
جسم نازک پہ ہیں زخم کاری، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور

Presented by www.ziaraat.com

ساتھ چھوڑا شہ بے وطن کا ، مِٹ گیا نام ہے ہے حسنؑ کا
بیبیو اب کرو آہ و زاری ، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور
چھُپنے والے جو ہیں کرلیں پردہ، کوئی دن میں اب آتا ہے دولھا
ہے قریں اب بنے کی سواری، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور
ایسے جینے سے مرنا تھا اچھا، ہائے کیوں میں نے یہ حال دیکھا
خاک ہے زندگی پر ہماری ، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور
حق نہ دشمن کو یہ غم دکھائے ، کوئی نوشاہ یوں گھر نہ آئے
سر کو پیٹے گی ماں غم کی ماری ، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور
کس گھڑی سے یہ شادی رچائی ، پھول کھلتے ہی موت اُن کو آئی
ٹکڑے ٹکڑے ہے سہرا بہاری، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور
ماتمی صف پہ لا کر بٹھاؤ ، بال بکھرا دو افشاں چھڑاؤ
لاؤ جلدی دلھن کو میں واری، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور
حال مانوسؔ اب کیا سنائے ، جب تلک شاہ میّت نہ لائے
غل رہا یہ بصد آہ و زاری ، لاش قاسمؑ کی لاتے ہیں سرور

ارتضٰی جونپوری

سہرا لکھنا تھا پہ لکھا تیرا نوحہ قاسمؑ
رو کے مقتل میں پکارے شہ والا قاسمؑ
کر کے رخصت بڑی حسرت سے یہ مادر نے کہا
جاؤ اللہ نگہبان تمھارا قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

تھام کے اپنی کمر بولے یہ سرورؑ رن میں
ڈھونڈتا ہوں ترا بکھرا ہوا لاشہ قاسمؑ

مر نہ جائے کہیں اک شب کی بیاہی دلھن
دیکھ کے خون میں ڈوبا تیرا کنگنا قاسمؑ

خیمۂ شاہ میں کہرام اُٹھے گا اُس دم
نیگ مہندی کا جو مانگے گی سکینہؑ قاسمؑ

چوڑیاں توڑ کے لاشے پہ یہ کبریٰ نے کہا
کاش مرجاتی تیرے ساتھ یہ دُکھیا قاسمؑ

چُوم کر لاشۂ قاسمؑ یہ کہا مادر نے
سرخ رُو کر دیا تم نے مجھے بیٹا قاسمؑ

اشک آنکھوں سے نہیں غم میں ترے خوں ہے رواں
ہر کلی سہرے کی پڑھتی ہے یہ نوحہ قاسمؑ

ہائے کس دل سے کہوں ارتضیٰ پھٹتا ہے جگر
بس یہی ہے تیرا نوحہ تیرا سہرا قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

باب ۹......

مہندی درحالِ حضرتِ قاسمؑ

شیخ قلندر بخش جرأت دہلوی

ہائے تقدیر نے یہ کیسی دِکھائی مہندی
لوہو سے ابنِ حسنؑ نے جو رچائی مہندی
مرگ نے کرکے سلام اُس کو لگائی مہندی
ساتھ لوہو سے براتی بھرے لائے مہندی
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

پیٹتی ہیں سینہ و سر سمدھنیں کھڑیاں ہے ہے
ہے کہاں عطر کہاں پھولوں کی چھڑیاں ہے ہے
جو براتی موے لاشیں نہیں گڑیاں ہے ہے
بوندیں سب لوہو کی کپڑوں پہ رہیں پڑیاں ہے ہے
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

شمعیں روشن ہیں وہاں دل جو ہیں سب کے سوزاں
اور شہنائی کی حالت پہ ہے فریاد و فغاں

Presented by www.ziaraat.com

زخم ہر ایک کے تن پر عوضِ گُل ہے عیاں
سب مَلک کہتے فلک پر ہیں یہ افسوس کناں
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

لاتے ہیں کھاٹ کھٹولوں پہ جو لاشوں کو دھرے
وا دریغا سو وہی تخت ہیں آرائش کے
جب بنی کہتی کہ کیا تجھ پہ بنی ہائے بنے
لال لوہو سے رنگا جوڑا ہے دولھا کے گلے
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

نُقل و شربت کو ہو پھر کیونکہ نہ واں حیرانی
تین دن ہیں کہ جہاں بند ہوا دانہ پانی
اشک خونی کی ہر اک چشم سے ہے طغیانی
ہر براتی کی لہو سے ہے بھری پیشانی
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

چاہ دولھا کو جو تھا رہ گیا من میں من کا
اور سر زانوئے غم سے نہ اُٹھا دلھن کا
پیاس سے خشک دہن ہوئے تو ہر سمدھن کا
چشم پُرخون ہے بنے شیون کا
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

آہ سینے سے ہر اک کھینچے ہے یُوں آتش بار
چھوٹتے خانۂ شادی میں ہوں جیسے کہ انار ۔

Presented by www.ziaraat.com

لوگ جو آئے ہیں ہمراہ سو ہیں ماتم دار
زخمیوں کی چلی آتی ہے پس و پیش قطار
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

نیگ لینے کو جو بیٹھی ہے سکینہؑ نادان
دیکھے ہے رو رو کے شکل اس بچی کی اماں جان
سر پہ دھر اپنے قضا موت کے لائی ہے خوان
اور پڑتی ہے نظر جس پہ سو ہے لوہو لہان
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

ابھی جوڑا نہیں دلھن کو پنھایا ہے ہے
کہ رنڈاپے کا پیام اُس کو بس آیا ہے ہے
یہ قضا نے جو اُسے رنگ دِکھایا ہے ہے
بانوؑ سر پیٹ کے کہتی ہے خدایا ہے ہے
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

گھر میں شادی ہے کہ ماتم نہیں معلوم اے وائے
پیاس سے چاٹتے ہیں ہونٹوں کو معصوم اے وائے
چار سُو خیمے کے خونریزی ہے اور معصوم اے وائے
خاک اُڑا کر کہے ہیں زینبؑ و کلثوم اے وائے
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

آگے جرأت مجھے کہنے کی نہیں تاب و تواں
کیا حنا بندیٔ قاسمؑ کا کروں اور بیاں

Presented by www.ziaraat.com

صورت رنگ ہوا خون کا دریا تھا رواں
ہاتھ مَل مَل کے سبھی کہتے ہیں یہ خُرد و کلاں
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

عرض یہ قاسمؑ نوشہ کی ہے خدمت میں مدام
نورِ چشمِ حسنؑ اب پائے بصارت یہ غلام
اور کونین میں مقبول مرا ہوے کلام
روئے اس مصرعۂ جاں سوز کو سُن خلق مُدام
بنے قاسمؑ کی عجب رنگ سے آئی مہندی

احسان علی احسانؔ لکھنوی

رن میں بیوہ حسنؑ کی پکاری میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی
آج کے دن کے میں جاؤں واری میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی
یہ سنا کر وہ آلِ عبؑا کو لگی تسلیم کرنے خدا کو
پھر کہا یوں ہر اک اقربا سے میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی
سوتے کیوں ہو براتی جگاؤ شادیانے شتابی بجاؤ
پردے خیمے کے جلدی اُٹھاؤ میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی
اک منڈھا صحن میں جا لگاؤ چوکی پھر نیچے اس کے بچھاؤ
گھر میں صندل کے چھاپے لگاؤ میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی
فرش بچھوا کے مہندی سنوارو میرے نوشہ اوپر پھول وارو
سمدھنیں آکے بیڑے اُتارو میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

Presented by www.ziaraat.com

میں پیمبرؐ کے پیالے بھروں گی شمعیں مشکل کشا کی دھروں گی
بی بی زہراؑ کی صحنک کروں گی میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

میرے پیارے کی مہندی کو دیکھو کم سخن ہے گا یہ اور کم گو
آج کیا نیگ لینے کھڑی ہو میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

میں نے گودی تھا اِس کو کھلایا میں نے تھا دودھ اس کو پلایا
آج قسمت نے یہ دن دکھایا میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

اس کی غربت پہ سب صدقے جاؤ میرے پیارے کے کنگنا بندھاؤ
آج مہمان سب میرے آؤ میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

بیبیو کیا ہے شادی تمہاری پہنچی آ سمدھنوں کی سواری
جلدی شربت کی کرلو تیاری میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

سُن کے ہر بی بی بے حال و مضطر بولی رورو کے قاسمؑ کی مادر
شاد پھرتی ہو کیا تم یہ گھر گھر میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

بیاہ یہ اُس بنی کا رچا ہے بیٹھا یثرب میں جس کا چچا ہے
تم نے گھر میں سبھوں سے کہا ہے میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

پیاس دولھا کی پہلے بجھاؤ بیبیو تھوڑا شربت پلاؤ
تم ابھی یہ نہ سب کو سناؤ میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

تم تو شادی کی باتیں کرو گی نیگ مہندی لگانے کا دو گی
بات یہ دم بدم تم کہو گی میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

نیگ مانگے گی جو اس کی سالی کیا کہو گی کہ ہے بھولی بھالی
کہتی ہو تم کہ ہوں ہاتھ خالی میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

Presented by www.ziaraat.com

بین کرتا تھا یہ کنبہ سارا مرنے اتنے میں قاسمؑ سدھارا
پھر یہ اُس جا کسی نے پکارا میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی
آگے احسانؔ کیا میں سناؤں رونا ان بیبیوں کا بتاؤں
کہتی تھی ماں یہ کیونکر سناؤں میرے قاسمؑ کی آتی ہے مہندی

مرزا پناہ علی افسردؔہ

کر کے تسلیم سکینہؑ جوں ہی لائی مہندی
بولی قاسمؑ سے لگا یہ مرے بھائی مہندی
بھائی شادی یہ مبارک ہو تمہیں دنیا میں
مجھ کو خالق نے تمہاری یہ دکھائی مہندی
ایک دن ہوگا کہ اکبرؑ کی بھی مہندی آوے
دیکھ لے اس کی بہن گود کھلائی مہندی
ہاتھ اب لاؤ ادھر مہندی لگاؤں تم کو
تب کہوں نیگ دو میں نے ہے لگائی مہندی
سر جھکاؤ میں ذرا پھولوں کا سہرا باندھوں
دست و پا تک جو کہیں پاوے رِضائی مہندی
نام اس دولھا نے جب سہرا و شادی کا سنا
پوچھا اے بہنا یہ کس کی ہے لگائی مہندی
کون دولھا ہے بنا کون دلھن آج بنی
بیاہ کس کا ہے یہ اب کس کی ہے آئی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

خون کی بو مجھے اِس میں سے چلی آتی ہے
کل جو کچھ ہوگی وہ دیکھے گی خدائی مہندی

باندھنا پھولوں کا سہرا یہ میری تربت پر
واسطے میرے قضا نے یہ منگائی مہندی

اے بہن آئیو کل لاش پہ میری بن میں
میں دکھاؤں گا یہ ہاتھوں میں رچائی مہندی

بیبیاں کہنے لگیں کہتا ہے کیا بات بنے
کر لو منظور بہن چاہ سے لائی مہندی

ہاتھ پھیلا کے ادھر تب وہ بنا رونے لگا
سب نے پھر گوند کے اشکوں سے رچائی مہندی

تب تو مہندی نے اسے رنگِ شہادت بخشا
صبح کو کر گئی ہاتھوں کی صفائی مہندی

سر کٹی لاش تھی اور ٹکڑے پڑا تھا سہرا
دست و پا ایسے ہی مارے کہ چھڑائی مہندی

ہاتھ مل مل کے جو اپنے پہ بنے کی وہ بنی
روتی تھی ہائے مجھے راس نہ آئی مہندی

بولی قاسمؑ کی اماں اے مرے نوشہ فرزند
تو نے فردوس میں دادی کو دکھائی مہندی

کس کو طاقت ہے جو افسردہ کرے اُس کا بیاں
کر گئی دولھا دلھن میں وہ جدائی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

ناظمؔ لکھنوی

جس گھڑی قاسمؑ نوشاہ کی آئی مہندی — کر سلام اُس کو سکینہؑ نے لگائی مہندی

بی بیاں بولیں مبارک ہو تمہیں اے قاسمؑ — ہے لگاتی تمہیں شبیرؑ کی جائی مہندی

ماں بہن پھوپیاں یہی کہتی تھیں خوش ہو کے سبھی — حق نے قاسمؑ بنے کی ہم کو دکھائی مہندی

بولی زینبؑ کہ اے قاسمؑ بنے تم کیوں ہو اُداس — ہے لگانے تمہیں یہ سالی ہے آئی مہندی

اور سکینہؑ یہی کہتی تھی لگا لو بھائی — آبِ کوثر سے یہ تھی میں نے گُندھائی مہندی

آج بِن نیگ لیے تم سے میں رہنے کی نہیں — اپنے ہاتھوں سے یہ ہے میں نے بنائی مہندی

بولا قاسمؑ کہ یہ مہندی نہ لگاؤں گا میں — لاوے گی میری تمہاری جدائی مہندی

یہ حنا مجکو لگاؤ نہ تم اے میری بہن — کل مع ہاتھوں کٹاوے گی کلائی مہندی

الغرض مہندی تھی اس دھوم سے آئی اس جا — آئی وہاں دیکھنے کو ساری خدائی مہندی

فخر جان اپنا سمجھ اور سعادت اپنی — اپنے سر پر تھی فرشتوں نے اُٹھائی مہندی

ہائے کیا نحس کس گھڑی مہندی لگی تھی اُس کو — جو وہ قاسمؑ بنے کو راس نہ آئی مہندی

ہے غضب آن کے اُس دم یہ قضا کہنے لگی — مجکو قاسمؑ بنے کے ہاتھوں کی بھائی مہندی

تیغ کیں سے کٹیں گے کل تو یہ قاسمؑ کے ہاتھ — آج کیوں ہاتھوں میں قاسمؑ نے لگائی مہندی

ہے غضب مہندی کی شب دم میں قضا نے یارو — اس کے ہاتھوں کی وہ سب خوں میں ڈُبائی مہندی

چھوڑ کر اپنی بنی بنڑے نے ہے ہے افسوس — رن میں تیغوں سے ہاتھوں کی چھڑائی مہندی

ساتھ مہندی کے جو تھے تخت وہ آرائش کے — سو قضا نے مع گلزار لُٹائی مہندی

جوڑا اور سہرا ہُوا دولھا کا ٹکڑے ٹکڑے — خاک میں ہاتھوں کی سب اُس کی مِلائی مہندی

بہتا تھا قتل کے میداں میں جو دریا خوں کا — آن کر اس میں وہ قاسمؑ نے سرائی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

دست و پا مہندی کے بدلے لہو سے بھر بھر کے جا کے فردوس میں بابا کو دکھائی مہندی
روتی تھی مادرِ قاسمؑ یہ بیاں کر کر کے کر گئی ہائے مرے گھر میں صفائی مہندی
اور دُلھن کہتی تھی سر پیٹ کے کیا ظلم ہوا ہوئے مبارک نہ مجھے حق کی دُہائی مہندی
ایسی مہندی تو اے ناظمؔ نہ کسی کے بھی لگی
جیسی قاسمؑ نے تھی ہاتھوں میں لگائی مہندی

دلگیرؔ لکھنوی

اُس کو مجرا جو کہتی تھی رو کر مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی
یعنی کہتی تھی دولھا کی مادر مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی
مہندی لاتی ہے دولھا کی سالی ہے وہ حضرت کے ہاتھوں کی پالی
ایک خیمہ کرو جلدی خالی مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی
صحن میں جا کے مسند بچھاؤ اور مسند پہ چوکی لگاؤ
میرے بیٹے کو رن سے بلاؤ مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی
ماں کو باقرؑ کی کوئی بلا لو کہہ دو ارمان آ کر نکالو
سر پہ بھائی کے آنچل تو ڈالو مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی
گھر میں پانی نہیں اِک ذرا ہے لوگو شربت کی تدبیر کیا ہے
مجھ کو اندیشہ اب یہ بڑا ہے مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی
کیا میں اُن سب کے آگے دھروں گی کیا ضیافت میں اُن کی کروں گی
میں تو غیرت کے مارے مروں گی مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی
کوئی کہنے لگی روتی ہو کیا تم نکالو کچھ ارمان دل کا
حق نے ہے دن یہ تم کو دکھایا مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی

Presented by www.ziaraat.com

غش سے اتنے میں عابدؑ جو چونکا پوچھا اُن سب سے غل ہے یہ کیسا
ماں یہ دولھا کی بولی بیٹا مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی
ہائے دلگیر کیا وہ گھڑی تھی کوئی بیٹھی تھی کوئی کھڑی تھی
دھوم خیمہ میں شہ کے پڑی تھی مہندی آتی ہے قاسمؑ بنے کی

میر انیسؔ

خیمۂ ابن حسنؑ میں ہے جو آئی مہندی
پیاری دختر شہِ بیکس کی ہے لائی مہندی
رو دیئے ابنِ حسنؑ سوچ کے کچھ اپنا حال
جس گھڑی قاسمؑ نوشہ کے لگائی مہندی
ہنس کے یہ مادرِ قاسمؑ نے کہا زینبؑ سے
لالِ کی مجھ کو خدا نے ہے دکھائی مہندی
سہرا باندھے ہوئے میدان میں وہ قتل ہوا
بیاہ کی ہائے اُسے راس نہ آئی مہندی
درِ خیمہ پہ کھڑی کہتی تھی فضّہ سب سے
دیکھ لو قاسمؑ نوشاہ کی ہے آئی مہندی
بدلے شربت کے پیا دُولھا نے آبِ خنجر
خوں میں قاسمؑ نوشہ کے نہائی مہندی
سبز تھی سُرخ ہوئی ہاتھ میں قاسمؑ کے انیسؔ
خوش ہوئی ایسی کہ پھولی نہ سمائی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

مرزا محمد رضا برقؔ لکھنوی (شاگردِ ناسخؔ)

دیکھو نیرنگی چرخ کہن کی مہندی آتی ہے ابنِ حسنؑ کی
شادی ہوتی ہے اک بے وطن کی مہندی آتی ہے ابنِ حسنؑ کی

جس کا جد شاہ کون و مکان ہو آج سوکھی اسی کی زبان ہو
دیکھو حالت تو تشنہ دہن کی مہندی آتی ہے ابنِ حسنؑ کی

آگ سے شہ کا خیمہ جلے گا اُم فروہ سے قاسمؑ چھٹے گا
ہوگی محتاج میت کفن کی مہندی آتی ہے ابنِ حسنؑ کی

آ کے مسند پہ بیٹھا ہے دولھا عقد پڑھتے ہیں خود شاہ والا
کہتی ہے ماں یہ اس گلبدن کی مہندی آتی ہے ابنِ حسنؑ کی

غش پہ غش آ رہا ہے بہن کو شاہِ دیں رو رہے ہیں حسنؑ کو
باقی قوت نہیں ہے سخن کی مہندی آتی ہے ابنِ حسنؑ کی

کہہ رہی ہے یہ ماں آؤ لوگو میرا قاسمؑ بنا دولھا دیکھو
آخری ہے بہار اس چمن کی مہندی آتی ہے ابنِ حسنؑ کی

برقؔ کیونکر کریں ہم نہ زاری کیوں نہ ابتر ہو حالت ہماری
آئی گردش میں قسمت دلھن کی مہندی آتی ہے ابنِ حسنؑ کی

سیّد علی حسین آزادؔ لکھنوی (شاگرد ناسخؔ)

اجل نے تھامی ہے جس کی کلائی اس کی مہندی ہے
جس کو شادی نہ اپنی راس آئی اس کی مہندی ہے

حسن کا لختِ دل ہے اور روح جانِ حیدرؑ ہے
اجل جس کو وطن سے کھینچ لائی اس کی مہندی ہے

Presented by www.ziaraat.com

براتی جتنے ہیں وہ قتل ہو جائیں گے سب پیاسے
کہ جس کے گھر کی کل ہو گی صفائی اُس کی مہندی ہے

بنی شب کو بنے گی صبح کو رنڈسالہ پہنے گی
بندھے گی جس کی رسی میں کلائی اس کی مہندی ہے

حسن کا لعل ہے چودہ برس کی عمر جس کی ہے
جوانی جس کی پوری بھی نہ آئی اس کی مہندی ہے

پلاتا کون شربت دولھا تھا دو روز سے پیاسا
ہو جس نے بوند پانی بھی نہ پائی اس کی مہندی ہے

وطن سے ساتھ سر اپنا کٹانے ساتھ آیا ہے
دل و جان سے جو ہے شہ کا فدائی اس کی مہندی ہے

چچا پر صدقے ہونے ساتھ جو آیا مدینہ سے
یہ بستی جس نے جنگل میں بسائی اس کی مہندی ہے

جو کوئی دوست پوچھے گا تو اے آزاد کہہ دوں گا
نہ جس کی مقدر نے بُھلائی اس کی مہندی ہے

میر نفیس

عزیزوں آج کی شب قاسمؑ بے سر کی مہندی ہے
ہوا جو قتل دولھا رن میں، اُس مضطر کی مہندی ہے

ملا شربت کے بدلے، جس کو اک قطرہ نہ پانی کا
یہ اُس پیاسے کی مہندی ہے، یہ اُس بے پَر کی مہندی ہے

Presented by www.ziaraat.com

ہوئی پامال جس کی لاش ، صبح عقد گھوڑوں سے
محرّم میں یہ اُس لختِ دلِ شبرؑ کی مہندی ہے
ہوئی بچپن میں کبرؑا رانڈ ، عاشورِ محرم کو
اُڑاؤ خاک دامادِ شہِؑ بے سر کی مہندی ہے
صدا قبرِ حسنؑ سے آرہی ہے ، ہائے قاسمؑ کی
جہاں میں سیّدِ مسمومؑ کے دلبر کی مہندی ہے
نہ شادی کی ملی لذّت ، جسے دنیا میں اک دن بھی
یہ اُس مقتول کی ، اُس بے کس و مضطر کی مہندی ہے
کٹایا جس نے سر راہِ خدا میں ، صبح شادی کے
یہ اُس غازی کی مہندی ہے، یہ اُس صفدر کی مہندی ہے
حرم میں لاش جس کی دشت سے سہرا بندھی آئی
یہ آج ایک ایک گھر میں، اس مہِ انور کی مہندی ہے
نفیسؔ آنکھوں سے خون دل بہا، دولھا کے ماتم میں
شہیدِ ظلم ، ابنِ حضرتِ شبرؑ کی مہندی ہے

علی میاں کامل

آج مہندی ہے جگر بندِ حسنؑ کی مومنو
آئیں گی دولھا کے گھر بہنیں دلھن کی مومنو
دشمنانِ دیں کا نرغہ ہے دلھن کے باپ پر
کس زمانے میں ہے شادی بے وطن کی مومنو

Presented by www.ziaraat.com

قطعہ دولھا کے لیے ہوتا ہے جوڑا بیاہ کا
شکل پھرتی ہے نگاہوں میں کفن کی مومنو

آئے گا خلعت کہاں سے جائے گی کیونکر برات
ماں ہے غمگیں قاسمؑ گل پیرہن کی مومنو

عقد تاریخ دہم کی شب کو پایا ہے قرار
دھوم ہے دامادیِ ابنِ حسنؑ کی مومنو

زینبؑ دلگیر لڑکی کو بنائیں گی عروس
ماں بھریں گی مانگ صندل سے دلھن کی مومنو

آہ اُن آفت نصیبوں کو نہ تھی اس کی خبر
شمع گل ہوجائے گی اِس انجمن کی مومنو

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

آہ عاشورے کو کمھلا جائیں گے زہراؑ کے پھول
یہ ہوا بدلے گی دنیا کے چمن کی مومنو

رات کو باندھیں گے سہرا جن کے سر پر بیاہ کا
صبح کو لاش آئے گی اُس سیمتن کی مومنو

چوڑیاں توڑے گی لاشے پر بنے کے بدنصیب
آہ یوں تقدیر پلٹے گی دولھن کی مومنو

رات بھر رہ کر سہاگن صبح کو بیوہ بنی
یہ بھی قسمت دخترِ شاہِ زمن کی مومنو

بس کہ ہے اس نظم میں دولھا کے سہرے کا بیان
لفظ نوحے کی ہیں کلیاں یاسمیں کی مومنو

Presented by www.ziaraat.com

میر رضا علی قابلؔ لکھنوی

(شاگردِ مرزا مہدی قبولؔ لکھنوی)

یہ خوشخبری مادرِ قاسمؑ نے سنائی مہندی کی شب آئی
لو بی بیوں خوش ہو میری امید برآئی مہندی کی شب آئی

دولھا بھی بنا دیکھوں گی قاسمؑ کو میں نالاں مدت سے تھا ارماں
سو وہ گھڑی خالق نے مجھے آج دکھائی مہندی کی شب آئی

صحنک کروں اللہ کی کب رات جگاؤں حیران یہی ہوں
یہ رسمیں ہوئیں کس گھڑی کب شادی رچائی مہندی کی شب آئی

بے دانہ و پانی کروں کیا شادی کا ساماں کیونکر نہ ہوں حیراں
اور شہ پہ جدا فوج عدو کی ہے چڑھائی مہندی کی شب آئی

اے لوگو بتاؤ تو میرا حال برا ہے یہ ماجرا کیا ہے
جس نے یہ کہا اشکوں سے چشم اُس کی بھر آئی مہندی کی شب آئی

کہتی تھی یہی مادرِ قاسمؑ کہ میری جاں ماں تم پہ ہو قرباں
کیوں مہندی لگاتے نہیں کیا جی میں سمائی مہندی کی شب آئی

ارمان تھا تم باندھے ہوئے سر پہ ہو سہرا گھونگھٹ میں ہو کُبرؑا
مدت پہ یہ امید میری آج برآئی مہندی کی شب آئی

شربت پیو اور آرسی مصحف بھی دیکھو کیا مرنے چلے ہو
تم نے تو حنا تک نہیں ہاتوں میں لگائی مہندی کی شب آئی

کہتی تھی قضا مہندی کا سامان ہے اس دم اور دونوں ہیں باہم
کل صبح دلھن دولھا سے ہوے گی جدائی مہندی کی شب آئی

Presented by www.ziaraat.com

سر پیٹنے کی جا ہے یہ قابل میں کہوں کیا مرنے گیا دولھا
اور صبح کی ہوتی ہے دلھن رانڈ کہاں مہندی کی شب آئی

خوب چند ذکاؔ دہلوی (وفات ۱۸۴۲ء)

شاگرد شاہ نصیرؔ دہلوی

دھوم سے رات کو قاسمؑ کی جو آئی مہندی
سالیوں نے بڑی چاہوں سے لگائی مہندی
بیاہ کی شب کے گزرتے ہی ہوا صبح کو قتل
موت کو بھی بنے قاسمؑ کے نہ بھائی مہندی
عرش پر دی تھی فرشتوں نے مبارک بادی
گھر میں سسرال سے قاسمؑ کے جو آئی مہندی
گوندھی جس ظرف میں مہندی بنے قاسمؑ کے لیے
چلی وہ مہندی تو حوروں نے اُٹھائی مہندی
کٹ گئے ہاتھ وہ جن ہاتھوں میں مہندی تھی رچی
خون دولھا کا ہوا رنگ یہ لائی مہندی
حیف اے چرخ کہن ابنِ حسنؑ کی تو نے
ہائے پانی کے عوض خون سے گُندھائی مہندی
ہاتھ خون سے ہوئے رنگین عوض مہندی کے
اے ذکاؔ دشت میں قاسمؑ نے یہ پائی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

امراؤ مرزا انورؔ دہلوی (شاگرد ذوقؔ دہلوی)

مومنو روؤ کہ ہے ابن حسنؑ کی مہندی
کشتۂ تیغِ جفا تشنہ دہن کی مہندی

ایسی شادی بھی نہ دنیا میں ہوئی ہوگی کبھی
دیکھ کر روتے ہیں سب ابنِ حسنؑ کی مہندی

بدلے نوبت کے ہر اِک سینہ زنی کرتا ہے
نہ ہوئی ایسی کبھی رنج و محن کی مہندی

صبح کو خون میں نوشاہ کا سہرا ڈوبا
رنگ لائی تھی عجب غنچہ دہن کی مہندی

کہا زینبؑ نے ارے لوگو ہے کیسی شادی
آنسوؤں سے بہی جاتی ہے دلھن کی مہندی

کیسی شادی ہے کہ خود دولہ دلھن روتے ہیں
کیا یوں ہی ہوتی ہے آوارہ وطن کی مہندی

شادی اِس طرح کی کس طرح مبارک ہو بھلا
گوندھیں جب اشکوں سے سب دولھا دلھن کی مہندی

کہتی تھی سب سے سکینہؑ نہ کرو بد شگنی
آج ہے لوگو مری پیاری بہن کی مہندی

رات کو عقد ہوا صبح شہادت پائی
کیسی ساعت میں ہوئی دولھا دلھن کی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

لاش نوشاہ کی پامال ہوئی گھوڑوں سے
خاک میں مل گئی سب غنچہ دہن کی مہندی
کربلا میں مجھے انورؔ ہو محرّم ہر سال
واں پڑھوں مجلسوں میں ابنِ حسنؑ کی مہندی

سیّد حسن لطافتؔ لکھنوی (فرزند امانتؔ لکھنوی)

رو کے کہتے تھے حرم خوب رچائی مہندی
خون کے ہاتھوں میں قاسمؑ نے لگائی مہندی
سرورؑ و اکبرؑ و عباسؑ ہیں روتے آتے
بنے قاسمؑ کی عجب دھوم سے آئی مہندی
رو کے سر پیٹ کے کہتی تھی یہ قاسمؑ کی ماں
راس ہے ہے مرے بچے کو نہ آئی مہندی
ہاتھ نوشاہ کے ہیہات لہو میں ڈوبے
رنگ نیرنگ زمانہ سے یہ لائی مہندی
ہائے پامال ہوئی لاش اُسی کے دن کو
شب کو تھی جس کے سکینہؑ نے لگائی مہندی
اے لطافتؔ کفِ افسوس قضا ملتی تھی
جبکہ تھی قاسمؑ نوشہ نے لگائی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

شہزادۂ اودھ مرزا محمد ثریا قدر بہادر

ثریّا لکھنوی

مہندی قاسمؑ کی نیا رنگ ہے لائی ہے ہے
کیسی فرقت کی گھڑی آ کے دکھائی ہے ہے

شب کو دولھا بنے اور صبح کو مقتول ہوئے
پھول کھلتے ہی خزانِ اجل آئی ہے ہے

پیچ عمامہ کے کٹ کٹ کے بنے ہیں سہرا
اور پامال ہوئے دستِ حنائی ہے ہے

سُم اسپاں سے ہوا جوڑا شہانا ٹکڑے
ساتھ کنگنے کے ہوئی چور کلائی ہے ہے

شادیانے کے عوض سینہ زنی ہونے لگی
جبکہ شبرؑ کی لٹی رن میں کمائی ہے ہے

تم تو لے کر نہ گئے چوتھی دلھن کے گھر پر
اُلٹی وہ پیٹنے لاشہ پہ ہے آئی ہے ہے

زخم آڑے ہیں پڑے پھولوں کی بدھی کے عوض
باغیوں نے یہ مگر شکل بنائی ہے ہے

کھانا تھوڑا تو کجا گور و کفن تک نہ ملا
اور میت ہے تری خوں سے نہائی ہے ہے

چور تیغوں سے ہوئے بنتے ہی دولھا افسوس
تم کو شادی کی گھڑی راس نہ آئی ہے ہے

Presented by www.ziaraat.com

آبِ خنجر عوضِ شیر پیا نوشہ نے
بوند پانی کی دم مرگ نہ پائی ہے ہے
ہے ثریا کو زیارت کی نہایت حسرت
پر نہیں روضہ تلک اُس کی رسائی ہے ہے

واعظ لکھنوی

اے مومنو یہ حضرت قاسمؑ کی ہے مہندی سر پیٹ کے روؤ
ایسی تو نہ دیکھی نہ سنی ہے کہیں شادی سر پیٹ کے روؤ

ملبوس حسنؑ پہنے ہوئے بیٹھا ہے بچہ چہرہ ہے چمکتا
شبیرؑ کی بیٹی سے ہے اس چاند کی شادی سر پیٹ کے روؤ

کھانا ہے نہ پینا نہ، براتی ہیں میسر سب چل بسے مرکر
دولھا کو بھی جاں دینے کی ہے دشت میں جلدی سر پیٹ کے روؤ

پوری شہ والا نے کی شبّرؑ کی وصیت اللہ محبت
رانڈ ہونے کو بیٹی بھی جو مظلوم کو دیدی سر پیٹ کے روؤ

نوشاہ کو بھی اہل شقاوت نے نہ چھوڑا تلواروں سے مارا
شادی نے مصیبت میں مصیبت ہے بڑھادی سر پیٹ کے روؤ

سہرے کے عوض خون ہوا فرق سے جاری تلوار جو ماری
ہوتی ہے یونہی کیا کسی مظلوم کی شادی سر پیٹ کے روؤ

رن میں جو گیا نصرتِ شاہ دوسرا کو اے مومنو روؤ
نوشاہ کے ہاتھوں میں لگی خون کی مہندی سر پیٹ کے روؤ

Presented by www.ziaraat.com

چند لمحوں کا بیاہ تھا شہؑ دیں کا بھتیجا، تھی رحم کی یہ جا
افسوس ستم گار نے تلوار لگادی، سر پیٹ کے روؤ

اب میری خبر لیجئے اے میرے چچا جان میں ہو گیا قربان
نوشاہ نے شبیرؑ کو مقتل سے صدا دی، سر پیٹ کے روؤ

رانڈ ہوگئی کبریٰ نہ رہا کوئی سہارا وارث گیا مارا
راس آئی نہ بچے کو گھڑی بھر کی یہ شادی سر پیٹ کے روؤ

واعظؔ تری تحقیق میں انصاف تبھی ہے شک اس میں نہیں ہے
ممکن ہے کہ شبیرؑ نے کر دی ہو یہ شادی، سر پیٹ کے روؤ

سیّد ابن حسن زائرؔ لکھنوی

مہندی آتی ہے جناب قاسمؑ نوشاہ کی
تھی تمنا مادرِ مضطر کو اِن کے بیاہ کی

قاسمؑ نوشاہ کے حملہ سے ہل چل پڑگئی
خوف سے حالت ہوئی یہ لشکر گمراہ کی

زرد رُو ہو کر چھپایا شامیوں نے اپنا منہ
رن میں جب پھیلی ضیا ہر سو حسنؑ کے ماہ کی

بس گیا دشت وغا پھولوں کی خوشبو سے تمام
آئی جب رن میں سواری قاسمؑ نوشاہ کی

جب سُنا قاسمؑ کو اعدا نے کیا رن میں شہید
حیف کبریٰ نے دل پُر درد سے اک آہ کی

Presented by www.ziaraat.com

میں بڑھاؤں لاش پر کے نتھ اور چوڑیاں
بولیں کبریٰ تھی یہی مرضی مرے اللہ کی

آ رہے ہیں غش پہ غش جب سے ہوئے قاسمؑ شہید
غیر حالت ہے بہت غم سے شہ ذیجاہ کی

ہیں بہت حیران مقتل میں شہ دلگیر آہ
لاش صد پارہ اُٹھائیں کس طرح نوشاہ کی

ہوگیا کہرام برپا عترت اطہار میں
لائے شہ خیمہ میں رن سے لاش جب نوشاہ کی

مثل بوذر ہوں غنی میں دولت ایمان سے
ہے ہوس منصب کی اے زائرؔ نہ مجھ کو جاہ کی

شوکت بلگرامی

گیا دنیا سے جو اک شب کا بیاہا اُس کی مہندی ہے
مزا شادی کا جس نے کچھ نہ پایا اُس کی مہندی ہے

ہوئی تیغوں کے پھل سے جس کی چوتھی اس کا غم ہے یہ
ہوا جنت میں جس بیکس کا چالا اس کی مہندی ہے

سدھارا بن کے دولھا رن میں جو دسویں محرم کو
زمانے میں جو پُرارماں سدھارا اُس کی مہندی ہے

رہی بے دفن جس کی لاش اُس بیکس کا ماتم ہے
کٹا تیغوں سے جس دولھا کا سہرا اُس کی مہندی ہے

Presented by www.ziaraat.com

لہو سے ہوگئے جس کے حنائی دست و پا رنگیں
جو تھا ماں باپ کے نازوں کا پالا اُس کی مہندی ہے
ملا شربت نہ جس کو بیاہ کا یہ اس کی شادی ہے
گیا دنیا سے جو دو دن کا پیاسا اس کی مہندی ہے
بنی جس کی بنی شب کی بیوہ سوگ ہے اُس کا
جنازہ جس کا صبحِ عقد اُٹھا اس کی مہندی ہے
کفن جس کا بنا جوڑا شہانا اُس کا ماتم ہے
بنا تھا چادرِ گل جس کا سہرا اُس کی مہندی ہے
براتی جس کے پیاسے مرگئے آج اُس کی شادی ہے
جسے کہتے ہیں سب ناشاد دولھا اُس کی مہندی ہے
زمانے میں سدا شادی و غم تو اَم ہیں اے شوکتؔ
ہوا عقد اور ماتم ساتھ جس کا اُس کی مہندی ہے

شوکتؔ بلگرامی

بولی قاسمؑ کی ماں لو وہ آئی کربلا والے دولھا کی مہندی
میرے خالق نے مجھ کو دکھائی کربلا والے دولھا کی مہندی
صدقے میں لطفِ شاہ زمن کے آج ارمان نکلے حسنؑ کے
لے کے آتے ہیں بھائی دُلھن کے کربلا والے دولھا کی مہندی
چھپنے والے چلے جائیں اندر ساتھ آئے ہیں عباسؑ و اکبرؑ
لے کے ٹھہرے ہیں خیمہ کے در پر کربلا والے دولھا کی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

فرش پر سمدھنوں کو بٹھاؤ چھاپے صندل کے سب کو لگاؤ
جا کے باہر سے سب لے کے آؤ کربلا والے دولھا کی مہندی

لوگو اکبرؑ کو کیوں شرم آئی کیا اکیلے دلھن کے ہیں بھائی
کر کے لے آئیں وہ پیشوائی کربلا والے دولھا کی مہندی

نیند کی تاب آخر نہ لائے سُو رہے دونوں مسلمؑ کے جائے
بھائی مسلمؑ نہ کیوں لے کے آئے کربلا والے دولھا کی مہندی

دی نہ زینبؑ کے بچوں کو دعوت اب کریں گے وہ شہ سے شکایت
کر کے لے آئے سب لوگ عجلت کربلا والے دولھا کی مہندی

کوئی پانی کہیں سے منگائے گھول کر سب کو شربت پلائے
کہہ دو بالی سکینہؑ سے لائے کربلا والے دولھا کی مہندی

بات آپس کی بستی پرائی دوں کہاں سے میں مہندی لگائی
ہائے کس وقت مقتل سے آئی کربلا والے دولھا کی مہندی

واہ کیا خوب لائی حنا رنگ خون کی طرح کیسا چڑھا رنگ
دیکھیں دکھلائے ہم سب کو کیا رنگ کربلا والے دولھا کی مہندی

خوب شادی انھیں راس آئی خون سے تر ہے کنگنا کلائی
دھوم سے موت خیمہ میں لائی کربلا والے دولھا کی مہندی

ہاتوں پر شاہ میت ہیں ڈالے اور ہیں عباسؑ و اکبرؑ سنبھالے
لا رہے ہیں سب ارمان والے کربلا والے دولھا کی مہندی

حال کیا آگے شوکت سنائے حق کسی کو نہ یہ دن دکھائے
جس طرح شاہ خیمے میں لائے کربلا والے دولھا کی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

مرزا محمد خفیؔ لکھنوی

(شاگرد ناسخ)

اے عزادارو صَرفِ بکا ہو آج مہندی ہے ابنِ حسنؑ کی
آؤ پُرسا دو شاہِ زمن کو آج مہندی ہے ابنِ حسنؑ کی

وہ جو ناشاد بنتے ہی دولھا مر گیا اُس کا ماتم ہے برپا
خاک رُخ پہ ملو بال کھولو آج مہندی ہے ابنِ حسنؑ کی

پھاڑ کر اپنے اپنے گریباں کر کے زلفوں کو اپنی پریشاں
آ کے تابوتِ قاسمؑ اُٹھاؤ آج مہندی ہے ابنِ حسنؑ کی

مر گیا رن میں آقا کا داماد ہر قدم پر کرو داد و فریاد
رانڈ کبریٰ ہوئی سر کو پیٹو آج مہندی ہے ابنِ حسنؑ کی

روتے ہیں بزمِ غم میں پیمبرؐ ہیں شریک عزا شاہ صفدرؑ
فاطمہؑ پیٹتی ہیں عزیزو آج مہندی ہے ابنِ حسنؑ کی

غم سے تاریک ہے سارا عالم حور و جن و ملک میں ہے ماتم
تذکرہ کرتے ہیں سب یہ رو رو آج مہندی ہے ابنِ حسنؑ کی

غم جہاں میں ہے قاسمؑ کا تازہ آہ و افغاں و زاری ہے ہر جا
ہے محرم کی ہفتم محبّو آج مہندی ہے ابنِ حسنؑ کی

ختم کر نوحہ مقطع کو پڑھ کر خوب کر ماتمِ جانِ شبرؑ
اگلے سال ہو خفیؔ یا نہ تو ہو آج مہندی ہے ابنِ حسنؑ کی

Presented by www.ziaraat.com

میر وارث علی سیفی لکھنوی

(شاگرد ناسخ)

ہے خیمہ شہؑ میں غل یہ بپا آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی
پھوپھیاں ہیں کدھر باندھیں کنگنا آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

بہنوں نے بنے سے یہ پوچھا کیا دو گے نیگ میں بھیا
ہے آج تمہارا بیاہ رچا، آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

میوے کے طبق شمعیں جوڑے سب حور و ملک ہیں سر پہ رکھے
ڈیوڑھی پہ کھڑے کہتے ہیں پچا، آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

بیوہ حسنؑ کی کہتی تھیں عباسؑ کہا ہیں سبط نبیؐ
پہنائیں وہ شادی کا جوڑا، آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

زینبؑ سے بنے کی ماں نے کہا اے بی بی آؤ، ادھر تو ذرا
قاسمؑ کو بناؤ دولھا، آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

پانی کا نہیں ہے اک قطرہ پیاسے ہیں دلھن دولھا والے
کل خون سے تر ہوگا سہرا، آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

تھی خیمے میں بیاہ کی دھوم مچی حضرت کو مگر تھی چپ سی لگی
شہ جانتے تھے کل کیا ہوگا آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

شربت کے عوض تشنہ لب مسند کی جگہ جلتی ریتی
پردیس میں ہے ہے بیاہ رچا، آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

کیا ولا، کیسی چوتھی یاں، دولھا کی ہوگی قربانی
بیوہ ہو جائے گی کل کبریٰ، آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

Presented by www.ziaraat.com

مظلوم بنا مظلوم بنّی، دلھن دولھا والوں کی
کل ہوگی صفِ ماتم برپا، آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

سرکار سخی کی ہے سیفیؔ دامن پھیلا کے یہاں تم بھی
جو مانگو وہ مل جائے گا آج آتی ہے مہندی قاسمؑ کی

مولوی مظہر عابدی مچھلی شہری

آتی ہے صدا عرش بریں سے یہ برابر قاسمؑ کی ہے مہندی
سر کھولے ہوئے سارے حرم روتے ہیں در پر، قاسمؑ کی ہے مہندی

ناشاد پُرارمان کو دولھا جو بنایا، یہ راس نہ آیا
مہندی کے عوض ہاتھ بھرے خوں میں سراسر قاسمؑ کی ہے مہندی

اللہ رے نوشاہ کی یہ شان سہانی ! معصوم جوانی
روتی ہے اجل آپ کھڑی اپنے کئے پر، قاسمؑ کی ہے مہندی

کمھلایا ہوا چہرہ ہے بکھری ہوئی زلفیں مغموم ہیں آنکھیں
سہرے کی جگہ خون کی دھاریں ہیں جبیں پر قاسمؑ کی ہے مہندی

اے کرب و بلا دیکھ لے نوشاہ کی صورت، یہ چاند سی مورت
ڈوبا ہوا خورشید لہو میں ہے زمیں پر، قاسمؑ کی ہے مہندی

ماں کوکھ جلی روتی ہے وہ خیمہ کے در پر، بے چین ہے خواہر
رومال بھگوتے ہیں کھڑے لاش پہ سرورؑ قاسمؑ کی ہے مہندی

ناشاد کی اُٹھتی ہوئی مظہرؔ وہ جوانی ہے، غم کی کہانی ہے
کرتا ہوں تصور تو قلق ہوتا ہے دل پر، قاسمؑ کی ہے مہندی

Presented by www.ziaraat.com

حکیم مظفر حسین طبیبؔ لکھنوی

کربلا میں بنے قاسمؑ کی جو آئی مہندی
کیسا خوش ہو کے سکینہؑ نے لگائی مہندی

بولیں کلثومؑ چلو دولھا کے آنچل ڈالو
اے رقیہ اوٹھو بھائی کی ہے آئی مہندی

پانی نایاب جو تھا روئی سکینہؑ پیاری
آنسوؤں سے بنے قاسمؑ نے لگائی مہندی

نیگ بھائی سے میں لوں گی یہ سکینہؑ نے کہا
دن خدا نے وہ دکھایا ہے کہ آئی مہندی

لاش پامال ہوئی دولھا کی آخر کو طبیبؔ
خون میں لال ہوئی رنگ یہ لائی مہندی

مرزا عسکری نادرؔ لکھنوی

فضّہ بولیں یہ خیمہ میں جا کر لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی
کس طرف کو دلھن کی ہے مادر لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی

کل بنا رن میں پیاسا مرے گا سر کو صدقے چچا پر کرے گا
سہرا ہوئے گا اب خون میں تر لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی

لاؤ حجرے سے باہر دلھن کو دیکھ لے وہ بھی ابنِ حسنؑ کو
پھر ملاقات ہوئے گی کیونکر لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

لا کے جوڑا شہانا پنہاؤ مانگ میں اس کے صندل لگاؤ
پھر تو رنڈ سالہ ہو گا میسّر لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی

صبح کو نوشاہ جائے گا رن میں بازو اس کے بندھیں گے رسن میں
کل پھرے گی یہ بلوے میں در در لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی

قید زندہ میں کبرا رہے گی رنج و دوریٔ قاسمؑ سہے گی
کوئی وارث بھی ہوگا نہ سر پر لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی

نالہ کرتے ہیں مقتل میں حیدر سر کو ٹکرا رہے ہیں پیغمبر
لینے آتے ہیں جنت سے شبرؑ لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی

اب کہاں عیش و عشرت کا ساماں بزم شادی یہ ہوگئی ویراں
تیغ مرحب چلے گی گلے پر لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی

نادر اب کیا لکھوں حال ماتم، تیرِ غم دل پہ لگتا ہے ہردم
تھا بپا شور خیمہ کے اندر لوگو آتی ہے قاسمؑ کی مہندی

عاجزؔ لکھنوی (شاگرد رشکؔ لکھنوی)

ماں تھی قاسمؑ کی دیتی دوہائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی
خون میں تر ہے یہ رنگین کلائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

گھر یہ ماتم سرا ہے گا سارا آج کوثر پہ نوشہ سدھارا
لاش آئی ہے خوں میں نہائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

راس دولھا کو کنگنا نہ آیا بھاری خلعت یہ کیوں تھا پنہایا
سہرا باندھے ہوئے جان گنوائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

Presented by www.ziaraat.com

کہا فضّہ نے آتے ہیں سرورؑ لاش نوشہ کی لاتے ہیں در پر
رن سے میت ہے شہ نے اُٹھائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

ایسے دولھا نہ ہوں گے جہاں میں بیاہ ہوتے ہی سدھارے جہاں میں
گھر میں دلھن بھی آنے نہ پائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

کبرا کہتی تھی با آہ و زاری جان نکل جائے تن سے ہماری
کیا مقدر نے کی یہ برائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

کیسی ساعت سے دلھن بنی تھی کیا یہ تقدیر مری بُری تھی
طعنہ زن ہوگی ساری خدائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

لاش نوشہ سے لپٹی تھی مادر صدقے ہوتی تھی ہر دم پسر پر
کہتی تھی وہ فلک کی ستائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

جسم گھوڑوں سے پامال ہوا ہے اعضا اعضا ہر ایک جا پڑا ہے
کیا اجل نے یہ صورت مٹائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

یاد آتا ہے نقشہ تمہارا ماں کو بے موت تم نے ہے مارا
تابہ محشر رہی اب جدائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

کیا وہ بے رحم تھا جس نے مارا خوں میں تر ہے گا جوڑا یہ سارا
رن میں لوٹی حسنؑ کی کمائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

خاک اُڑا سر پہ کہتی تھی مادر لاش لائے ہیں میداں سے سرور
ٹکڑے ٹکڑے ہے چادر میں آئی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

خاک و خوں میں بھری ہے یہ صورت ہائے لٹ گئی مری دولت
اب نہ دے گی یہ صورت دکھائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

Presented by www.ziaraat.com

دیکھ بیوہ دلھن کو تمہاری دل پہ نشتر لگے گا کاری
رنج وغم سے نہ ہوگی رہائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

سال دسواں تھا آغاز تم کو تھی خوشی اس کی دن رات ہم کو
یہ گرہ سال کی کیسے آئی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

کہتی تھی رن سے آتا ہے دولھا شاد تھا اس سے مرا کلیجہ
خوش ہو خیمے میں مسند بچھائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

آئے میداں سے بے جاں بیٹا کیا غضب مجھ پہ ایک بار ٹوٹا
دیکھنے دولھا تم کو نہ پائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

ماں یہ قاسمؑ کی کہتی تھی ہر دم لاش نوشہ پہ عاجزؔ یہ روکر
لٹ گئی رن میں مری کمائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

عاجزؔ لکھنوی (شاگرد رشکؔ لکھنوی)

لاشِ نوشہ پہ ماں کہتی آئی کیسی قاسم نے مہندی لگائی
ٹکڑے ٹکڑے ہے رنگیں کلائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

جان دی تم نے میداں میں جا کر مر گئے کیا کیا صدمے اُٹھا کر
کس غضب کی یہ تلوار کھائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

روتے ہیں گے براتی تمہارے جاں بلب ہیں گے غم کے مارے
کہتے ہیں سب وہ دیکر دہائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

کچھ خبر تم کو ہے گی بنی کی کھوتی ہے آج رو رو کے وہ جی
رانڈ ہوتی ہے بانو کی جائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

Presented by www.ziaraat.com

پیچ سہرے کے کٹ کر گرے جا بجا ریت پر وہ پڑے ہیں
کیا قضا نے یہ لوٹی کمائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

ماں کو برباد کر کے سدھارے مٹ گئے مرے ارمان سارے
ایک دن تم نے راحت نہ پائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

راس شادی نہ تم کو یہ آئی مری دولت قضا نے لٹائی
سیر جنت کی کیا تم کو بھائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

ہوش اس وقت گم ہیں ہمارے پیاسے جنت کو بیٹا سدھارے
غل ہے دیتا نہیں کچھ سنائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

سال تھا کیسا یہ تم کو آیا، کیوں تمہیں میں نے دولھا بنایا
کربلا میں یہ دولت لٹائی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

جاں کھوتی تھی دلھن کی مادر تھی وہ عاجزؔ پریشان و مضطر
کہتی تھی موت مجھ کو نہ آئی کیسی قاسمؑ نے مہندی لگائی

انیسؔ پہر سری

کہاں ماں نے بنے قاسمؑ تمہاری آتی ہیں بہنیں
بڑے ارمان سے مہندی سجا کر لاتی ہیں بہنیں

خیامِ آلِ احمدؐ میں نہیں ہے بوند پانی کی
جو گوندھی آنسوؤں سے وہ لگانے آتی ہیں بہنیں

بیاں کرتی ہیں یہ فروہؑ چھپے ہو تم تو شرما کر
مگر فرقت میں دیکھو تو پچھاڑیں کھاتی ہیں بہنیں

Presented by www.ziaraat.com

سکینہؑ ہے بضد میں نیگ لوں گی دولھا بھائی سے
بہلتی ہی نہیں کتنا اسے بہلاتی ہیں بہنیں

خوشی کے وقت کیا جانے ملی ایسی خبر اُن کو
بکا کرتی ہیں خود کنبے کو بھی رُلواتی ہیں بہنیں

کھڑی ہیں در پہ مہندی لے کے اپنے بال بکھرائے
نہ جانے کیوں نہیں خیمے میں تیرے جاتی ہیں، بہنیں

اگر کچھ حال پوچھا کیا بتاؤ گے اسے جاکر
دلھن کے سامنے جاتے ہوئے شرماتی ہیں بہنیں

خجالت کتنی ہوگی اس طرح دلھن کے گھر جاکر
نہ بھائی ہیں نہ دولھا ہے اکیلی جاتی ہیں بہنیں

انیسؔ آجاتی ہے کرب و بلا کی یاد وہ شادی
کہیں مہندی چڑھانے جب کسی کی جاتی ہیں بہنیں

انیسؔ پھرسری

لوگوں جا کر کرو پیشوائی، دیکھو آئی وہ قاسمؑ کی مہندی
میرے دل کی تمنا برآئی، دیکھو آئی وہ قاسمؑ کی مہندی

لاؤ بالی سکینہؑ کو جاکر سب کو صندل لگائے وہ آکر
اشکوں سے گھول کر میں ہوں لائی دیکھو دیکھو آئی قاسمؑ کی مہندی

سونے والوں کو جاکر جگاؤ مجھ کو اتنا تو کوئی بتادو
رو رہے ہیں یہ کیوں سب براتی دیکھو آئی وہ قاسمؑ کی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

خاک پر ایک مسند بچھادو، اس پہ دلھن کو لا کر بٹھادو
سب نچھاور کرو باری باری دیکھو آئی وہ قاسمؑ کی مہندی

جیسے آیا ہے خوں میں نہا کے، ایسی ضو پھوٹتی ہے حنا سے
سرخ ہے کتنا کنگنا کلائی، دیکھو آئی وہ قاسمؑ کی مہندی

بھائی کو یاد کیا بھائی آیا، یا کوئی اور صدمہ اُٹھایا
روتے ہیں کیوں حسنؑ کے یہ بھائی، دیکھو آئی وہ قاسمؑ کی مہندی

خوشبو گل کی مہکتی ہے بن میں پتیاں ایسی بکھری ہیں رن میں
چنتے ہیں کیوں شہ کربلائی، دیکھو آئی وہ قاسمؑ کی مہندی

روک لو در پہ آ کر سکینہؑ، نیگ لینے کا ہے یہ قرینہ
دوشِ سرور پہ معراج پائی، دیکھو آئی وہ قاسمؑ کی مہندی

شاہ قاسمؑ کا جب لائے لاشہ، انیسؔ ہو گیا حشر برپا
ماں قریب آ کے لب پر یہ لائی دیکھو آئی وہ قاسمؑ کی مہندی

مہندی (پنجابی)

مہندی تیری نے رنگا لایا سہرا تیرا عرشوں آیا
گئی مہندی رنگ بدلا وے قاسماںؑ اُٹھ کے مہندی لا

مہندی تری پھٹیاں دے پھٹیاں موت عروج اگوں میں لیٹاں
میرا منوں دی نہ لتھڑا چا دے قاسماںؑ اُٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری رنگ دی گوڑی آس امڑی دی ہوئی آج پوری
جوڑا سگناں والا پاوے قاسماں اُٹھ کے مہندی لا

Presented by www.ziaraat.com

مہندی تیری گھولن آئیاں لاون تینوں پھپھیاں تائیاں
اُٹھ بچڑا لاگ دواوے قاسماںؑ اُٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری رنگ وچ گھولی ظالماں پائی خودی ہولی
دتے لاش تے گھوڑے دُڑواوے قاسماں اُٹھ کے مہندی لا

Presented by www.ziaraat.com

باب ۱۰۔۔۔۔۔

سہرے در حال حضرتِ قاسمؑ

سجّاد لکھنوی (شاگرد مہر علی اُنس)

ماں یہ قاسمؑ کی کہتی تھی رو رو میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو
ہائے کیسا یہ ہے بیاہ لوگو میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو

عقد کا گر ارادہ ہے لا کے کپڑے پہنا دو اس کو شہانے
کیسا دولہ بنایا ہے اس کو میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو

ماں نے کبرا کی گر دیکھ پایا ہوگا وسواس اُس کو بہت سا
ہو ندامت نہ سمدھن سے مجھ کو میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو

باپ بھی اس کا زندہ نہیں ہے سر پہ بنے کے سہرا جو باندھے
کوئی اس کے چچا سے یہ کہہ دو میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو

وہ سکینہؑ جو ہے اس کی سالی ہے وہ سہرے کی خاطر تڑپتی
اُس کا ننھا سا دل مت کڑھاؤ میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو

ہوگا کبراؑ کو صدمہ نہایت یوں جو دیکھے گی دولہ کی صورت
جان دے گی وہ گھونگھٹ میں رو رو کر میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو

Presented by www.ziaraat.com

گو نہیں کوئی شادی کا سامان سب کے دل ہیں ملول و پریشاں
اتنا غمگین و افسردہ مت ہو میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو
دیر کیا ہے براتی سب آئیں میرے بچے کو دولہ بنائیں
شہ کو باہر سے جلدی بلا لو میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو
آگے سجادؔ اب ہو بیاں کیا عقد کا کچھ بھی ساماں نہیں تھا
تھا یہی وِرد دولہ کی ماں کو میرے قاسمؑ کے سہرا تو باندھو

شہزادۂ اودھ مرزا محمد ثریا قدر بہادر
ثُرّیا لکھنوی

ہوا قاسمؑ کو نہ افسوس میسر سہرا
نظم رونے کے لیے ہے یہ سراسر سہرا
دل میں ارمان بھرا ہوگا یہ ہر بی بی کے
کہ جوان ہوے یہ گلرو بندھے سر پر سہرا
کوئی کہتی تھی نچھاور کو نہیں پاس مرے
اور یہاں آ گیا اے بیبیو در پر سہرا
بولی نوشہ سے سکینہؑ بھی پکڑ کر دامن
پہلے دو نیگ تو پھر باندھو برادر سہرا
یہاں تو یہ دھوم تھی سب اہلِ حرم میں برپا
اتنے میں آ ہی گیا خیمہ کے اندر سہرا
بھینی بھینی وہ مہک اُس میں تھی اے صلِّ علیٰ
گلِ فردوس سے بھی تھا کہیں بڑھ کر سہرا

Presented by www.ziaraat.com

تار ہر ایک تھا مانندِ شعاعِ خورشید
چاند سے بڑھ کے سراپا تھا منوّر سہرا

دیکھ کر مادرِ نوشہ کو تبسم گو تھا
سر قاسمؑ پہ مگر باندھا تو رو کر سہرا

مرنے جاتے ہیں دلھن سے یہ کہا قاسمؑ نے
اب تو چہرے کو دکھا دیجئے اُٹھا کر سہرا

خشک ہونٹوں پہ نہ قاسمؑ کے ترس کچھ کھایا
خونِ نوشاہ سے اعدا نے کیا تر سہرا

لاش قاسمؑ کی جو آئی تو یہ بولی مادر
پیچ عمامہ کے بنے تیغوں سے کٹ کر سہرا

بعد شبیرؑ کے غارت میں ستمگر آکر
لوٹ کر لے گئے سب شملہ و زیور سہرا

ہائے کیا حال ثریا کرے آگے تحریر
روتی تھی دیکھتی جب زوجۂ شبرؑ سہرا

شہزادۂ اودھ مرزا محمد ثریا قدر بہادر

ثُریّا لکھنوی

مجرئی باندھ کے قاسمؑ جو نہ آیا سہرا
ایسا عالم تھا کہوں کھل کے نہ پایا سہرا

خلد کے پھولوں سے حوروں نے بنایا سہرا
پئے قاسمؑ ملک الموت جو لایا سہرا

Presented by www.ziaraat.com

رخ پہ کٹ کٹ کے جو عمامہ کی لڑیاں لٹکیں
ماں نے وہ نزع کے ہنگام اُٹھایا سہرا

بدلی قسمت کی ہوا جب تو دلھن موت بنی
مثل بادل رُخ نوشہ پہ نہ چھایا سہرا

نیگ نادان سکینہؑ کو مقدر کے سبب
نقد داغ غم نوشاہ دلایا سہرا

گرز سر پر جو پڑا خون کی دھاریں چھوٹیں
سرخ پھولوں کا ہر اک کو نظر آیا سہرا

کٹ گیا تیغوں سے، نوشہ کے جو چہرہ پہ نہیں
پنجۂ غم نے دلھن کا بھی بڑھایا سہرا

روزِ عاشور تھی وہ دھوپ کہ خالق کی پناہ
رُخِ قاسمؑ پہ مگر کرتا تھا سایہ سہرا

لڑیاں اشکوں کی دُلھن کے رخِ انور پہ جو تھیں
موتیوں کا غمِ نوشاہ سے پایا سہرا

یہ ستارے کی نحوست تھی کہ ہے ٹکڑے لاش
تیرھویں سال میں کچھ راس نہ آیا سہرا

پاگئے ہیں جو بنی عطرِ عروسِ مرگ آہ
جامہ جسم کے ہمراہ بسایا سہرا

باندھا جائے سر قاسمؑ پہ یہ شہرت جو ہوئی
گلِ فردوس ہے بوباس میں پایا سہرا

Presented by www.ziaraat.com

نہی سرمہ ہے نہ مہندی ہے نہ میسر چوڑی
حُسن دیتا ہے انھیں سب پہ سوایا سہرا

اُس کے روضہ کی ثریا کو زیارت ہو نصیب
جس کا یہ سب سے الگ کہہ کے سنایا سہرا

سیّد ابن حسن زائر لکھنوی

باغ فردوس سے رضوان ہے لایا سہرا
واسطے قاسمؑ نوشاہ کے آیا سہرا

مادر حضرت قاسمؑ نے کہا خوش ہو کر
شکر صد شکر کہ خالق نے دکھایا سہرا

آہ کیا مادر مضطر کو خبر تھی اِس کی
لاش نوشاہ پہ جائے گا بڑھایا سہرا

جگر فاطمہ کبریٰ سے اُٹھی ہوک اُسدم
موت نے دولھا کا جب آکے بڑھایا سہرا

لاش قاسمؑ پہ تھا یہ مادر مضطر کا بیاں
اے مرے لال تجھے راس نہ آیا سہرا

دولھا مارا گیا اک شب کی دلھن رانڈ ہوئی
ہائے کیسا یہ مقدر نے دکھایا سہرا

غم قاسمؑ میں بندھیں اشکوں کی لڑیاں زائرؔ
مثل گل زخم کھلے دل کے !! بنایا سہرا

Presented by www.ziaraat.com

شوکت بلگرامی

جُھکا تسلیم کو ابنِ حسنؑ جب باندھ کر سہرا
پکاری ماں رہے دنیا میں یہ دائم تیرے سر سہرا

بچائے خالق کونین چشم زخم سے تجھ کو
کُھلا ہے کیا رُخ روشن پہ اے نورِ نظر سہرا

کبھی گلہائے عارض دیکھ کر یہ لوٹ جاتا ہے
کبھی لیتا ہے زلفوں کی بلائیں جھوم کر سہرا

کہا زینبؑ نے اُس دن ہو مجھے اس بیاہ کی شادی
پھلیں پھولیں سدا دولھا دلھن جب باندھ کر سہرا

اِدھر شادی رچی ہے اور اُدھر تقدیر کہتی ہے
چڑھاؤں گی میں اس نوشاہ کے تابوت پر سہرا

اجل پہنائیگی دم بھر میں اُن کو ہار زخموں کے
گھڑی بھر میں نظر آئے گا خون سے تر بہ تر سہرا

مدینہ کی طرف نوشاہ بن کر یہ نہ جائیں گے
یہیں ہو جائے گا تیغوں سے ٹکڑے سر بسر سہرا

بنے گی دو گھڑی میں مشکل یہ ایک شب کے دولھا کی
زمیں پر لاش ہو گی اور اِدھر کنگنا اُدھر سہرا

شہانے کے عوض رنڈسالہ پہنے گی نئی بیوہ
بڑھائے گی دلھن اک شب کی آکر لاش پر سہرا

Presented by www.ziaraat.com

رسن بندھوائے گی ہاتھوں میں کبرؑا کھول کر کنگنا
خدا کی راہ میں سر دے گا قاسمؑ باندھ کر سہرا
دلھن دُولھا براتی سب اسیرِ درد و غم ہوں گے
فلک در کربلا برباد خواہد کرد ہر سہرا
خجل ہوں گے گُل فردوس گلہائے مضا میں سے
رہے گا باغِ جنت میں بھی شوکتؔ میرے سر سہرا

مولوی مظہر عابدی مچھلی شہری

رُخ پہ قاسمؑ کے گیا تھا جو سجایا سہرا
سرخرو خون سے ہو کر نظر آیا سہرا
لائے جب دولھا کو مقتل سے اُٹھا کر شبیرؑ
خیمے میں بی بیوں کو روکے دکھایا سہرا
جانتا کون تھا یہ سہرا ہے پیغامِ اجل
ساج کر موت نے ہاتھوں سے بنایا سہرا
ماں یہ بولی کہ اجل نے اُسے کیوں لوٹ لیا
کیا اسی واسطے قاسمؑ نے بندھایا سہرا
یہ تمنا تھی کہ قاسمؑ میرا پروان چڑھے
ماں نے ارمانوں سے قاسمؑ کو پہنایا سہرا
آنکھ میں اشک امنڈ آئے بلائیں لے لیں
ماں کو نوشاہ کے چہرے پہ جو بھایا سہرا

Presented by www.ziaraat.com

لاشۂ قاسمؑ ناشاد پہ جب آئے حسینؑ
خاک اور خون میں غلطاں نظر آیا سہرا
رُخ پہ دولھا کے نظر آتی ہے اک چادرِ نور
گویا ہے رحمتِ اللہ کا سایا سہرا
یوں بکھر اٹھا تھا کلیاں تھیں کہیں پھول کہیں
ہاتھ میں شاہ کے اس حال سے آیا سہرا
جسم کے ٹکڑے جمع کر چکے جب مقتل میں
شاہ نے خون میں بھیگا ہوا پایا سہرا
کیا خبر تھی کہ یہ ڈوبے گا لہو میں مظہرؔ
کتنے ارمانوں سے بہنوں نے بنایا سہرا

---

۲۱ ربیع الاوّل ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء کو اودھ (لکھنؤ) کے بادشاہ محمد علی شاہ نے حضرت قاسمؑ کی عروسی کا سامان خواب میں دیکھا اور حضرت زینبؑ کی زبان پر یہ مصرع تھا:-

"اے قاسمِ داماد مبارک ہو یہ شادی"

خواب دیکھ کر بادشاہ نے حمید الدولہ رضا قلی خاں کو نظم کرنے کی فرمائش کی اور انھوں نے دس بند خمسے کی صورت میں کہے۔ اُس عہد کے علما سے فتوے لیے گئے، اجازت ملنے پر چھوٹے امام باڑے حسین آباد لکھنؤ سے بادشاہ کی طرف سے مہندی کا جلوس اُٹھانے کا اہتمام کیا گیا۔ اِسی خواب کی بدولت یہ مہندی اب تک اُٹھتی ہے۔ راقم الحروف (ضمیر اختر نقوی) نے لکھنؤ میں اِس مہندی کے جلوس کی زیارت ہر سال کی ہے۔ رات کو ۱۲ بجے کے قریب یہ جلوس برآمد ہوتا ہے۔ گومتی ندی کے کنارے کنارے یہ جلوس آہستہ آہستہ بڑے امام باڑے آصف الدولہ کی طرف بڑھتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

جلوس میں بہت گریہ ہوتا ہے۔

حمید الدولہ رضا قلی خاں بہادر

قاسمؑ نے جو گردن پئے تسلیم جھکائی لبیک کی تب روحِ پیمبرؐ نے صدا دی
اور قاسمِؑ نوشہ کے تصدّق ہوئی دادی اس وقت یہی زینبِؑ بیکس نے دعا دی
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

قائم رہے دنیا میں صدا نام حسنؑ کا یہ پھول شگفتہ رہے زہرؑا کے چمن کا
اور حشر تلک تجھ سے ہو دل شاد دلھن کا اس شادی سے مطلب ہے یہی شہ کی بہن کا
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

شادی کا سنا نام سکینہؑ نے جو ناگاہ کہنے لگی بھائی سے کہ اے قاسمِؑ نوشاہ
تم مہندی لگانے کی نہیں رسم سے آگاہ میں مہندی لگاؤں کہ مبارک کرے اللہ
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

زینبؑ نے بھتیجے کو جو نوشاہ بنایا سہرا بھی بندھا خلعت شادی بھی پنہایا
اور لا کے اسے مسند زرّیں پہ بٹھایا ہر ایک کی اس وقت زباں پر یہی آیا
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

کیا کیا حرمِ سبطِ پیمبر میں خوشی تھی پر یاس سے نوشاہ کو دلھن دیکھ رہی تھی
آنکھوں سے رواں سلکِ مسلسل کی لڑی تھی اور خیمہ میں ہر سمت یہی دھوم مچی تھی
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

کہتی تھی سدا مجھ کو یہ شادی نہیں بھاتی ہیں حسرت و اندوہ کے یاں جمع براتی
تقدیر ہے اس مہندی میں کیا رنگ دکھاتی ہے مژدۂ جاں بخش اجل سب کو سناتی
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

Presented by www.ziaraat.com

کہتا تھا یہ قاسمؑ نہ مجھے دولھا بناؤ رخصت مجھے میدان کی عمّو سے دلاؤ
وہ مجھ کو خوشی سے کہیں میدان کو جاؤ تم بہرِ خدا لب پہ نہ اِس حرف کو لاؤ
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

ہے آج مصمّم مجھے سر اپنا کٹانا ہے خون میں رنگنا مجھے خلعت یہ شہانا
زخمی بدن اپنا ہے پیمبرؐ کو دکھانا جب لاش مری آئے تو تم لب پہ یہ لانا
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

القصہ کہ قاسمؑ ہوئے میدان کو رخصت اور بیٹھ گئے اپنی کمر تھام کے حضرت
نوشاہ نے میدان میں جب پائی شہادت قاسمؑ سے یہ کہتا تھا ہر اک ساکنِ جنّت
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

عالم میں بپا قاسمؑ نوشہ کا ہے غم سلطانِ جہاں شاہِ زماں خسروِ عالم
شب عالم رویا میں نظر آیا بصد غم بیدار ہوئے جب تو یہی ورد تھا ہر دم
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

آیا تھا نظر خواب میں کچھ شادی کا ساماں یعنی کہ بہم جمع ہیں انبوہِ غریباں
قاسمؑ بھی ہے اکبرؑ بھی ہے باشوکت و باشاں زینبؑ یہی فرماتی ہیں باحالِ پریشاں
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

اکیسویں شب اور وہ مولودِ نبیؐ تھا سنہ بارہ سو پچیس میں نظر آیا یہ رویا
تھا قربِ سحر اور شب پرنور سہ شنبہ مشہور ہوا مصرعہ برجستہ یہ ہر جا
اے قاسمِؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

تعبیر یہ اِس کی ہے وہ شاداں رہیں ہر دم اولاد کی شادی کریں شبیرؑ کا ماتم
اور زیرِ نگیں اُن کے ہمیشہ رہے عالم دل کو ہو خوشی اور زباں سے کہیں پیہم

Presented by www.ziaraat.com

اے قاسمؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

حامؔد ہے حمیؔد اور غلامِ شہدا ہے اس خسروِ عادل پہ دل و جاں سے فدا ہے
قائم رہے سلطانِ زماں اُس کی دعا ہے اس کلمہ کو کہہ کہہ کے وہ مصروفِ بُکا ہے

اے قاسمؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

اے قاسمؑ داماد مبارک ہو یہ شادی

Presented by www.ziaraat.com

باب......۱۱

رباعیات در حال حضرت قاسمؑ

میر انیسؔ

جھک جھک کے تو منہ ابنِ حسنؑ نے دیکھا
لیکن نہ سکینہؑ کی بہن نے دیکھا
آنسو نکل آئے مگر آنکھیں نہ کھلیں
لاش آئی تو دولھا کو دلھن نے دیکھا

شمعوں کی طرح دلوں کو جلتے دیکھا
آہوں کا دھواں منہ سے نکلتے دیکھا
افسوس کہ میداں میں بنے قاسمؑ نے
دیکھا جسے اُس کو ہاتھ ملتے دیکھا

دشمن کو بھی دے خدا نہ اولاد کا داغ
جاتا نہیں ہرگز دلِ ناشاد کا داغ
فرماتے تھے رو کے لاشِ قاسمؑ پہ حسینؑ
اولاد سے کم نہیں ہے داماد کا داغ

Presented by www.ziaraat.com

قاسمؑ کو عدو نے خون میں جب لال کیا
شبیرؑ نے یہ کہہ کے عجب حال کیا
تابوت پہ جس کے باپ کے مارے تیر
گھوڑوں کے سُموں سے اس کو پامال کیا

مرزا دبیر

دولھا کا جو ماں نے رن میں لاشا دیکھا
افلاک کو بیکسی سے کیا کیا دیکھا
کہنے لگی ہائے اس پسر کا میں نے
چوتھی دیکھی نہ ہائے چالا دیکھا

جس وقت کہ قاسمؑ کا ہوا حال تغیرؑ
یہ کہہ کے بہت روئے جناب شبیرؑ
کس طرح نہ ہوتی لاش قاسمؑ پامال
تابوتِ حسنؑ پر بھی لگے تھے سو تیر

آنکھوں میں عزیزو اشک بھر کے پیٹو
اور اپنے جگر پہ ہاتھ دھر کے پیٹو
دولھا جو کہیں تمھیں دکھائی دیوے
قاسمؑ کی جوانی یاد کر کے پیٹو

شادی تھی نہاں اور غمی پیدا تھی

Presented by www.ziaraat.com

نوشاہ تھا مردہ اور دلھن بیوا تھی
داغ قاسمؑ تھا آفتاب محشر
کبرؑا کے لیے قیامت کبرا تھی

جو گوہر اشک نذر آکر دیں گے
طوبیٰ کے پھل اُن کو خود پیمبرؐ دیں گے
جو ہونگے غمِ شادیٔ قاسمؑ میں ملول
محشر میں خطِ براُت شبرؑ دیں گے

کبرؑا بولی کہ خوب ارماں نکلے
مرنے کے لیے قاسمؑ ذیشاں نکلے
دیکھے تھے جو کچھ بیاہ کے ساماں شب کو
وہ صبح کو سب خوابِ پریشاں نکلے

صمصام علی گوہر

حسینؑ ابنِ علیؑ نوشاہ کو خیمے سے لاتے ہیں
علمدارِ جری پشت فرس پر خود بٹھاتے ہیں
دعا زینبؑ کی ، شہؑ کی آرزو ، عباسؑ کے تیور
بڑے سامان سے قاسمؑ سوئے میدان جاتے ہیں

شجاعت خاندانی ہے یہ چہرہ خود بتاتا ہے
علیؑ کے گھر کا بچہ رن سے کب مایوس جاتا ہے
جسے مرنا ہے مرحب کی طرح وہ سامنے آئے

Presented by www.ziaraat.com

حسنؑ کا لال حیدرؑ بن کے اب میداں میں آتا ہے

دنیا کے طریقوں سے ہٹ کر اس گھر کی ہدایت ہوتی ہے
جو ان کی تمنا ہوتی ہے خالق کی مشیت ہوتی ہے
قاسمؑ ہیں حسنؑ کے ہاتھوں پر یا رحل پہ قرآں رکھا ہے
آیاتِ محبت کی اکثر ایسے بھی تلاوت ہوتی ہے

علیؑ تیرہ برس کے تھے شریعت کا پیام آیا
نبوتؐ کی حفاظت کا بڑا نازک مقام آیا
علیؑ سے خاص نسبت ہوگئی قاسمؑ کو یوں حاصل
حسنؑ کا لال بھی تیرہ برس میں حق کے کام آیا

یوں ابنِ حسنؑ کے پیکر میں خود اپنا بچپن بھی دیکھ لیا
اک پھول کو اس رخ سے دیکھا بس سارا گلشن دیکھ لیا
قاسمؑ کو ملا جب اذن وغا خود پشت فرس پر بٹھلا کر
عباسؑ نے اپنی آنکھوں سے حیدرؑ کا لڑکپن دیکھ لیا

حُسن حسنؑ کو اور بھی احسن بنا دیا
میدانِ کارزار کو گلشن بنا دیا
تیرے کرم کی دھوم ہے نوشاہِ کربلا
اپنے لہو سے موت کو دلھن بنا دیا

سوئے مقتل وہ دینِ حق کی بن کر زندگی آئے

Presented by www.ziaraat.com

حسنؑ کے لختِ دل قاسمؑ جری ابنِ جری آئے
یہ اٹھارہ برس والے نبیؐ نے غور سے دیکھا
کہ اب میدان میں تیرہ برس والے علی آئے

میدانِ کربلا میں جو اک معرکہ ہوا
وہ بھی تو ہے حسنؑ کی تمنا کا سلسلہ
قاسمؑ جو رن میں آکے لہو میں نہا گئے
صلحِ حسنؑ کا رنگِ صداقت نکھر گیا

کیا بعدِ صلح ظلم کی فطرت بدل گئی
لڑنے کی آرزو تھی مگر بات ٹل گئی
ابنِ حسنؑ کے قدموں میں ازرق کی لاش ہے
کیوں اہلِ شام جنگ کی حسرت نکل گئی

ہوئی ہے کربلا میں اہلِ باطل کی صف آرائی
نئے انداز سے صلحِ حسنؑ پھر سامنے آئی
قلم شبرؑ کا قاسمؑ کے لیے تلوار تھا گوہر
پدر کی آرزو بن کر پسر کی تیغ لہرائی

قمر جلالوی

رہِ صبر و رضا کی ہیں وہی حد بندیاں اب تک
نہ گذرا کربلا کے بعد کوئی کارواں اب تک

Presented by www.ziaraat.com

کہیں ہوتی ہے جب شادی تو ایسے کان بجتے ہیں
کہ جیسے رو رہی ہیں حضرتِ قاسمؑ کی ماں اب تک

ناصر علی ناصرؔ جلالپوری

دل سے شہؑ پر نثار ہیں قاسمؑ دین کے تاجدار ہیں قاسمؑ
جس پہ صدقے ہے باپ کی سیرت ایسی ایک یادگار ہیں قاسمؑ

گلشنِ شہؑ کا پھول ہیں اکبرؑ روح و جانِ بتولؑ ہیں اکبرؑ
قدر کرتے تھے اِس لیے شبیرؑ کہ شبیہِ رسولؐ ہیں اکبرؑ

Presented by www.ziaraat.com

باب ۱۲

قصیدے در حال حضرت قاسمؑ

ساجد رضوی

قوتِ تسخیر

چہرہ ترا والفجر کی تفسیر ہے قاسمؑ
واللیل تری زُلفِ گرہ گیر ہے قاسمؑ

شبرؑ کی چمکتی ہوئی تقدیر ہے قاسمؑ
آئینہ مستقبلِ شبیرؑ ہے قاسمؑ

کرتی ہے جو اب تک دلِ عالم پہ حکومت
شبیرؑ کی وہ قوتِ تسخیر ہے قاسمؑ

اے جانِ علیؑ ، جانِ حسنؑ ، جانِ محمدؐ
ہر سانس تری مقصدِ شبیرؑ ہے قاسمؑ

عظمت میں، جلالت میں، شرافت میں، شرف میں
تو پنجتنِ پاک کی تصویر ہے قاسمؑ

بچپن کی ادائیں بھی ہیں پابند مشیت
تو مثلِ پدر راضیٔ تقدیر ہے قاسمؑ

تو زینبؑ و کلثومؑ کی گودی میں پلا ہے
کس حدِ شرف پر تری توقیر ہے قاسمؑ

نیند آئی تجھے چادرِ زینبؑ کی ہوا سے
تو بھی بخدا وارثِ تطہیر ہے قاسمؑ

عباسؑ کی تصویر نظر آتی ہے جس میں
وہ آئینہ جرأتِ شبیرؑ ہے قاسمؑ

ظاہر ہوئی جو بعدِ حسنؑ کرب و بلا میں
معصوم کے اُس خواب کی تعبیر ہے قاسمؑ

قرآنِ محبت کے سوا کیا کہوں اس کو
تعویذ میں بازو کے جو تحریر ہے قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

جب نام لیا دل سے تو مشکل ہوئی آساں — جو "نادِ علیؑ" میں ہے وہ تاثیر ہے قاسمؑ
ہاتھوں کو ترے چوم کے کہتی ہے شہادت — مہندی نہیں یہ خون کی تحریر ہے قاسمؑ

ساجد کی زباں پر ہے ترا نام ہمیشہ
جذباتِ مودّت کی یہ تکبیر ہے قاسمؑ

شاہِ اودھ نصیر الدین حیدر بادشاہ

در بیان ولادت حضرت قاسمؑ

نامِ خدا پیدا ہوئے ہیں قاسمؑ ابنِ حسنؑ
ہیں شاد و خرم ہو رہے کیا ہی جنابِ پنجتنؑ
صلِّ علیٰ کیا سرو قد بس ہے گا وہ رشکِ قمر
وہ آفتابِ داد و دیں ہے اور ماہِ انجمن
ہوں جان و دل سے مدح خواں اس شاہ کا میں جاں نثار
صدقے سے ہو اس شاہ کے مقبول یہ میرا سخن
باغِ رسالت میں کِھلا آج گلِ یاسمن
گلبنِ باغِ وفا قاسمؑ ابنِ حسنؑ
حضرتِ شبیرؑ کا ہے گا بھتیجا وہ شاہ
حیدرِ کرّار کے اس میں ہیں سارے چلن
دشمنوں اور کافروں کو کرے یکدم میں قتل
ہاتھ رکھے جس گھڑی قبضے پہ وہ صف شکن
حضرت حسنؑ کے تئیں حور و ملک کہتے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

ہووے مبارک سدا تم کو یہ شاہِ زمن
اس علی حیدر کو آپ رکھیے سدا سرخرو
آپ کا مدّاح ہے یا شہِ ابنِ حسنؑ

حبیب حسن حبیب

منقبتِ شہزادۂ قاسمؑ ابنِ حسنؑ

منقبت بسلسلۂ ولادتِ حضرت قاسمؑ ۷ رشعبان ۲۰۰۷ء
کو یہ منقبت ''یومِ قاسمؑ'' میں پڑھی گئی

کعبۂ عشقِ بے خطا قاسمؑ — قبلۂ حُسنِ پارسا قاسمؑ
حُسنِ کوثر کا آئینہ قاسمؑ — رونقِ آلِ مجتبیٰؑ قاسمؑ
حُسن پر نازکی ہی سجتی تھی — کیا سجایا ہے حوصلہ قاسمؑ
آپ کے حُسن کی زیارت کو — انبیاء آئے کربلا قاسمؑ
حُسن نے خود تراش لی صورت — جب بھی ہونٹوں پہ آگیا قاسمؑ
نوجوانی رسولؐ کی اکبرؑ — ابوطالبؑ کا بچپنا قاسمؑ
جیسے عباسؑ ہیں دعائے علیؑ — تم ہو شبرؑ کا مدعا قاسمؑ
شادیوں میں تمہارا نوحہ ہے — ذکر خوشیوں میں ہے تیرا قاسمؑ
دستِ نازک میں ذوالفقار سی تیغ — کیوں نہ ہو ابنِ لافتا قاسمؑ
یہ شجاعت کے داد دیں شبیرؑ — کہیں عباسؑ مرحبا قاسمؑ
تیری ہیبت سے بیٹے ازرق کے — کر رہے تھے خدا خدا قاسمؑ
رن میں سارا بھرم شجاعوں کا — تم نے پامال کردیا قاسمؑ

Presented by www.ziaraat.com

خضرؑ کہتے ہیں کہ حسنؑ کے بعد اب ہمارے ہیں رہنما قاسمؑ
تین شعبان کو لکھی یہ ثنا خوش ہوئے آپؑ کے چچا قاسمؑ
تم کہیں مصر میں جو آجاتے کون یوسفؑ کو پوچھتا قاسمؑ
میں دعائے حسنؑ میں شامل ہوں لکھ رہا ہوں تیری ثنا قاسمؑ

ڈاکٹر سیّد ظلِ ثقلین زیدی

قاسمؑ نوشاہ

گلشنِ فاطمہؑ میں رشکِ چمن ہیں قاسمؑ نورِ احمدؐ کی ضیا بار، کرن ہیں قاسمؑ
بچپنے ہی میں جوانی کے حَسَنؑ ہیں قاسمؑ گل بدن ہوتے ہوئے قلعہ شکن ہیں قاسمؑ

مشکلیں ٹالتا ہے عقدہ کُشا کا پوتا
ایسا ہوتا ہے نُصیری کے خدا کا پوتا

قاف سے قامتِ تطہیر کا ہیں قد قاسمؑ اور الف نے کہا الحمد کی ابجد قاسمؑ
سین سے سورۂ النور کی سرحد قاسمؑ میم کہتا ہے کہ ہیں مثلِ محمدؐ قاسمؑ

ساتھ ہیں قاسمؑ و اکبرؑ یہ زبر جد دو ہیں
بیتِ شبیرؑ میں ہم شکلِ محمدؐ دو ہیں

حُسن، قاسمؑ بھی حَسنؑ جیسا حَسیں رکھتے تھے اُن کو خود سے جدا شبیرؑ نہیں رکھتے تھے
جس گھڑی پاؤں زمیں پر وہ کہیں رکھتے تھے اُن کی راہوں میں مَلک آ کے جبیں رکھتے تھے

پہنے رہتے تھے کلائی میں جو کنگنا قاسمؑ
بچپنے ہی سے نظر آتے تھے دولھا قاسمؑ

جس گھڑی خیر سے قاسمؑ پہ جوانی آئی منتظر جس کے تھے وہ شام سہانی آئی

Presented by www.ziaraat.com

اُمِّ فروہؑ کی دعاؤں میں روانی آئی　　پھُپھی زینبؑ لیئے پوشاک شہانی آئی

نوری دریاؤں کے ملنے کا عمل جاری ہے

شادیٔ قاسمِ نوشاہ کی تیاری ہے

بنتِ شبیرؑ دُلھن ، دولھا حسنؑ کا دلدار　　ایک زہراؑ کی ہے زین، ایک ہے حیدرؑ کا وقار

یہ بھی سردارِ جناں وہ بھی جناں کے سردار　　گھر میں پھر شبرؑ و شبیرؑ کے آئی ہے بہار

وہ خوشی پائی بیاں جس کا نہیں ہے بس میں

دونوں سردارِ جناں سمدھی بنے آپس میں

جانتے تھے یہ حسنؑ بیاہ کے جب آئیں گے دن　　ہونگی تب ساری رسومات اَدا میرے بِن

کردی اِک رسم تبھی جبکہ تھے قاسمؑ کم سِن　　باپ نے باندھا تھا بچپن میں امامِ ضامن

خیمہ قاسمؑ کا سَرِ کرب و بلا سجنے لگا

صحنِ خانہ میں پھریرے کا منڈھا بندھنے لگا

یک بیک صَلِّ علیٰ ثانیٔ زہراؑ نے کہا　　کیا مبارک ہے گھڑی بڑھ کے رُقیہؑ نے کہا

کوئی صغراؑ کو بلا لاؤ یہ لیلیٰؑ نے کہا　　بات مہندی کی جو آئی تو سکینہؑ نے کہا

رنگ سے مہندی کے باخطِ جلی لکھوں گی

بھائی کے ہاتھ پہ میں نادِ علیؑ لکھوں گی

مل کے پھر بہنوں نے جنّت سے منگائی مہندی　　طشت میں شمع کے ہمراہ سجائی مہندی

فخر سے مریمؑ و حوّاؑ نے اُٹھائی مہندی　　دستِ قاسمؑ پہ سکینہؑ نے لگائی مہندی

سر پہ نوشاہ کے زینبؑ نے جو آنچل ڈالا

آنکھوں میں سورۂ واللیل نے کاجل ڈالا

اُمِّ فروہؑ کی دعا بن کے جو چمکی مہندی　　دستِ قاسمؑ پہ سجی اور بھی مہکی مہندی

Presented by www.ziaraat.com

ایسی لوگوں نے سُنی اور نہ دیکھی مہندی   عرش پر حور و ملائک نے ہے گوندھی مہندی

سبز توحید کی کھیتی ہے اِسی مہندی سے

سُرخرو دینِ الٰہی ہے اِسی مہندی سے

اِسی مہندی میں ہے اسلام کا تصویری رنگ   اِسی مہندی میں ہے قرآن کا تحریری رنگ

اِسی مہندی میں تو ہے آیۂ تطہیری رنگ   اور اِسی مہندی میں ہے شبر و شبیری رنگ

رنگِ حسنینؑ سے رنگین ہے ساری مہندی

اس لیئے لگتی ہے اللہ کو پیاری مہندی

نیگ مہندی کا جو قاسمؑ نے سکینہؑ کو دیا   بڑھ کے عباسؑ نے نوشاہ کو پہنائی عبا

اور پیشانی پہ سرورؑ نے عمامہ باندھا   دیکھ کر اصغرِ مہ رو کو یہ غازیؑ نے کہا

سن میں چھوٹے ہیں مگر اعلیٰ علی اصغرؑ ہیں

دولھا قاسمؑ ہیں تو شہ بالا علی اصغرؑ ہیں

خرمَن فاطمہ زہرؑا پہ عجب آئی گھڑی   لیلۃ القدر کی مانند ہے یہ رات بڑی

دل کو تھامے ہوئے ہے پیاسوں کی بارات کھڑی   اور دُلھن کی بھی تھمتی نہیں اشکوں کی جھڑی

بولے عباسؑ چلو جلدی کہ جاں دینی ہے

عقد پڑھ کر علی اکبرؑ کو اذاں دینی ہے

رسم جب آرسی مصحف کی ادا ہونے لگی   آئینہ ساتھ میں قرآن کے لایا کوئی

دیکھا دولھا نے جو دُلھن کو تو صلوات پڑھی   اور انگشت سے ماتھے پہ لکھی نادِ علیؑ

قدر نے سورۂ رحمٰن کا چہرہ دیکھا

گویا قرآن نے قرآن کا چہرہ دیکھا

حق نے رحمت سرِ بارات نچھاور کردیں   بڑھ کے قرآن نے آیات نچھاور کردیں

Presented by www.ziaraat.com

بخت نے اِن پہ فتوحات نچھاور کر دیں　　پیاسوں نے اشکوں کی سوغات نچھاور کر دیں

بن گئے دولھا تو قاسمؑ نے شہادت پائی
اور سلامی میں مُحبّوں کی شفاعت پائی

ساکنِ عرشِ الٰہی نے سجائی شادی　　قلبِ مادر کو تخیّل نے دکھائی شادی
ظلِّ ثقلین نے جب سب کو سنائی شادی　　مِل کے محفل میں محبّوں نے منائی شادی

جب تلک شیرِ الٰہی کا اَسد غیب میں ہے
شادیٔ حضرتِ قاسمؑ کی سند غیب میں ہے

Presented by www.ziaraat.com

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی معرکتہ الآرا کتاب شائع ہوگئی ہے

اُردو غزل اور کربلا

......《ترتیب وتدوین》......

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented by www.ziaraat.com

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی معرکتہ الآرا کتاب شائع ہوگئی ہے

ایران کی شہزادی

حضرت شہربانو سلام اللہ علیہا

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented by www.ziaraat.com

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی تقاریر کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے

حضرت علیؑ کی آسمانی تلوار

ذوالفقار

قرآن، حدیث اور تاریخ کی روشنی میں

.....انیسِ خطابت.....

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented by www.ziaraat.com

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی معرکتہ الآرا کتب شائع ہوگئی ہیں

سوانح

شہزادۂ قاسمؑ ابنِ حسنؑ

عربی، فارسی، اردو تاریخ میں شہزادہ پر پہلی کتاب

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

جلد اوّل، دوم

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented by www.ziaraat.com

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی معرکتہ الآرا کتاب شائع ہوگئی ہے

معصوموں کا ستارہ

شہزادہ علی اصغرؑ کی شہادت پر
فرانسیسی شاعر الیگزینڈر گنِل کا خراجِ عقیدت

French Poet
MONSIEUR ALEXANDRE GUINLE

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented by www.ziaraat.com